ومن یتوکل علی اللہ فہو حسبہ
بافضال خدائے ایزد منان این زیبا فرحت آور مکتوبات بے نظیر رقعات دلپذیر پسندیدۂ سخندانان بلاغت نشان مسمی بہ
من تصانیف جدید
انشاء بہار بیخزان
مولوی غلام امام شہید
باہتمام متوقعان اجر عظیم قاضی فتح محمد و قاضی عبد الکریم برادران قاضی ابراہیم صاحب مرحوم
در مطبع فتح الکریم واقع معمورۂ بمبئی بزیور طبع آراستہ نمود

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حاکم حقیقی کے احسانونکا شکر کس زبان سے ادا اور کس قلم سے انشا کیجیے کہ
آدمی کی زبان کو بات چیت سکھائی اور خط کتابت کی حکمت ایسی بتائی کہ
منزل تک جی کا حال جسے جو چاہے لکھ بھیجے اور دوسرے کو کچھ خبر
بات بیشک اسی لکھنے پڑھنے سے حاصل ہوتی ہی کہ پیام اپنا وہان تک
پہنچ جاتا ہی جہان اپنا گذر نہ ہو     اور اسکے محبوب پر درود و سلام
سرخط ہماری آزادی کا ہم تھے اور منشی قضا و قدر سے لکھا لیا اور اگلا
سیکھکر خدا ضرور سمجھا موافق ہماری سمجھ کے ہم کو بھی سمجھا یا صلی اللہ
واصحابہ وسلم بعد اسکے کہتا ہی فقیر غلام امام شہید کہ جب کچھ
دیوانی الہ آباد سے اکبر آباد آئی اور بندہ بھی جناب فیاض زبان عالیشان
دانی اور غریب پروری اُن کی زمانے مین مشہور اور عالم انکے عد
... جمہ... ٹلر صاحب بہادر کی رفاقت مین آیا تھو

کے بعد نواب عالی جاہ جنکی تعریف بیان سے باہر اور قدردانی مین نہ کوئی اُن کا مثل نہ ہمسر زمانے مین اونکے اوصاف کے دبدبے سے شیر اور بکری ایک گھاٹ پانی پیتی ہی اور خلقت انکی اخلاق اور پرورش کے سہارے سے دنیا مین جیتی ہی جہان مین سخاوت اون کی عالمگیر اور عالم مین وسیلہ انکا اکسیر ہی اگر انکے عمل مین کوئی فریب سے جھوٹ کو سچ کے ساتھہ ملائے تو انصاف اُن کا صاف دُودہ کا دُودہ پانی کا پانی الگ کردکھائے روشنی اونکے اقبال کی چارون طرف ایسی پھیلی ہی کہ چاند کی چاندنی اونکے سامنے میلی ہی حاکم امیر حاتم بینظیر نواب مستطاب جناب ہنر ہل جمیس ٹامیس صاحب لفٹنٹ گورنر بہادر کے حضور سے حکم پہنچا کہ ایک انشاء مختصر کہ لڑکے اسکو سمجھہ سکین اور اسسے لکھنے پڑھنے کی تعلیم اردو مین تیار ہو ہرچند کہ فقیر کے جاننے والے اچھی طرح جانتے ہین کہ اگر کسی نظم خواہ نثر فارسی کی فرمایش ہوتی تو وہ زیادہ تر مناسب حال فقیر تھی لیکن بجالانا حاکم کے حکم کا واجب جانکر اوتہی اوراق لکھکر اسکے ...

مقرر کئے اور **بہار بیخزان** اسکا نام رکھا **پہلا باب** بعضے دستورات اور خطوط کے قاعدہ ونکے بیان مین اسمین دو فصلین ہین **دوسرا باب** خط کتابت کے دستورات مین اسمین تین فصلین ہین **تیسرا باب** رقعات مین اس مین چار فصلین ہین **چوتھا باب** دستاویزونکے حال مین اور ہر ایک کی مثال کہ جاننا اسکا لڑکون کو ضرور ہی خدا قبول فرماوے اور لڑکونکو اسسے نفع پہنچاوے

**پہلا باب نظم اور نثر کے بیان مین** اسمین دو فصلین ہین جاننا چاہئے کہ جو لفظ معنی دار زبان سے نکلے اسکو کلمہ کہتے ہین جیسے آنا جانا کھایا پیا زید عمر اور جسمین دُو کلمہ یا دو سے زیادہ ہون اسکو کلام کہتے ہین جیسے زید نے دیکھا اور خالد نے کھانا کھایا پھر یہہ کلام دو حال سے خالی نہین ہی نظم ہوگا خواہ نثر اب ان دونون کا بیان دو فصلون مین لکھدیتا ہون **پہلی فصل** ہرچند کہ نظم کے قواعد بہت طول اور طویل اور مشکل ہین لیکن یہان سہل سہل باتین جو سمجھہ مین

آئین اور جاننا اسکا مبتدیون کو ضرور ہی لکھی جاتی ہین **نظم** اُس
کلام کو کہتے ہین جو وزن اور قافیہ رکھتا ہو اگر یہہ ایک ہی فقرہ کتنے وزن پر
پایا جاوے تو اسکو مصرعہ کہتے ہین جیسے **مصرعہ** دل تیری زلف مین اسیر ہوا
اور اگر دو مصرعہ ہون تو اوسکو شعر اور بیت اور فرد کہتے ہین جیسے **شعر**
گلگیر نے کاٹ کر سر شمع پروانہ سے شب جلی کٹی کی اور نظم کی دس قسمین ہین
غزل قصیدہ تشبیب قطعہ رباعی فرد مثنوی ترجیع بند مسمط مستزاد **غزل**
لغت مین عورتون سے بات کرنی اور عورتون کی باتون اور عورتون کے عشق
کی باتون کو کہتے ہین اور شاعر غزل اس نظم کو کہتے ہین جس مین عشق اور محبت
اور معشوق کے حسن اور جمال اور جدائی کی قلق اور رنج اور وصل کی خوشی کا احوال
ہو اور اس مین پہلے شعر کے دونون مصرع کا قافیہ برابر ہوتا ہی اور اسکو مطلع اور
دوسرے کو زیب مطلع اور اخیر کے شعر مین شاعر کا نام جسکو تخلص کہتے ہین
اسکو مقطع کہتے ہین حال کے شاعر مقطع مین اپنا تخلص ضرور لاتے ہین
اگلے شاعرون کو اسکی کچھ قید نہ تھی اور غزل مین شعر کا مضمون علیحدہ اور مختلف
ہوتا ہی یعنے جائز ہی کہ اگر مطلع مین وصل کا حال باندھین تو زیب مطلع مین جدائی
کا ملال بیان کرین عربی مین مرد کا عشق عورت کے ساتھ اور فارسی مین مرد کا عشق امرد کے
اور بھاکھا مین عورت کا عشق مرد کے ساتھ باندھتے ہین اور اردو زبان مین اکثر فارسی ہی کی پیروی ہوتی
ہی اور اصل تعریف غزل کی یہی ہی کہ اسمین مضمون عشق کا ہوا اور اب لوگ
شراب اور کباب اور وعظ اور نصیحت اور معرفت کے مضمون بھی باندھا کرتے
ہین اور نئی طرح ایک اور بھی نکلی ہی کہ اپنے معشوق کو دوسرے کا عاشق ٹہرا
ٹھہرا کر کچھ اپنا رشک کچھ اور چھیڑ چھاڑ کی باتین لکھتے ہین اُس سے عجیب و غریب
لطف اور بہت مزہ حاصل ہوتا ہی محققین کے نزدیک غزل پانچ شعر سے کم نہین
ہوتی اور گیارہ سے زیادہ نہین پر اس زمانہ مین سترہ [۱۷] اور انیس [۱۹] اور اکیس [۲۱]
بلکہ اس سے زیادہ کہتے ہین لیکن بعضے اگلے شاعرونکے نزدیک غزل کی تعداد

سے کم تین شعر اور انتہا پچیس شعر تک ہی **مثال اسکی** مہر کی تجھسے توقع تھی ستمگر نکلا ÷ موم سمجھے تھے تیرے دل کو سو پتھر نکلا ÷ داغ ہون رشک محبت سے کہ اتنا بیتاب ÷ کس کی تسکین کے لئے گھر سے تو باہر نکلا ÷ جیتے جی آہ تیرے کوچے سے کوئی نہ پھرا ÷ جو ستم دیدہ رہا جاکے سو مرکر نکلا ÷ اشک تر قطرۂ خون لخت جگر پارۂ دل ÷ ایک سے ایک عدد آنکھ سے بہتر نکلا ÷ ہمنے جانا تھا لکھے گا تو کوئی حرف اے میر ÷ پر تیرا نامہ تو ایک شوق کا دفتر نکلا **قصیدہ** لغت مین گاڑھے کو کہتے ہین اور شاعر اس نظم کو قصیدہ کہتے ہین جسمین ایک مطلع خواہ دو مطلع یا اس سے زیادہ ہون اور شعر اُسکے پندرہ سے کم نہون انتہا سترہ شعر تک بعضونکے نزدیک تعداد اسکی کم سے کم پچیس شعر اور انتہا ایک سو سترہ تک ہی اور عرب کے شاعر پانسو شعر کا بھی قصیدہ لکھتے ہین اور بعضے فارسی کے شاعر ایک سو بیس شعر قصیدہ کی حد مقرر کرتے ہین لیکن اب تو اردو اور فارسی کے قصیدہ دو دو سو شعر ہوتے ہین اور قصیدہ مین کچھ اسبات کی قید نہین ہوتی کہ صرف عشق اور محبت اور معشوق کے حسن اور جمال ہی کا اس مین بیان ہو بلکہ قصیدے مین کبھی بہار اور گلزار کی تعریف ہوتی ہی تو اسکو بہاریہ اور معشوق کی صفت اور جدائی کے حال مین ہو تو عشقیہ اور گردش زمانہ کی شکایت ہو تو حالیہ اور اپنی تعریف مین ہو تو فخریہ کہتے ہین کبھی ایسا ہوتا ہی کہ آخر مین جو حرف واقع ہوتا ہی اسی حرف کے ساتھ قصیدہ کو نسبت دیتے ہین اگر جیم ہو تو جیمیہ اور لام ہو تو لامیہ اور میم ہو تو میمیہ کہتے ہین اور کبھی قصیدہ کا نام اسکے رتبے پر لحاظ کرکے رکھتے ہین چنانچہ فقیر کے ایک قصیدہ کا نام الہامیہ ہی جسکا ہر ایک شعر صنعت خاص مین لکھا گیا اور دوسرا قصیدہ فارسی شمسیہ ہی جسکے ہر شعر کی ردیف آفتاب ہی اور جب قصیدہ مین دو مطلع سے زیادہ ہون تو اسکو ذوالمطالع کہتے ہین اور جب قصیدہ کی ابتدا مین کچھ شعر بہار کے وصف یا زمانہ کی شکایت خواہ عشق اور حسن وغیرہ کے بیان مین لکھ کر مطلب کی طرف متوجہ ہوتے ہین اور مدح

با ہو جو منظور ہو لکھا چاہتے ہین تو اسکو گریز اور حسن تخلیص کہتے ہین گریز اِس وجہہ سے کہ جس بیان کو اصل مطلب کے پہلے شروع کیا وہان سے بھاگ کر مدعا بیان کرنے لگا اور حسن تخلیص بھی اسی سبب سے کہ جس بیان مین اصل مطلب سے پھنس گیا تھا وہان سے خوبصورتی کے ساتھہ خلاصی حاصل کر کے مطلب پر آپہنچا اور اُس ارادہ پر ایک اشارہ معقول بھی کر دیا کرتے ہین اور ممدوح ایک ہی قصیدہ مین غائب فرض کر کے مدح کرتے ہین پھر خطاب پر آ کے مخاطب کے طور پر تعریف کرتے ہین اور اس ارادہ پر بھی اشارہ کرنیکا معمول ہی اور آخر قصیدہ جو مدح مین لکھا جاتا ہی دعائے ممدوح سے خالی نہین ہوتا ہی اس مقام کو دعائیہ کہتے ہین اور ایک بات اور بھی ہوتی ہی کہ دعا شرط کے ساتھہ ادا کرتے ہین اسطرح کہ تیرا اقبال رہے جب تک زمین اور آسمان رہے اسکو شرطیہ کہتے ہین اور بعضے صرف دعائیہ **مثال اُس قصیدہ کی جو تشبیب کے ساتھہ ہی انتخاب کے طور پر** ید قدرت لقب ہی میرے کلک گوہر افشان کا بیاضِ صنع اِک سادہ ورق ہی میرے دیوان کا سحاب ملکِ جان ہون گر مین برسون کشتِ گردون پر رواں ہو جوے خشک کہکشان مین چشمہ حیوان کا دلون مین شاعرونکے گوہر معنی نہ پیدا ہو نہ ٹپکے گر صدف مین اُنکے قطرہ میرے نیسان کا نیابت اپنی بخشی مبدءُ فیاض نے مجھکو زمین تا آسمان ممنون ہی میرے بذل و احسان کا میرے زیر قدم ہی تخت شاہی جس ولایت مین وہان کے دام و دد کو عار ہی منصب سلیمان کا رہا مین دھر مین اندیشۂ آسیب سے ایمن گھر کو کیا خطر ہی طعمۂ گرداب عمّان کا میرے خاک قدم سے تاج خسرو استعانت لے میری نعلین کو دے نعلبندی تاج سلطان کا جسے کہتے ہین سب فردوس پائین باغ میرا ہی مجھے ہی مفت گھر بیٹھے نظارہ حور و غلمان کا فنا فی المرتضیٰ کے رمز سے جسکو ہو آگاہی مقام اس شخص پر ہی کشف میرے عزت و شان کا

عروسِ دین کو میرے عقد سے سو سو تفاخر ہی شہیدی منقبت خوان ہون جناب شاہِ مردان کا میرا سینہ ہی بیشہ بود و باش شیر یزدان کا فضاے لامکان سے قرب ہی میرے نیستان کا جو پوچھا مین نے اس کا مرتبہ پیر طریقت سے بتایا کان مین مجھکو علیؑ ہی نام یزدان کا بتونکے توڑنے مین اسکا براہیم ہمسر تھا اگر ہوتا نہ زیر پا کتف شاہِ رسولان کا توارد کے پہر معنے جب لکھا شعر اسکی مدحت مین میرے مضمون سے مضمون لڑ گیا ہی نظم قرآن کا بہت دشوار تھا دیوار کیونکر پھاندتی امت اگر وہ در نہوتا مصطفےٰ کے شہر عرفان کا شرف حاصل ہوا ہی کعبہ کو اسکی ولادت سے پرستشگاہ محشر تک رہیگا ہر مسلمان کا حقیقت جزو کل کی آپ پر یا شاہ روشن ہی کہون کیا حال اپنے حسرت و درد فراوان کا نہ ایک لحظہ مئے گلرنگ پیکہ مین نے مستی کی نہ ایک لمحہ رہا نظارگی مین روئے خندان کا ولیکن مجکو لطف عام سے امید واثق ہی کروگے جبر دم مین تم میرے صد سالہ نقصانکا تصور آپ کی صورت کا وقتِ نزع مجھکو ہو میرا ماتم سرا مشرق بنے مہر درخشان کا شہیدی مصطفےٰ کا لاڈلا حیدرؑ کا پیارا ہون مجھے کیا خوف ہی بردہ ہون مین شاہ شہیدان کا **تشبیب** لغت مین جوانی کے دلون کا مذکور اور عشق کا حال بیان کرنے کو کہتے ہین اور شاعرونکے نزدیک تشبیب اسکا نام ہی جو قصیدہ مین چند اشعار تمہید کے طور مدح یا ہجو سے پہلے لکھے جاتے ہین اور شاید پہلے کی عادت ہو کہ ان شعرون مین مضمون عشقیہ ہی لکھتے ہون لیکن اب اسکی قید باقی نہین رہی بہار خواہ حسن یا عشق اور جسطرح کے شعر جس بیان مین ہون اسکو تشبیب کہتے ہین یہان سے معلوم ہوا کہ تشبیب حقیقت مین قصیدہ سے متعلق ہی گویا اسکا دیباچہ اور جزو قصیدہ ہی اس صورت مین قسم علٰحدہ نہ ٹھہری بلکہ قصیدہ کے شمار مین ہی لیکن مجمع الصنایع اور اکثر کتابونین اسکو قصیدہ سے علٰحدہ لکھا ہی مثال اسکی قصیدہ کی مثال مین

آچکی ہے فایدہ جو قصیدہ تشبیب کے ساتھ نہو اور اُسمین پہلے ہی سے
مدح خواہ ہجو شروع کردین اسکو مجرد اور جسمین تخلیص یعنے گریز نہو اُسکو
مقتضب کہتے ہین جیساکہ اس قصیدہ مین ہے اور خود شاعر اشارہ اس
بات کا کرتا ہے **قصیدہ مجردکی مثال انتخاب کے طور پر**
طلوع روشنی جیسے نشان ہو مہ کی آمد کا ظہور حق کی حجت ہے جہان مین
نور احمدؐ کا دبستانِ ازل مین وہ معلم عقلِ کل کا تھا نتھا نام و نشان جس
روز اس لوح زبرجد کا چمن پیرائے کن فراش اُس کی بزم رنگین مین بہار
آفرینش ایک بوٹہ اُس کی مسند کا عجم مین زلزلہ نوشیروان کے قصر پہ
آیا عرب مین شور اُٹھا جدم اسکی آمد آمد کا شرف حاصل ہوا آدمؑ اور
ابراہیم کو اس سے نہ تنہا فخر عالم فخر تھا اپنے اب وجد کا شب و روز اسکے
صاحبزادونکا گہوارہ جنبان تھا عجب ڈھب یاد تھا روح الامین کو بھی
خوشامد کا وہ اس عالم مین رونق بخش تھا حورون کی تسکین کو گیا جنت
مین طوبی بنکے سایہ اُس سہی قد کا شب معراج چڑھکے عرش پر دم مین
اُتر آیا بیان اُس قلزم معنی کی کیا ہو جزر اور مد کا گذر وحدت سے
کثرت مین نہ ہوتا ذات مطلق کو نہ بنتا صفر گر نقشِ احد پر میم احمدؐ کا ادھر
اللہ سے واصل ادھر مخلوق کا شامل خواص اُس برزخ کبریٰ مین تھا حرف
مشدد کا خدا بن مانگے کیا کیا نعمتین دیتا ہے بندونکو تیرا دست دعا
ضامن ہے جبسے کل مقصد کا بھٹینگے مثل تقویم کہن دیوان ہزارون کے ہوا
عالم مین شہرہ میرے اشعار مجدد کا ہوئی ہے ہمت عالی میری معراجکی
طالب میسر ہو طواف ای کاش جھکو تیری مرقد کا کبھی نزدیک جاکر آستانے
پر ملون آنکھین کبھی مین دور بیٹھون اور کرون نظارہ گنبد کا مدینہ کی زمین
کے گر نہ لائق ہو میرا لاشہ کسی صحرا مین وہانکے مین خورش ہون دام اور دد کا
تمنا ہے درختون پر تیرے روضہ کے جا بیٹھے قفس جو وقت ٹوٹے طائرِ روح

مقبِ کا خدا منہہ چوم لیتا ہی شہید کی کس محبت سے زبان پر میری جب ام نام آتا ہی محمد کا **قطعہ** لغت مین کسی چیز کے ٹکڑے کو کہتے ہین اور شاعرونمین قطعہ اون شعرونکا نام ہی کہ مثل غزل اور قصیدہ کے ایک ہی وزن اور قافیہ پر ہو لیکن مطلع نہو کسواسطے کہ اگر مطلع ہوگا تو موافق حد معین کے اسکو غزل کہینگے یا قصیدہ اور قطعہ دو شعر کا بھی ہوتا ہے زیادہ کے واسطے کچھہ مقرر حد نہین ہی اسکے مضمون مین ایک شعر کا علاقہ دوسرے شعر سے ہوتا ہی اِسصورت مین قطعہ علٰحدہ بھی ہوتا ہی اور غزل اور قصیدہ مین اگر دو یا تین شعر خواہ اس سے زیادہ ایک دوسرے سے متعلق ہون تو اسکو بھی قطعہ کہینگے **مثال اسکی** قسمت کیا ہر ایک کو قسام ازل نے

| | |
|---|---|
| جو شخص کہ جس چیز کے قابل نظر آیا | بلبل کو دیا نالہ تو پروانہ کو جلنا |
| غم ہمکو دیا سب سے جو مشکل نظر آیا | **ایضاً** جیسا ہی روٹھہ کے |

بیٹھا تھا وہ مجھہ سے خاموش مجھکو تو جانو کہ مین نے تو جہان دیکھا ہی مین بھی منہہ پھیر کے اسطرف سے یون کہنے لگا ہائے آج ایسا ہی محبوب جوان دیکھا ہی جسکے دیکھے سے نہ کچھہ ہوش ہی باقی نہ ہوس کیا کہین تم سے کہ ایک آفت جان دیکھا ہی جو ہین نکلا یہہ زبان سے میری بس وہین وہ شوخ یک بیک بول اٹھا واہ کہان دیکھا ہی مجھکو تو چھیڑ ہی منظور تھی آئینہ اٹھا ہنسکے کہنے لگا لے دیکھہ یہان دیکھا ہی **رباعی** چار مصرعون کا نام ہی کہ پہلے اور دوسرے اور چوتھے کا قافیہ ایک ہو اور تیسرے مصرع کا قافیہ اس وزن پر ہونا ضرور نہین ہی اور اسکو چو مصرعی اور دوبیتی بھی کہتے ہین اُستادون سے دریافت ہوا ہی کہ رباعی کا چوتھا مصرع نہایت دلچسپ ہوتا ہی کہ اس سے ساری رباعی مین جان پڑ جاتی

ہی اور اگر وہ مصرعہ دلچسپ ہو تو اس کا حال بے نمک کھانے کا سا ہی اور رباعی کے چوبیس وزن خاص مقرر مین جایز ہی کہ ان اوزان مین سے ایک ہی وزن پر چارون مصرع ہون یا ہر مصرعہ اُن اوزان مین سے ایک ایک وزن پر ہون لیکن اگر اس وزن خاص پر نہوگا تو اسکو عروض والے رباعی نہ کہینگے اگرچہ عوام ناواقفیت سے اسکو رباعی کہتے ہین **مثال اسکی** جب پاس وفا اُسے ہمارا نرہا ہمکو بھی خیال دوستی کا نرہا

قربان مین کس اداسے کہتا ہی کھُلین اتنے ہی مین عاشقی کا دعوی نرہا

**ایضاً** کیا ظلم ہی ای نالۂ بے باک کیا اس شعلہ مزاج کو غضبناک کیا

افسوس وہ لعل لب نہین گرم سخن اس آتش خاموش نے جی خاک کیا

**ایضاً** کیا خوار و زبون کیا وفا نے مجھکو کونے مین بٹھا دیا حیا نے مجھکو نظرون سے بتون کی گر پڑا تھا مومن صد شکر اٹھا لیا خدا نے مجھکو **فرد** دو مصرع ایک شعر کو کہتے ہین خواہ دونون مصرع کا قافیہ موافق ہو یا مخالف یہان سے معلوم ہوا کہ فرد کے واسطے یہہ بات ضرور نہین ہی کہ جب شاعر ایک ہی شعر کہے تب اسکو فرد کہینگے بلکہ غزل خواہ قطعہ یا قصیدہ یا مثنوی کا بھی اگر ایک شعر لکھا یا پڑھا جاوے تو وہ بھی فرد ہی اور اُسکو بیت بھی کہتے ہین لیکن بعضون کے نزدیک فرد اسی شعر کو کہنا چاہیے جو تنہا ایک ہی شعر ہو اور بیت اسکو کہتے ہین جو قطعہ اور غزل اور قصیدہ کا کوئی شعر ہو خواہ تنہا ہو پس فرد خاص ہی اور بیت عام **مثال اسکی** ڈسا ہو کالے نے جسکو ظالم تو وہ فسونکے اثر سے کھیلے دہان و کاکل کا تیرے مارا نہ نہہ سے بولے نہ سر سے کھیلے **ایضاً** ہجر کی شب تھا سیہ خانہ میرا ایسا مہیب چاندنی اُتری نہ مارے خوف کے دیوار سے **مثنوی** اس نظم کو کہتے کہ کچھ اشعار

جسکی تعداد کی کوئی حد مقرر نہین ہے ان اوزان مین سے جو مثنوی کے لئے مقرر ہین ایک وزن پر خاص لکھے جائین اور دو دو مصرعہ کا قافیہ متفق یعنے ہر شعر کا قافیہ علحدہ اور مختلف ہو جیسے اُردو مین مثنوی میر حسن اور میر تقی کی اور بہت مثنویان مشہور ہین اور فارسی مین بوستان اور سکندر نامہ اور یوسف زلیخا اور نلدمن وغیرہ **مثال اسکی** یہہ بھی رمز جو اسکے سایہ نہ تھا

| | |
|---|---|
| کہ رنگ دوئی وہان تک آیا نہ تھا | نہ ہونے کا سایہ کے تھا یہہ سبب |
| ہوا صرف پوشش مین کعبے کی سب | جہان تک کے تھے یہان کے اہل نظر |
| سمجھ مایۂ نور کحل البصر | سبھون نے لیا پتلیون پر اُٹھا |
| زمین پر نہ سایہ کو گرنے دیا | |

**ترجیع بند** لُغت مین پھیرنے کو کہتے ہین اور شاعر وہمین اس نظم کو کہ چند شعر غزل کے طور پر مع مطلع کے ایک وزن اور قوافی کے لکھکر ایک خانہ قرار دین اسکے بعد ایک مطلع دوسرے قافیہ پر کہ معنی مین اُن اشعار سے کچھہ علاقہ رکھتا ہو داخل کرکے بند کے طور پر گرہ دین تب دوسرا خانہ اُسطرح دوسری غزل کے طور پر دوسرے قوافی مین لکھکر اور مطلع کے ساتھہ تضمین کرین اسیطرح خانہ بخانہ جسقدر چاہین بند لکھنے جائین پھر اگر بند کا مطلع جو بعد غزل کے داخل کرتے ہین ایک ہی ہر بند مین مکرر آتا جائے تو اسکو ترجیع بند کہتے ہین اور اگر بند کا مطلع مختلف ہو تو اسکو ترکیب بند بولتے ہین اور یہہ مطلع ترکیب بند کا جائز ہے کہ ہر مطلع کا قافیہ علحدہ ہو یا سب ایک قافیہ پر ہون اور یہہ جو بعضون نے لکھا ہے کہ اگر قوافی ہر مطلع کے علحدہ ہون تو جمع کرنے سے مثنوی ہو جائین اور موافق ہون تو سب ملکر ایک خانہ ہو جائین اِس مین گفتگو ہے کسواسطے کہ وے سب مطلع بند کے اگر قوافی مین مختلف ہون اُسوقت البتہ مثنوی ہو سکتے ہین جب اصل وزن

ترجیع بند کا اوزان معینہ مثنوی مین سے کسی وزن خاص پر ہوگا اور یہہ قید
کسی کتاب مین دیکھی نہین گئی کہ ترجیع بند اوزان مخصوصہ مثنوی مین سے ایک
وزن خاص پر ہونا چاہیئے اور دوسرا امر کہ سب مطلع متحد القوافی ملکر ایک خانہ
ہو جائین کبھی ممکن ہی نہین ہی کسواسطے کہ ترجیع بند کی تعریف سے معلوم ہو چکا
ہی کہ ہر خانہ کے شعر مثل غزل کے ہوتے ہین اور ظاہر ہی کہ غزل مین صرف
مطلع کے دو مصرع ایک قافیہ پر ہوتے ہین باقی اشعار کا صرف مصرع ثانی
اسی قافیہ پر آتا ہی اس صورت مین وے سب مطلع جو ایک قافیہ پر ہونگے
جمع کرنے سے سب کے سب ایک قافیہ پر مطلع ہونگے غزل کی صورت نہین
پیدا کر سکتی اور جب غزل نہین ہو سکتی تو ترجیع بند کا ایک خانہ سب ملکر کیونکر
بن جائین **مثال ترجیع بند کی** تو چھوڑ مجھے چلا گیا دل ہی اپنے
زیادہ بیوفا دل دلدار کے کھینچنے پڑے ناز افسوس کہ میرے پاس تھا
دل یہہ دشمن جان تمھین مبارک یعنے نہین میرے کام کا دل کیون دعوی
دلربائی اتنا مایل ادھر آپ ہی ہوا دل دیتا ہون دم ایسے فتنہ گر پہ
انصاف سے دیکھنا میرا دل اس چشم نے کردیا خراب آہ تھا ورنہ بہت
ہی پارسا دل کیسی میری جان پر بن آئی اللہ بگڑ گیا ہی کیا دل گھونٹے ہی
گلے کو کوئی ہمدم کیا بات کرون کہ ہی خفا دل ای محرم راز کیا کہون مین
کس آفت جان سے لگا دل ای مونس غمگسار ہر دم کیا پوچھے ہی کیونکہ لے
گیا دل آن شوخ چنان ربود از من گویا کہ دلم نبود از من پردے مین"
ہی رشکِ ماہ میرا کیونکر نہ ہو دن سیاہ میرا کیا مرنے کے بعد پاؤن"
پھیلائے ہی مقبرہ خوابگاہ میرا بس آپ مین آؤ تم کہ شاید ہو دل
مین گذارگاہ میرا اس سدِّ سکندری کو توڑو آئینہ ہی سنگ راہ میرا

مین کشتہ شہید بے دیت ہون ہی شوق ستم گواہ میرا دیکھا تو نے کہ رنگ بدلا ای شوخ فسون نگاہ میرا ای دوستو ہاتھ سے چلا مین قابو مین نہین دل آہ میرا مرنا نہین اختیار کی بات خود جرم ہی عذر خواہ میرا ای چارہ گر اب تو پھینک تدبیر ہی حال بہت تباہ میرا ناصح انصاف تو ہی کر بارے دل دینے مین کیا گناہ میرا آن شوخ چنان ربود از من گویا کہ دلم نبود از من

اور فارسی مین ترجیع بند حضرت شاہ علاؤالدین ماہرہ رح کا جسکے ہر بند کا یہہ مطلع کہ بچشمان دل مبین جز دوست ہرچہ بینی بدانکہ مظہر اوست مکرر آیا ہی مشہور اور معروف اور ایسا مقبول ہی کہ کوئی لڑکا اسکے پڑھنے سے محروم نہ رہا ہوگا **مثال ترکیب بند کی** دل کی طرح سے یہہ بھی جلی جان کو کیا ہوا دم مین نہین ہی دم میری جانان کو کیا ہوا سر پیٹتا ہی شانہ پڑا دونون ہاتھ سے کیا جانے اس کی زلف پریشان کو کیا ہوا پیتی ہی اپنا خون دل افسوس بس حنا اُس دست رشک پنجۂ مرجان کو کیا ہوا شبنم کو پھر ہی جانب خورشید التفات شرمندہ ساز مہر درخشان کو کیا ہوا دلمین شکن ہی زلف مسلسل کدھر گئی برہم ہی حال کاکل پیچان کو کیا ہوا لذت فزا نہین الم اُس لب کو کیا ہی کچھ زخم بے مزہ ہی نمکدان کو کیا ہوا بوئے قبائے یوسف گل ہی نسیم مین اسکی شمیم عطر گریبان کو کیا ہوا گردش پر اپنی ناز ہی پھر روزگار کو اس چشم رشک فتنۂ دوران کو کیا ہوا دعوی ہی شوخیون کا غزالان دشت کو اس خوش نظر کی جنبش مژگان کو کیا ہوا کتان ہی سینہ چاک رخ ماہ دیکھکر اُس روسے غیرت مہ تابان کو کیا ہوا عیب حجاب شمع رخان جہان کیا وہ مہر آسمان نکوئی کہان گیا یہہ گلستان سرائے تماشا نہین رہا وہ نوبہار گلشن دنیا نہین رہا افسوس کوئی پردہ نشین پردہ در نہین وہ حسن جس سے

عشق ہو رسوا نہین رہا حیف اتنی تلخکامی و شوریدہ طالعی جس سے کہ زندگی
کا مزا تھا نہین رہا ای چرخ چاہنے سے رہے مہر و ماہ کو کیا چاہین روزگا
تمنا نہین رہا اپنی خرابیون کو کہان جاکے روئیے وہ شمع روے انجمن
آرا نہین رہا دل مین جگہہ نہو نیکا کسّے گلہ کرون وہ قدردان شکوۂ بیجا نہین رہا
کسکو گلے لگائیے ای شوق ہمکنار وہ خوش گلوئے سینہ مصفا نہین رہا کسّے
نباہیے کہ سوائے وفات کے دنیا مین ہائے نام وفا کا نہین رہا اب کسکو
دیکھئے کہ کسیکو نہ دیکھئے وہ پردہ سوز چشم تماشا نہین رہا اُس عین نور
حسن کو کیونکر نہ روئیے آنکھو نمین جو رہے کوئی ایسا نہین رہا ہر دم جبین
آئینہ آلودہ نم سے تھی یہہ آب و تاب حسن اسی مہ کے دم سے تھی **مسمط**
تسمیط لغت مین موتی پرونے کو اور مسمط پروئے ہوئے موتیو نکو یعنے موتیون
کی لڑی کو کہتے ہین اور شاعرون مین مسمّط اس نظم کا نام ہی کہ پہلے ایک
بند کئی مصرع کا ایک وزن اور قافیہ پر لکھا جائے پھر دوسرے بند کا آخری
مصرع اُسی قافیہ پر آتا جائے اور باقی مصرع اور قوافی پر ہون اسیطرح
تیسرا اور چوتھا بند اور جسقدر چاہین لکھین اور یہہ بند تین مصرع سے کم اور دس
سے زیادہ نہین ہوتا ہی پس اگر تین ہی مصرعہ کا بند ہو تو اسکو مثلث اور چار
مصرع کا ہو تو مربع اور پانچ کو مخمس اور چھہ کو مسدّس اور سات کو مسبع اور
آٹھہ کو مثمن اور نو کو متسع اور دس کو معشر کہتے ہین اُردو مین مربع اور
مخمس کی رواج زیادہ ہی باقی کم یہان سمجھنے کے واسطے ہر ایک قسم کے دو
دو بند علحدہ علحدہ لکھے جاتے ہین **مثلث کی مثال** یہہ زمانہ
بھی عجب طور کا ہی سفلہ پرست ابلہان را ہمہ شربت زگلاب و قندست
قوت دانا ہمہ از خون جگرمی بینم بوم ہی نغمہ سرا بلبل مسکین نالان اسپ تازی

شدہ مجروح بزیر پالان طوقِ زرین ہمہ در گردن خرمی بینم یہہ مثال اُس تضمین کی ہی کہ غزل کو ایک مصرع بڑھا کے مثلث کیا ہی اور کبھی بدون تضمین کے بھی ہوتا ہی **مثال اسکی** برقع جو اپنے منہہ سے صنم نے اٹھا دیا سب کو خدا کے نور کا جلوہ دکھا دیا سجدہ کو مہر و ماہ نے بھی سر جھکا دیا یوسف کا حسن قصۂ پارینہ ہوگیا دل اسکے عکس نور سے آئینہ ہوگیا قامت نے اسکے فتنۂ محشر جگا دیا **مربع کی مثال** اسکو مجرا ہی جو کہتا زار آگے جو رضا عشق مین دلبر کے ہون بیمار آگے جو رضا یار سے کہتا تھا یہہ ہر بار آگے جو رضا آبرو رکھیو میری ای یار آگے جو رضا اسقدر اپنی لگادی اسنو میرے دلکو چاہ جو نظر آوے تو ہی ماہی سے لیکے تا بماہ جسطرف کو آنکر جھکی تیری برق نگاہ سر جھکاؤن وہان مین سو سو بار آگے جو رضا **مخمس کی مثال** کوئی جاوے جو ادھر شام و پگاہے گاہے تو کہے اُس سے یہہ نالہ و آہے گاہے چاہئے رحم سر حال تباہے گاہے اسطرف بھی تمھین لازم ہی نگاہے گاہے دمبدم لحظہ بلحظہ نہین گاہے گاہے دلپہ سوزش ہی سدا لب پہ ہی ہر دم دم سرد اشک سرخ آنکھو نمین ہی رنگ ہی رخسار کا زرد ہمدمو پوچھو نہ تم حال دل ہر غم و درد ہی بلا کثرت اندوہ ہجوم غم و درد دلکو فرصت نہین اتنی کہ کراہے گاہے اور مخمس مین کبھی پانچوان مصرع نہ جمع بند کے طور پر ہر بند مین مکرر بھی لاتے ہین **مثال اسکی** جب سے ای راحت جان تجھہ سے جدا رہتا ہون کیا کہون سخت مصیبت مین پھنسا رہتا ہون مضطر و ششدر و حیران و خفا رہتا ہون کسی چرچے مین تو مشغول مین کیا رہتا ہون منہہ لپیٹے ہوئے دنرات پڑا رہتا ہون نہ تو دل مین ہی وہ طاقت کہ کرون جوش و خروش اور نہ کچھہ بات ہی کرنے کا رہا ہی مجھے ہوش قبر مین جیسے کہ ہووے کوئی مردہ روپوش اسطرح خانۂ

تاریک مین تنہا خاموش منہہ لپیٹے ہوئے دن رات پڑا رہتا ہون اور کبھی غزل مین تین مصرع ہر شعر کے ساتھہ ملا کر مخمس بناتے ہین اور یہہ بہت مروج ہے **مثال اسکی** ہے داد خواہ تجھہ سے وفا اور وفا سے ہم راضی ہے تیری خوشی جفا اور جفا سے ہم کیا لگ چلے ہے تجھہ سے ہوا اور ہوا سے ہم نکہت کو تجھہ سے لے ہے صبا اور صبا سے ہم لے عطر تیرے تن سے قبا اور قبا سے ہم رہتے ہین یہ وزرات کو روتے سحر تلک ہچکی سی ایک لگتی ہے دو دو پہر تلک پائی نہ پھر دعا کی رسائی اثر تلک پہنچی نہ ایکبار اجابت کے در تلک تنگ آئی ہے اثر سے دعا اور دعا سے ہم **مثال مسدس کی** ہے دام بلا طرۂ دل آرکسیکا نادیدہ ہوا دل ہے گرفتار کسیکا یہان ہجر سے جینا ہوا دشوار کسیکا وہان بات بھی کرنیکو نہین یار کسیکا یہان دیدہ تو ہے طالب دیدار کسیکا وہان نہ ہوا روزن دیوار کسیکا یہان لب پہ میرے آٹھہ پہر جان حزین ہے جو دم کہ گذرتا ہے دم بازپسین ہے وہان اُس بت عیار کو پروا ہی نہین ہے غافل میرے احوال سے وہ پردہ نشین ہے کہتے ہین جو کچھہ لوگ جواب اسکا نہین ہے کہنا نہین سنتا ہے وہ زنہار کسیکا یہہ مثال اُس مسدس جو مسمط کی اقسام مین داخل ہے البتہ ٹھیک ہے نہ وہ مسدس کہ اردو کے بعضے قاعدہ نویسون نے لکھا ہے یعنے ہر بند مین دو شعر کے چار مصرع ایک قافیہ پہ اور تیسرے شعر کے دو مصرع قافیہ جداگانہ پر اس مثال کے ہر بند مین مکرر موجود ہین اسطرح ؎ جائے عبرت ہے میرا حال پریشان یارو آس تو ٹوٹے ہے یہہ مایوسی و حرمان یارو دل لگا کر ہوا مین سخت پریشان یارو ہائے افسوس نہ نکلا کوئی ارمان یارو جی کی جی ہی مین رہی بات نہونے پائی ایک بھی اس سے ملاقات نہونے پائی اور بعضون نے

یہہ مثال لکھی ہی ÷ کیا کہون کچھہ نہ پوچھہ ہے رات کا حال ہمنفس ÷ بعد زما نہ
وصل پر ہمکو ہوا جو دسترس ÷ کچھہ نہ بر آئی آرزو رہگئی دلمین سب ہوس ÷ یعنے
و فور عشرت و جوش نشاط تھا کہ بس ÷ صبح دمید و شب گذشت ماہ شبینہ خانہ
رفت ÷ روئے سحر سیہ شود یار باین بہانہ رفت ÷ بعد چار مصرع کے جسطرح
اردو کا شعر مثال سابق مین مکرّر آتا گیا ہی اس مثال مین یہہ فارسی کا شعر
ہر بند مین مکرر ہی اور لطف یہہ ہی کہ آپ ہی مسمط کی تعریف مین یون لکھنے
جاتے ہین کہ پہلے بند کے چند مصرع قافیہ مین متفق ہون اور بعد اسکے اسیقدر
اسیطرح کے ہون کہ مصرع اخیر کا قافیہ موافق ان چند مصرع کے یعنے پہلے
بند کے ہوا اور آپ ہی مثال اسکی ایسی لکھتے ہین کہ یہہ تعریف اُسپر صادق
نہین آتی کسواسطے کہ اُن دونون مثالون سے ظاہر ہی کہ کسی بند کے مصرع
اخیر کا قافیہ بند اوّل کے قافیہ پر نہین ہی بلکہ ہر بند مین تیسرا شعر مکرر آتا
گیا ہی پھر وہ مثال مسمّط کی کسطرح ہوسکتی ہی یہان سے معلوم ہوا کہ جو
مسدس موافق مثال مندرجہ اس کتاب کے ہوگا وہ مسمط کی اقسام ہی اور یہ
جسمین کوئی شعر مکرر خواہ ہر بند مین شعر جدا گانہ قوافی مختلف پر آیا کرے وہ مثل
ترجیع بند یا ترکیب بند کے ہی گو تعداد اسکے شعرون کی ترجیع بند کی تعداد
سے کہ حد اسکی برابر ایک غزل کے مقرر ہی کم ہو نہین تو مسمط اور ترجیع بند
اور ترکیب بند مین کچھہ فرق باقی نہین رہتا **مسبّع کی مثال** افسوس
اس چمن مین وہ سرو روان نہین ÷ لطف بہار تازگی گلستان نہین ÷ ایسا
کوئی چمن نہین جس مین خزان نہین ÷ گل خندہ زن نہین کہ وہ آرام جان نہین
سنبل مین بوے کاکل عنبر فشان نہین ÷ بلبل کا شاخ گل پہ کوئی آشیان نہین
وہ چہچہہ نہین ہی وہ شور و فغان نہین ÷ سر پر اُڑاتی خاک ہی باد سحر

کہین ؛ شبنم سر اشک گرم سے ہی چشم تر کہین ؛ پتھر پہ باغبان پٹکتا ہی سر کہین بلبل کا آشیان ہی کہین بال و پر کہین ؛ لالہ سے آشکار ہی داغ جگر کہین ؛ خالی نہین ہی درد مصیبت سے گھر کہین ؛ دل مین جگر مین آنکھہ مین سر مین کہان نہین

**مثمن کی مثال** قلق اُس مہ کی جدائی کا ستاتا ہی مجھے ؛ مثل وحشی کے شب و روز پھراتا ہی مجھے ؛ ڈوبنا ضعف سے مشکل نظر آتا ہی مجھے ؛ موج کے ساتھہ ہی دریا تو بہاتا ہی مجھے ؛ قیس محزون جو کبھی آپ مین پاتا ہی مجھے ؛ ناتوان جان کے سایہ سے ڈراتا ہی مجھے ؛ ہی تجھے زلف دوتا کی قسم ای باد صبا ؛ اگر اس شوخ کے کوچہ مین گذر ہو تیرا ؛ کہیو پیغام یہہ اس ماہ لقا سے میرا ؛ کہ برا حال ہی ظالم تیرے سودائی کا ؛ ہو گیا آج غم ہجر سے لاغر اتنا ؛ کہ میرے سایہ کا ہوتا ہی مجھی پر دھوکا ؛ جسطرح لیکے پر کاہ کو اڑتی ہی صبا ؛ رنگ چہرہ کا اُڑائے لئے جاتا ہی مجھے

**مسبع کی مثال** ہو گیا زلف گرہگیر کا سودا ہمکو ؛ طوق و زنجیر سے اب انس ہی زیبا ہمکو ؛ بیٹھنے دیتے نہین آبلہ پا ہمکو ؛ پاؤن پڑ پڑ کے لئے جاتے ہین صحرا ہمکو ؛ کبھی ہنستے ہین کہ اس گل نے رلایا ہمکو ؛ کبھی اس ہنسنے پہ آجاتا ہی رونا ہمکو ؛ اور وحشت نے دکھایا ہی تماشا ہمکو ؛ آپ ہی دل نے تو دیوانہ بنایا ہمکو ؛ آپہی بھاگ گیا چھوڑ کے تنہا ہمکو ؛ سنبل تر کی قسم زلف چلیپا کی قسم ؛ شور محشر کی قسم قامت رعنا کی قسم ؛ گل خندان کی قسم عارض زیبا کی قسم ؛ دل نالان کی قسم بلبل شیدا کی قسم ؛ چشم جادو کی قسم نرگس شہلا کی قسم ؛ دُر دندان کی قسم عقد ثریا کی قسم ؛ غم مجنون کی قسم عشوہ لیلی کی قسم ؛ حسن یوسف کی قسم عشق زلیخا کی قسم ؛ کہ سوا تیرے کبھی کوئی نہ بھایا ہمکو ؛ اور ان سب قسمو نمین ہو سکتا ہی کہ جسمین چاہین دو دو مصرع غزل کی تضمین کرین چنانچہ اس شعر مین میری غزل کے دو دو مصرعہ

اور آٹھ آٹھ مصرع اوٗر مستزاد کی **مثال** نہ اُسے پاس آشنائی ہی ÷ نہ ہمین طاقت جدائی ہی ÷ مرگ نے دیر یون لگائی ہی ÷ عمر جینے سے تنگ آئی ہی ÷ بات قسمت نے یہہ ٹرھائی ہی ÷ اپنے طالع کی نارسائی ہی ÷ ورنہ مرنے مین کیا برائی ہی ÷ زندگی سخت بیحیائی ہی ÷ کوفت سے لب پہ جان آئی ہی ÷ ہمنے کیا چوٹ دل پہ کھائی ہی ÷ اسکے جور و جفا سہے پیہم ÷ نہ ہوا شوق اپنے دل سے کم ÷ بوسۂ لعل لب سے وائے ستم ÷ نہ ہوے کامیاب مرتے دم ÷ اُس دہن نے دکھائی راہ عدم ÷ آب حیوان تھا اپنے حق مین سم ÷ کیا کہون دوستو حکایت غم ÷ اُسکے کوچہ مین مثل نقش قدم ÷ ہو گئے خاک سے برابر ہم ÷ وہان وہی نازخودنمائی ہے **مستزاد** ایک فقرہ نثر کا چھوٹا سا بعد ایک مصرعہ یا ایک بیت کے ٹرھایا جاتا ہی اور شاعرونکے نزدیک لطف اور خوبی مستزاد کی یہی ہی کہ ہر فقرہ نثر کا جس مصرعہ یا شعر کے بعد آئے اور معنی مین ربط بھی رکھتا ہو لیکن زائد بھی ایسا ہو کہ مصرعہ اور بیت اسکا محتاج نہو یعنے اگر وہ فقرہ نہو تو مصرعہ اور بیت اپنی معنی مین تمام ہو جائے مگر حال مین کچھہ اس کی قید باقی نہین رہی ہی اور مستزاد مین کبھی مضمون عشقیہ مثل غزل کے ہوتا ہی کبھی اوٗر مضمون بھی باندھتے ہین چنانچہ مثالون سے معلوم ہوگا **مثال اس فقرہ مستزاد کی جو ایک شعر کے بعد آتا ہے** جس باغ مین وہ سرو گل اندام نہین ہی ÷ جس بزم مین وہ شمع دل آرام نہین ہی ÷ ویرانہ ہی گویا ÷ پروا نہین گر آتش جانسوز جلا وے ÷ عاشق کو تو جلنے کے سوا کام نہین ہی ÷ پروانہ ہی گویا ÷ **مثال اس فقرہ کی جو ہر مصرعہ کے بعد آتا ہی** لینے جو بلائین لگے ہم اسکی چٹاچٹ ÷ تو بول اُٹھے جھٹ ÷ چل جا بے رسے واٗو نہ بر رو ہو پرے ہٹ ÷ ہی سب یہہ بناوٹ

ان آنکھون کو مین حلقۂ زنجیر کرونگا ؛ ایسا ہی بلا ہون ؛ چھوڑ دون نہ کبھی آپکے دروازیکی چوکھٹ ؛ جب تک نہ کھلین پٹ **واسوخت** بیزاری کو کہتے ہین اور شاعرونین اُس نظم کا نام ہے جسمین معشوق سے بیزاری اور عاشق کی بے پروائی کا مضمون اور دوسری معشوق سے دل لگانی کی چھیڑکہ اسکو جلی کٹی کہتے ہین لکھین اور حقیقت مین واسوخت اقسام شعر مین سے کوئی قسم علیحدہ نہین ہے بلکہ اکثر مسدس خواہ مثمن یعنے چھہ مصرعہ خواہ آٹھہ مصرع کا ترجیع بند یا ترکیب بند کے طور پر دیکھنے مین آیا ہے اسی واسطے استادون نے اسکی قسم جداگانہ نہین مقرر کی ہے لیکن مضمون کے لحاظ سے جو اُسکا نام " واسوخت رکھا ہے تو لکھنا اُسکا ضرور ہوا **مثال واسوخت کی** آشنا آنکھہ نہ غمزہ سے ذرا تھی واللہ ؛ دلبری کی نہ کچھہ انداز سے تھا تو آگاہ ؛ تھا نہ یہہ ناز و کرشمہ نہ یہہ شوخی کی نگاہ ؛ مین تو حیران ہون تجھے دیکھکے سبحان اللہ ہو گیا ایسے بھی ہوتے ہین جہان مین محبوب ؛ اپنی اس خوبی پہ مغرور ہوا تو کیا خوب ؛ جامہ زیبی سے کہان زیب بدن تھا یہہ لباس ؛ آتی مخمل سے بدن مین تھی یہہ کب گل کی باس ؛ گفتگو غیر محل تھی تیری چتون تھی اداس پاس اُن سب کا ہوا بیٹھنے سے اپنے پاس ؛ اب جو کچھہ اور بنا تو تو ہمین سمجھا بخیر ؛ گر یہی بات تیرے جی مین سمائی ہے تو خیر **مرثیہ** دستور قدیم ہے کہ کسی عزیز اور قریب یا دوست خواہ امیر اور رئیس کی وفات کا واقعہ اور حزن و ملال کا حال اسمین لکھتے ہین اور یہہ وضع صرف اہل فارس کی " نہین ہے بلکہ عرب مین بھی یہہ دستور قدیم سے جاری ہے اور مرثیہ کبھی قصیدہ اور غزل کی صورت پر اور کبھی مستزاد اور مسدس کی شکل پر ہوتا ہے اسصورت مین اقسام جداگانہ سے باہر نہ ٹھہرا لیکن مضمون کے لحاظ سے جطرح واسوخت

کا نام علحدہ ٹھہرایا ہے اسیطرح مرثیہ کو بھی قیاس کرنا چاہیئے اور اب مرثیہ
کو بھی قیاس کرنا چاہیئے اور اب مرثیہ اکثر وہی کہلاتا ہے جسمین جناب سید الشہدا
علیہ وعلی جدہ وابیہ الصلوٰۃ والسلام کی شہادت کا حال اور واقعہ کربلا لکھا
جاتا ہے پس اگر یہہ قصیدہ کے طور پر ہوتا ہے تو اسکو مجرا ور سلام کہتے ہین
ایسے نظم کے مطلع مین مجرا خواہ سلام یا مجرائی اور مجرئی خواہ سلامی کا لفظ
بھی اکثر مستعمل ہے اور اگر مستزاد کی وضع پر ہو تو بیشتر اسکو نوحہ کہتے ہین اور
اگر مسدس یا مثمن ترکیب بند خواہ ترجیع بند ہو تو اسکو مرثیہ کہتے ہین اور
یہہ بہت مروج ہے **سلام کی مثال** مجرئی اصلا نہ شہ نے شکوۂ
خنجر کیا ؛ سر دیا اور آشکارا صبر کا جوہر کیا ؛ بولے شہ میدان مین ہے اتنی
خوشی اسدم مجھے ؛ فدیۂ راہ خدا مین نے ہر اک دلبر کیا **ایضا** سلامی ہے
یہہ وظیفہ ہر ایکدم اپنا ؛ شفیع روز جزا ہے شہ امم اپنا ؛ امام بولے عدو ظلم سے
نہ باز آئین ؛ رہ رضا سے ہٹے کسطرح قدم اپنا **نوحہ کی مثال** میدان
مین دم جنگ یہہ بولے شہ ابرار ؛ یا حیدر کرار ؛ مین بھی ہون مدد اور حمایت
کا سزاوار ؛ یا حیدر کرار ؛ جی مین ہے کہ سر تیغ تلے آپ سے دھر دون
میدان بلا مین ؛ اب صبر و شکیبائی کے جوہر کرون اظہار ؛ یا حیدر کرار **مرثیہ
کی مثال** نور تجلیات سے میدان کربلا ؛ معمور ہو گیا صفت عرش
کبریا ؛ کہتے تھے سب ملائکہ اور خیل انبیا ؛ جس بحر بے کنار کا ملنا نہین پتا ؛ اس
بحر معرفت کا شناور حسینؑ ہے ؛ محبوب خاص حضرت داور حسینؑ ہے ؛ غل
تھا کہ پشت زین سے گرتے ہین اب امام ؛ گھبرا کے لی علیؑ و نبیؐ نے رکاب تھام
اور فاطمہؑ کے ہاتھ مین گھوڑے کی تھی لگام ؛ آرایش زمین کا ہوا تھا یہہ
اہتمام ؛ جبرئیل نے قدم کے تلے پر بچھا دیے ؛ حورون نے اپنے موے معنبر

بتھا دئے :: تاریخ اسکو کہتے ہین کہ ایک لفظ یا فقرہ خواہ مصرعہ یا شعر
اب بتجویز کیا جائے کہ اسکو مکتوبی حروف کے عددون سے سنہ اور سال کے وقعہ
وفات اور نکاح خواہ تولد فرزند یا تصنیف کتاب خواہ لڑائی کی فتح یا بادشاہ
کی جلوس کا یا اور کسی امر کے وقوع کا زمانہ سمجھا جائے اب قاعدہ حروف کے
اعداد کا سمجھنا چاہئے کہ پہلے منجملہ اٹھائیس حروف تہجی کے ایک سے دس
عدد مقرر کرکے جلدی سے سمجھ مین آئینگے واسطے ترکیب ان حرفون کے یون
قرار دی ابجد ہوز حطی اسکو احاد کہتے ہین تفصیل اسکی یہہ ہے الف
کا ایک بے کے دو جیم کے تین دال کے چار ہے کے پانچ واو کے چھے زے
کے سات حے کے آٹھ طو کے نو یے کے دس پھر گیارہوین حرف سے
آٹھ حرف پر دس دس بڑھا کر نوے تک پہنچایا اسکو عشرات کہتے ہین اور
کلمۂ مرکب اسکا یون ٹھہرایا کلمن سعفص تفصیل اسکی کاف کے بیس لام
کے تیس ۳۰ میم کے چالیس ۴۰ نون کے پچاس ۵۰ سین کے ساٹھ عین کے ستر فے کے
اسّی صاد کے نوے پھر انیسوین حرف کے سو عدد ٹھہرا کر نو حرف پر سو سو
بڑھایا اور بیس ہزار تک پہنچایا اسکو مئات کہتے ہین اور کلمہ مرکب اسکا
اسطرح ٹھہرایا قرشت ثخذ ضظغ تفصیل اسکی قاف کے سو رے کے
دو سو ۲۰۰ شین کے تین سو ۳۰۰ تے کے چار سو ثے کے پانسو ۵۰۰ خے کے چھے سو ۶۰۰ ذال کے
سات سو ضاد کے آٹھ سو ۸۰۰ ظو کے نو سو ۹۰۰ غین کے ہزار یہہ سب اٹھائیس ۲۸ حرف
ہوئے اور ہمزہ کو الف کے حساب مین رکھا بعد دریافت ہونے اس قاعدہ
کے سمجھنا تاریخ کا بہت سہل ہو گیا مثلاً اگر کوئی لڑکا بارہ سو چار فصلی خواہ ہجری
مین پیدا ہوا ہو تو اسکی تاریخ چراغ ہے اور کسی اہل اسلام کا لڑکا جو بارہ
سو بچپن مین پیدا ہوا ہو تو اس کا نام تاریخی مظہر علی بہت خوب ہے اور یہی

طرح

طرح اگر بارہ سو اٹھائیس مین مر گیا ہو تو داغ جگر اسکی فوت کی تاریخ بہت
زیبا ہی اسکو مادہ تاریخ کا کہتے ہین اور مصرع اور فقرہ اور شعر کی مثالونکو
اسی پر قیاس کر لینا چاہیئے اور کبھی ایسا ہوتا ہی کہ مادہ تاریخ کا حسب
حال ہاتھہ آگیا مگر اس مین ایک دو خواہ تین چار عدد کم ہوتے ہین تو اسکو
کسی اور لفظ سے کوئی حرف اسی عدد کا جو کم ہوتا ہی تلاش کر کے ملاتے
ہین اور اسکے ملانے کے واسطے خوبصورتی کے ساتھہ اشارہ بھی کر دینا واجب
اور ضروری ہی جیسا رنج کے مقام مین ایک عدد کیواسطے سر آہ اور چار کے لئے سر درد
اور خوشی کے مقام مین دو کیواسطے سر بشارت وغیرہ اور اس بات کا نام تعمیہ
رکھا ہی اور کبھی کچھہ عدد بڑھتے ہین تو اسطرح اشارہ کر کے خارج کرتے
ہین اور اسکا نام تخرجہ رکھا ہی مثلاً کسی مادہ کچھہ عدد بڑھے تو اسکی تخرجہ
کا اشارہ بے بد اور مثال اسکی مقرری ہی اور لطف تاریخ کا یہی ہی کہ مادہ
تاریخ بے تعمیہ اور تخرجہ ہو مگر بضرورت جیسا کہ بیان کیا گیا اور تعمیہ احاد تک
کا البتہ جائز رکھا ہی عشرات کا عیب سے خالی نہین سیکڑونکا زیادہ تر
معیوب ہی اور تخرجہ کا مرتبہ اگر خوبی کے ساتھہ عشرات تک پہنچے تو مضایقہ
نہین ہی شاعرون نے طرح طرح کی صفتین اور خوبیان تاریخ مین ادا کی
ہین کہ بیان اُسکا مختصر مین نہین ہو سکتا **فائدہ** جاننا چاہیئے کہ قافیہ
کا بیان بہت طول اور طویل ہی لیکن اسیقدر سمجھہ لینا چاہیئے کہ قافیہ حرف
اخیر کو کہتے ہین اور اُسی کا نام روی ہی اور وہ حرف اخیر ایسا ہوتا ہی کہ
اُسکے پہلے کا حرف ایک ہی واقع ہو جیسے کار اور بار اور شور اور مور
اور دیرا اور شیرا اور ہند اور سند۔ اور عقل اور نقل اور مثل اسکے یا اسکے
پہلے حرف کی حرکت موافق ہو جیسی ذرا اور پرا اور نذرا اور سرا اور کرم

اور صنم اور دل اور گل اور مثل اسکے یا اسکے بعد کے حرف ان سب با تونمین
موافق ہون جیسی ہستی اور پستی اور جوانی اور پریشانی اور دانائی اور توانائی
اور مثل اسکے اور قواعد کی کتابون مین ان سب اگلے اور پچھلے حروف اور حرکات
کے کلام علٰحدہ علٰحدہ مقرر ہین یہان بیان اسکا طول کلام سے خالی نہین ہے
اور ردیف ایک لفظ ہے کہ قافیہ کے بعد مکرر آئے مثال اسکی **بیت**
ہر سنگ مین شرار ہے تیرے ظہور کا ÷ موسیٰ نہین کہ سیر کرون کوہ طور کا ÷ طور
اور ظہور مین رے قافیہ اور کا دونون مصرعہ مین ردیف ہے حال کے شاعر
غزل بے ردیف کی کمتر کہتے ہین اور قصیدہ اکثر بے ردیف کا ہوتا ہے بعضے
قصیدے ردیف کے ساتھہ بھی ہوتے ہین **فائدہ** جو شاعر صرف اپنی غزلون
کو ایک جگہہ جمع کرکے لکھے اسکو دیوان کہتے ہین اور قصیدونکو جمع کرے تو
اسکو قصاید کہتے ہین لیکن دیوان مین غزلین جمع کی جاتی ہین سب ردیف
وار حروف تہجی کی ترکیب پر ہوتی ہین اور قصاید مین اسکی رعایت ضرور
نہین اور سب کلام ہو تو اسکو کلیات کہتے ہین اور جس کلام مین خداوند تعالی
کی بڑائی اور قدرت اور خدائی اور اسکے کمال اور جلال کا بیان ہو اسکو
حمد اور ثنا اور توحید اور جس مین اُسکے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے اوصاف
ہون اسکو نعت اور جسمین اونکے اصحاب اور اہل بیت کی تعریف ہو اسکو
مناقب اور منقبت اور بادشاہ اور امراخواہ اور لوگون کی خوبیان اور
بھلائی جو لکھی جائے اسکو مدح اور بڑائی کا بیان ہو تو اسکو ہجو اور ذم
کہتے ہین **دوسری فصل** نثر کے بیان مین جاننا چاہیئے کہ نثر کی
تین قسمین ہین **مرجز** اور **مسجع** اور **عاری** مرجز اس نثر کو کہتے ہین کہ
جس کا ہر فقرہ موزون ہو یعنے شعر کے کسی وزن پر پایا جاوے اور قافیہ نہو

اور یہہ قسم بہت کم پائی جاتی ہے **مثال اسکی** اپنے ہاتھون سے مجھے قتل کرے
مین نے خون اپنا کردیا ہے معاف آئیے بیٹھئے کرم کیجے میرے صاحب یہہ آپکا
گھر ہے **مسجع** اسکے خلاف ہے یعنے اسمین فقرات قافیہ دار ہون اور موزون
نہوا ور وہ فقرہ کبھی تو رنگین ہوتا ہے اور کبھی صاف صاف **فقرہ رنگین**
**کی مثال** سبزہ پر شبنم کے قطرہ اسطرح نمودار جیسے زمرد کے تختے پر
ہیرے کے ٹکڑے جڑے ہون اور ہر شاخ پر بیلی چنبیلی کی کلیونسی وہ بہار
جیسے سبز پری کے گلے مین پھولونکے ہار پڑے ہون **فقرہ صاف**
**کی مثال** کل مین آپکے گھر آؤن گا اور کھانا وہین کھاؤنگا حضرت جو فرمائینگے
ہم اسکو بجا لائینگے **عاری** ان دونونسے عاری ہے یعنے نہ اسمین وزن
ہو نہ قافیہ اور اسکو روزمرہ کہتے ہین **مثال اسکی رقعہ** مشفق
میرے آج بندہ منشی صاحب کی خدمت مین حاضر ہوا تھا دیر تک آپہی کا ذکر
خیر تھا اور ایک قصیدہ آپ کا جو حسن اور عشق کے مناظرے مین ہے پڑھتے
تھے اور ہر شعر پر وجد کرکے فرماتے تھے کہ یہہ قصیدہ بے نظیر ہے اور یہہ تعریف
منشی صاحب کی نری محبت کی راہ سے نہین ہے انصاف بھی یہی ہے کہ حضرت
نے اسمین سحر کیا ہے بندہ نے اس قصیدہ کو منشی صاحب سے طلب کیا تو
فرمایا کہ مین اسکو بہت عزیز رکھتا ہون ایکساعت بھی اپنے پاس سے جدا نہین
کرسکتا اسواسطے عرض کرتا ہون کہ حضرت اسکو عنایت فرمائین دو دن
مین اسکی نقل کرکے پھر خدمت مین بھیجدونگا زیادہ نیاز

## دوسرا باب

خط کتابت کے دستورات مین اور اسمین تین فصلین ہین **پہلی فصل**

اردو کے بیان مین جاننا چاہیئے کہ اردو فارسی لفظ ہے لشکر کو کہتے ہین
یہان لشکر سے خاص لشکر شاہجہان بادشاہ جم جاہ سے مراد ہے اور اصل اسکی
دار الخلافہ شاہجہان آباد ہے کہ وہان دربار اور سلطنت لشکر بادشاہی مین
عرب اور ایران اور توران اور ترکستان اور ہند کے لوگ سب جمع رہتے تھے
اور آپسمین گفتگو جو کرتے تھے تو عربی اور فارسی اور ترکی اور سنسکرت سب
ملکے یہہ زبان پیدا ہوئی اور اسکو ریختہ بھی کہتے ہین غرض اس زبان مین عربی و
فارسی اور ہندی اسطرح مل گئی کہ اگر کوئی چاہے لفظ عربی خواہ فارسی کا
اسمین شمول نہو اور خالص ہند کی الفاظ مین گفتگو کرے تو بولنا دشوار ہوجاے
بلکہ اکثر ایسے الفاظ خاص و عام کی زبان پر جاری ہین کہ ہندی مین انکا ترجمہ
بھی نہین ہوسکتا بعد اسکے لوگ اس زبان مین شعر کہنے لگے یہان تک کہ غزل اور قصیدہ
اور مثنوی اور ہر قسم کے شعر جو فارسی مین تھے اس زبان مین کہنے لگے اور
اب ہوتے ہوتے نثر بھی عبارت رنگین اور غیر رنگین شروع ہوگئے اور بہت
سی عربی اور فارسی کتابونکا ترجمہ اردو مین ہوگیا اور داستان اور کہانیان
عجیب و غریب لکھی گئی اور لکھتے جاتے ہین لیکن خط کتابت کا دستور اردو
زبان مین ابتک جاری نہین ہوا پھر اب اگر کوئی اردو مین اسکا رواج دینا چاہے
تو جسطرح نظم اور نثر فارسی کے طور پر جاری ہوے اسیطرح خط کتابت کا بھی
فارسی کے طور پر جاری ہونا ضرور ہوگا اور فارسی مین جو خط لکھنے کے قاعدے
مقرر ہین ناچار اردو مین بھی اسکے تابع ہونا پڑیگا یہانسے معلوم ہوا کہ جسطرح
فارسی مین بڑے اور چھوٹے اور برابر والے خط لکھتے ہین اسی طرح اردو
مین بھی خواہ مخواہ لکھنا ہوگا اب سوچنے کی بات ہے کہ فارسی مین جو الفاظ
بڑے چھوٹے گویا ہمسر کیواسطے مقرر ہین کہ اسکو القاب کہتے ہین اور اسکے بعد جو

الفاظ لکھے جاتے ہین اسکو آداب کہتے ہین پہلے تو یہی نہین ہوسکتا کہ فارسی مین جو اُن الفاظ کا نام آداب اور القاب رکھا ہی اردو مین اسکا ترجمہ ہوکر کوئی دوسرا نام ٹھہرایا جاوے مثلاً اگر کسی سے پوچھے کہ القاب اور آداب کو اردو مین کیا کہتے ہین تو ظاہر ہی کہ اس کا جواب کچھ نہین ہوسکتا پھران الفاظ کا ترجمہ تو اُردو مین اور بھی زیادہ مشکل بلکہ ہو ہی نہین سکتا جیسے قبلہ و کعبہ کہ فارسی مین بڑے کا القاب اور شفیق مہربان ہمسر کا اور برخوردار عزیز از جان چھوٹے کے واسطے مقرر ہی ترجمہ اُسکا ہندی مین کوئی کیا کریگا اور آداب بندگی اور سلام اور اشتیاق ملاقات اور دعاے عمر و حیات کی جگہہ کیا لکھیگا اگر کوئی تکلف کر کے بعضے لفظ کا ترجمہ کچھہ لکھے بھی تو وہ بھی نرا ڈھکوسلا ہی اور کان تو نکو اس سے آشنائی نہین ہوئی مثلاً نور چشم سعادتمند بلند اقبال طالع عمرہٗ کا ترجمہ یون لکھے آنکھہ کی روشنی نیکبختی کے بھرے اونچے نصیبے والے بڑھے زندگی اسکی ایسا ترجمہ اگر کسی فقرہ کا ممکن بھی ہو تو محض پوچ اور مہمل ہوگا اور اسی طرح اور بھی بہت سے الفاظ عربی اور فارسی کے ایسے کہ اسکی جگہہ اُردو کا کوئی دوسرا لفظ نہین ہوسکتا جیسے خط کو خط ہی لکھینگے اور بڑے کے پاس سے جو خط آوے تو اسکو عنایت نامہ کہتے ہین اور بادشاہ کی حضور سے آوے تو فرمان اور امیر اور وزیر کی نوشت کو شقہ اور پروانہ بولتے ہین اور چھوٹا جو خط لکھے عریضہ اور عرضی اور لکھنے والا خط کا کہ اسکو کاتب کہتے ہین اپنے تئین کمترین اور فدوی اور فقیر اور خادم اور نیازمند اور مخلص اور مکتوب الیہ یعنے جسکے نام خط ہو اسکو جناب اور حضور وغیرہ لکھتے ہین پس ظاہر ہی کہ عنایت نامہ اور پروانہ اور فرمان اور شقہ اور عریضہ اور عرضی اور فدوی اور کمترین اور جناب اور حضور کا ترجمہ اردو مین کسیطرح ممکن نہین ہی اسکے

سو جب تقریر زبانی مین جناب اور حضور اور پیر مرشد اور خداوند اور فدوی اور کمترین بولتے ہین تو تحریر مین اسکا ترجمہ کیونکر ہوسکیگا یہان بیان دو فائدہ کیواسطے کیا گیا ایک تو یہہ کہ مبتدی اسبات کو جانین کہ اسطرحکے الفاظ ہندی کے نہین ہین دوسرے یہہ کہ اس انشا مین جو رقعات لکھے جائینگے اُن مین ناچار ایسے ہی الفاظ عربی اور فارسی کے لکھنے پڑینگے تو کسیکو جائے اعتراض باقی نہ رہے اب ہم خط کتابت کے دستور یہان سے لکھے دیتے ہین کہ اردو اور فارسی دونون کے لئے کام آوین

## دوسری فصل

خط لکھنے کی تعلیم مین کاتب یعنے خط والیکو چاہئے کہ پہلے مکتوب الیہ یعنے جسکے نام کا خط لکھنا ہے اسکا مرتبہ سوچ لے کہ وہ بڑا ہے یا چھوٹا یا برابر ہے کچھ سن اور سال پر موقوف نہین ہے بلکہ بڑائی اور چھوٹائی کبھی مال پر اور کبھی کمال پر خیال کی جاتی ہے اور کبھی سن اور سال پر مثلاً کوئی غریب مفلس اگرچہ عمر مین بڑا ہوا اور امیر دولتمند چھوٹا تو امیر کا رتبہ بڑا ہے اور فاضل عمر مین چھوٹا اور جاہل بڑا تو جاہل کا مرتبہ چھوٹا ہے اور یہہ نہین ہوسکتا ہے کہ کوئی خانسامان یا درزی ستر برس کا اور امیر سترہ برس کا ہو تو وہ خانسامان اور درزی اس امیر کو لڑکا سمجھکے برخوردار اور امیر اسکو بوڑھا جانکے قبلہ وکعبہ لکھے یا مُرید عمر مین بڑا ہوا اور پیر کم سن ہو تو مُرید پیر کو عزیز از جان اور پیر مرید کو قبلہ و کعبہ لکھے پس میری دانست مین بڑائی اور چھوٹائی سن اور سال کے رو سے صرف قرابت مین دیکھنے کے قابل ہے نہ غیروں مین یہان سے معلوم ہوا کہ فضل اور کمال کا خیال کرنا اغیار مین اور سن و سال دیکھنا اپنے یگانون مین ضرور چاہئے یعنے اگر کسی منشی یا شاعر یا حکیم کو خط لکھنا ہوا ور وہ علم کی راہ سے رتبہ مین بڑا یا

برابر ہو تو وہ عمر میں چھوٹا ہو القاب موافق اسکے رتبے کے لکھنا مناسب ہے
یہی حال ہے استاد اور پیر اور عالم اور مفتی اور قاضی کا اور اگر چھوٹا بھائی اور
بیٹا اور بھانجا اور بھتیجا رتبہ میں بڑا ہو مثلا باپ جاہل اور بیٹا فاضل اور
بڑا بھائی فقیر یا پیادہ نوکر اور چھوٹا بھائی امیر خواہ تحصیلدار ہو تو وہاں
رتبہ کا لحاظ نہ کیا جائیگا اور بڑائی اور چھوٹائی سن و سال کی دیکھی جائیگی
یعنے باپ بیٹے کو فاضل ہو یا جاہل ہر حال میں برخوردار اور بڑا بھائی چھوٹے
بھائی کو عزیز از جان ہی لکھیگا جب یہہ دریافت ہوا تو اب سمجھنا چاہئے کہ
ارکان خط کے اکیس ہیں یعنے استادوں نے خط میں اکیس باتوں کا ہونا
مقرر کیا ہی مقدمہ[۱] القاب اور القاب[۲] اور ادعیہ[۳] اور آداب[۴] اور تحیت[۵] اور
اشتیاقیہ[۶] اور ملاقاتیہ اور صفت ملاقات[۸] اور اظہاریہ[۹] اور خطونکے نام اور
خطونکی رسید اور ادراکیہ[۱۲] اور کاتب کے نام اور مکتوب الیہ[۱۴] کے نام اور دوسرے
شخص کی صفت اور چیز کا بھیجنا اور چیز کا مانگنا اور اپنا[۱۸] آنا اور مکتوب[۱۹] الیہ کا آنا
یا جانا اور مطلب[۲۰] اور خاتمہ[۲۱] اور لفافہ بعضونکے نزدیک خط کے ارکان میں
داخل نہیں ہی اگر ہو تو بائیس ہوتے ہیں **مقدمہ القاب** برابر کی والے
خواہ بڑے کو القاب کے پہلے اسکی صفت کو صاحب کے ساتھ ملاکر جو الفاظ لکھے
جاتے ہیں اسکو مقدمہ القاب کہتے ہیں اور اس صفت کی ظاہرا پانچ قسمیں ہیں
**پہلی قسم** قرابت ہی جیسے برادر صاحب اور چچا صاحب اور خالو صاحب
اور ماموں صاحب اور والدہ صاحبہ اور خالہ صاحبہ اور ہمشیرہ صاحبہ لیکن
باپ کے لئے مقدمہ القاب استادونکی تحریر میں نظر نہیں آیا بعضے قبلہ گاہی صاحب
لکھتے ہیں مگر فصیح نہیں ہی **دوسری قسم** خطاب ہے جیسے نواب صاحب
اور راجہ صاحب اور خانصاحب اور رانی صاحبہ اور بیگم صاحبہ **تیسری قسم**

صفاتی ہی جیسے مولویصاحب اور منشی صاحب اور حافظ صاحب اور حکیم صاحب اور پنڈت صاحب اور آخوند صاحب اور آنو صاحبہ **چوتھی قسم** عہدہ ہی جیسے قاضی صاحب اور مفتی صاحب اور بخشی صاحب اور دیوان صاحب اور داروغہ صاحب اور چودھری صاحب اور چودہراین صاحبہ ۴ **پانچوین قسم** ذاتی ہی جیسے شیخصاحب اور میر صاحب اور مرزا صاحب اور خانصاحب اور لالہ صاحب اور بائی صاحبہ فقط مخفی نرہے کہ چھوٹے اور ادنی کیواسطے مقدمہ القاب نہین ہوتا کسواسطے کہ اسکے لقب کے ساتھہ صاحب کا لفظ ملایا نہین جاتا یعنے بھاجی صاحب اور بھتیجی صاحب اور باورچی صاحب اور چپراسی صاحب لکھنے کا دستور نہین ہی لیکن برادر کا لفظ چھوٹے بھائی اور فرزند کا لفظ بیٹے کے القاب مین قبل از عزیز جان اور ارجمند وغیرہ الفاظ کے یا سوا انکے اور کسیکو بھی اسی طرح لکھے تو اگرچہ وہ مقدمہ القاب ٹھہریگا مگر صاحب کا لفظ اسکے ساتھہ نہ لکھا جائیگا اور واضح ہو کہ مقدمہ القاب کے پہلے بھی بعضے ایک لفظ بڑھایا کرتے ہین جیسے جناب منشی صاحب اور حضرت مولانا صاحب پس یہہ لفظ بھی مقدمہ القاب مین داخل ہی

**القاب** پہلے جاننا چاہئے کہ فارسی مین مراتب مکتوب الیہ کے بہت ہین لیکن اس مقام مین بیان کرنا صرف انھین مراتب کا جو اردو مین ضرور ہی مناسب سمجھا تاہی سو یہہ مراتب قابل یاد رکھنے کے ہین یعنے ہمسر کا درجہ تین قسم سے خالی نہین ہی یا ہمسر مطلق ہی کہ سبطرح اپنے برابر ہو تو القاب اسکا فارسی مین مرد کیواسطے مولوی صاحب مشفق مہربان کرمفرمائے مخلصان اور عورت کے لئے خانم صاحبہ مشفقہ محترمہ یا ایسا ہمسری کہ رتبہ مین کچھہ بڑا ہی تو مرد کیواسطے راجہ صاحب عالیشان قدردان نیازمندان

یا نور الابصار صاحب والا مرتبت عالی مناصب یا خانصاحب معدن فیض و احسان مخزن جود و امتنان اور عورت کے واسطے رانی صاحبہ یا بیگم صاحبہ یا بائی صاحبہ شفیقہ محترمہ اور اگر رتبہ مین کچھ کم ہی تو مرد کو لالہ صاحب مہربان دوستان اور عورت کو چودہراین صاحبہ عصمت مآب لکھینگے اور یہی حال ہی بڑیکا مثلاً اگر رتبہ مین کچھ بڑا ہی تو مرد کو برادر صاحب قبلہ و کعبہ امیدگاہ فدویان اور عورت کو ہمشیرہ صاحبہ مکرمہ کمترینان اور جو اس سے بھی زیادہ ہی جیسے باپ اور پیر تو اسکو قبلۂ کونین و کعبۂ دارین اور پیر مرشد برحق خداوند نعمت مطلق اور مان اور پیرانی کو والدہ صاحبۂ مکرمہ معظمہ مفخمہ اور اگر بہت بڑا ہی جیسے بادشاہ تو قبلۂ عالم و عالمیان اور بادشاہ بیگم کو جناب عالیہ خاتون مخدرات زمان و زمانیان اور مثل اسکے لکھنا چاہئیے علی ہذا القیاس چھوٹا اگر کچھ چھوٹا ہی تو برادر عزیز از جان اور برخوردار نور الابصار اور بہن اور بیٹی کو ہمشیرہ عزیزہ اور نور چشمی اور قرۃ العینی اور اگر اس سے بھی کم رفیق اور ملازم ہی تو مرد کو اعتضاد دوستان عزیز القدر شرافت پناہ صداقت دستگاہ اور عورت کو عصمت پناہ عفت دستگاہ اور جو بہت چھوٹا ہی تو مرد کو معتمد الخدمت فدوی خاص اور عورت کو فدویہ خاص اور مثل اسکے لکھینگے اردو خط مین بھی یہی الفاظ عربی اور فارسی کے خط مین لکھے جاتے ہین لکھے جائینگے اور کبھی شخص کم رتبہ کا صرف نام ہی لکھکر مطلب شروع کر دیتے ہین اور ایسی تحریر اسوقت ہوتی ہی جب امرا اپنے ادنی ملازم کو دستخط خاص سے شقہ لکھتے ہین **ادعیہ** ان لفظون کو کہتے ہین جو بعد القاب کے جملہ عربی کا دعا کے طور پر لکھا جاتا ہی اور اسکو دعائیہ بھی کہتے ہین جیسے

ہمسر کے واسطے زادلطفہ اور دام عنایتہ اور سلمہ اللہ تعالی ترجمہ اس کا اگر اردو مین چاہیے تو تکلف کے ساتھ البتہ ہو سکتا ہی جیسے زیادہ ہو خوبی اور ہمیشہ رہے عنایت اُن کی اور مثل اسکے بڑے کیواسطے دام برکاتہ اور مدظلہ العالی اور خلد اللہ ملکہ ترجمہ اسکا بھی ہو سکتا ہی جسطرح مذکور ہو چکا اور چھوٹونکے لئے طال عمرہ اور مثل اوسکے اور عورتون کے واسطے انہین الفاظ مین ضمیر تانیث کی ہوگی جیسے مدظلہا اور طال عمرہا وغیرہ اور ادنی کے واسطے بعافیت باشند و مورد مراحم بودہ بدانند اور بعضے لوگ عربی کی جگہہ فارسی لکھتے ہین جیسا سایۂ عالی برسر فدویان مبسوط بادا اور درجہ افزاے مراتب محبت باشند اور در حفظ الٰہی باشند لیکن اُردو مین سوائے دعاے عربیہ عربی کے گنجایش اُن الفاظ کی ہرگز نہین واضح ہو کہ مقدمہ القاب اور القاب اور ادعیہ جب سب ملایا جاتا ہی تب اس سب کو القاب کہتے ہین جیسے منشی صاحب مخدوم نیازمندان صمیم و قدیم زادلطفہ
**آداب** اس فقرہ کا نام ہی جو بعد القاب کے لکھا جاتا ہی اور جسطرح مقدمہ القاب اور القاب اور ادعیہ سب ملکر ایک القاب کہلاتا ہی اسیطرح تحیت اور اشتیاقیہ اور ملاقاتیہ اور صفت ملاقاتیہ اور اظہاریہ سب کو ملاکر آداب کہتے ہین چنانچہ حال اسکا ہر ایک کے بیان سے دریافت ہوگا
**تحیت** ہمسر کو جو سلام اور نیاز اور بڑے کو بندگی اور کورنش اور تسلیمات اور چھوٹے کو دعاے درازی عمر اور مثل اسکے جو کچھ لکھتے ہین اسکو تحیت کہتے ہین **اشتیاقیہ** ہمسر کو شوق اور اشتیاق اور بڑیکو تمنا اور آرزو اور چھوٹے کو خواہش جو لکھتے ہین صرف انہین الفاظ اور کلمات کو منشیون کی اصطلاح مین اشتیاقیہ کہتے ہین **ملاقاتیہ** بعد لفظ اشتیاقیہ کے

ہمسر کیواسطے ملاقات اور مواصلت اور وصال اور معانقہ جسمانی اور بڑے
کے لئے ملازمت اور حضوری خدمت اور قدمبوسی اور چھوٹے کو دیدار اور
دیدہ بوسی وغیرہ الفاظ جو لکھے جاتے ہین اسکو ملاقاتیہ کہتے ہین **صفت**
**ملاقاتیہ** اس ملاقات کی صفت مین جو فقرہ لکھا جاتا ہے اسکو صفت
ملاقاتیہ کہتے ہین جیسے فارسی مین ملاقات بہجت آیات ملازمت کیمیا خاصیت اور
قدمبوسی والا اور دیدار فرحت آثار اور مثل اسکے اور بعضے بعد ان الفاظ
کے کلمات مبالغہ بھی زیادہ کرتے ہین بعد کاف بیانیہ کے جیسے کہ حد و
نہایتے ندارد و لبشرح و بیان در نمی آید اور مثل اسکے کہ یہہ کلمات بھی اسی
صفت مین داخل ہین مگر اردو مین ترجمہ صرف انھین کلمات مبالغہ کا البتہ ہوسکتا
ہے اور صفت کے الفاظ بدستور فارسی کے رہینگے انکا ترجمہ غیر ممکن ہے **اظہاریہ**
بعد ان الفاظ کے جو مطلب لکھنے کی خبر دیتے ہین اسکو اظہاریہ کہتے ہین جیسے فارسی
مین ہمسر کو مکشوف خاطر محبت مآثر بادیا میگرداند اور بڑے کو معروض میدارد
اور بعرض عالی می رساند اور چھوٹے کو مطالعہ نمایند اور نگارش میرود
لکھا جاتا ہے مگر اردو مین ان الفاظ کا بعینہ ترجمہ نہین ہوسکتا ہے وہان
یون لکھینگے ہمسر کو مطلب کہتا ہون اور بڑے کو عرض کرتا ہون اور چھوٹے کو
واضح ہووے اور مثل اسکے پس جب یہہ معلوم ہوا تو اب جاننا چاہیئے کہ تحیت سے لیکر
اظہاریہ تک سب ملکر آداب ہوتا ہے مثال اسکی بعد سلام و نیاز اشتیاق ملاقات
بہجت آیات کہ حدے و نہایتے ندارد عالی خاطر محبت مآثر باد ترجمہ اسکا بعد
سلام اور نیاز اور اشتیاق ملاقات کے جسکی حد اور نہایت نہین ہے مطلب
لکھتا ہون اور بعد ادائے کورنش اور بندگی کے عرض کرتا ہے اور بعد دعا کے
واضح ہو ترجمہ لکھنے والیکی تمیز پر موقوف ہے اگر دریافت ہو کہ ترجمہ اردو

زبان مین فصیح ہوسکتا ہی تو مضائقہ نہین نہین تو ضرورت نہین کہ خط اور مکتوب
کو چٹھی یا پاتی اور سجدہ اور قدمبوسی کو نک گہنی اور پالاگن لکھنے لگے اور واضح
ہو کہ ادنی کو مرد ہو خواہ عورت اداب نہین لکھا جاتا اور عورت کو اسیطرح
اشتیاقیہ اور ملاقاتیہ نہین لکھنا چاہئے مگر درجہ اعلی کیواسطے قدمبوسی تک جایز
ہی **خطون کے نام** خط اگر ادھر سے آیا اور ہمسر کا خط ہی تو الطاف
نامہ اور نامۂ نامی اور محبت نامہ اور بڑے کا خط ہی تو نوازشنامہ اور سرفراز
نامہ اور فرمان واجب الاذعان اور منشور کرامت نشور اور چھوٹے کا خط ہی تو اسکو
مکتوب مرغوب خط مسرت نمط اور عرضی مرسلہ اور خط جو ادھر سے بھیجا ہی اگر ہمسر نے ہمسر کو بھیجا ہے تو اسکے
مقابلہ مین اپنے خط کو رقیمہ اور رقیمۂ نیاز اور اشتیاق نامہ اور بڑے کے مقابل
مین عریضہ اور عرضی اور عرضداشت اور چھوٹے کے مقابل مین اپنے خط کو خط
ہی لکھینگے لیکن بہت ادنی کے مقابل مین اپنے تحریر کو شقہ اور پروانہ لکھنا چاہیے
اور ترجمہ ان سب الفاظ کا اردو زبان مین کچھ نہین ہوسکتا چنانچہ حال اسکا ان
الفاظ سے ظاہر ہی **خط کی رسید** اگر خط ہمسر کا پہنچا ہی تو فارسی مین
یون لکھینگے وصول فرحت نمود اور وصول الطاف شمول فرمود رنگ وصول ریخت
اور مثل اسکے اور بڑے کیواسطے ورود فرمود شرف صدور بخشید نزول اجلال فرمود
اور چھوٹے کیواسطے رسیدہ مسرور گردانید بملاحظہ گذشت اور مثل اسکے اور بعضے
لوگ کلمات فخریہ اور سرور بھی ان الفاظ کے ساتھ ملاتے ہین یعنے یون لکھتے ہین
کہ وصول نمود وجمعیت ظاہر و باطن افزود وصول نمودہ مسرور گردانید پرتو حلول
افگندہ باعث مفاخرت گردید ورود فرمودہ فرق عزت وافتخار بفرق فرقدان
رسانید اردو مین ان فقرات کے عوض ہمسر کو یون لکھا جائیگا الطاف نامہ یا نامۂ
نامی یا محبت نامہ کے پہنچنے سے نہایت سرور حاصل ہوا اور بڑے کو عنایت

نامہ یا سرفراز نامہ یا فرمان عالی کے پہنچنے سے سرفرازی حاصل ہوئی اور چھوٹے
کو خط تمھارا پہنچا ہمکو نہایت خوشی ہوئی اور ادنی کو عرضی تمھاری ملاحظہ سے
گذری **فائدہ** اب اس مقام پر اتنی بات قابل لحاظ کرنے کے ہے کہ مکتوب
الیہ کے جو تین مرتبے اور ہر مرتبے کے تین تین درجے اوپر بیان کئے گئے بناء
اس کا اردو کی تحریر مین اس مقام تک تو ہوا اب آگے جو مقامات آتے
ہین انمین ممکن نہین ہے اور کہین کچھ ہو بھی تو تکلف سے خالی نہ ہوگا اسی
نظر سے فارسی مثالو نمین بھی وہ رعایت موقوف کرکے صرف ایک ایک مثال لکھی
جاتی ہے جسطرح فارسی مین اپنے خط کے پہنچنے کو ہمسر کے مقابلہ مین بملاحظہ در
آمدہ باشد موصول گردیدہ باشد اور بڑے کے مقابلہ مین بملاحظہ اقدس در
آمدہ باشد از نظر فیض منظر باریابان حضور لامع النور درگذشتہ باشد
اور چھوٹے کو بمطالعہ درآمدہ باشد یا رسیدہ باشد اور مثل اسکے لکھتے ہین
اُردو مین ہمسر کو ملاحظہ ہوا ہوگا اور بڑے کو نظر سے گذرا ہوگا اور چھوٹے کو
پہنچا ہوگا لکھینگے **ادراکیہ** خط کے مطلب سمجھنے کی عبارت جو لکھتے ہین
اسکو ادراکیہ کہتے ہین مثلاً فارسی مین ہمسر کو یون لکھتے مضمون عطوفت
مشحون پیرایۂ ایضاح یافت اور بڑے کو از ارشاد فیض بنیاد مطلع فرمود اور
چھوٹے کو بر حقیقت مندرجہ آگاہی دست داد یا مدعاے معروضہ معلوم شد
اور اردو مین یہہ مطلب یون لکھا جائیگا حقیقت مندرجہ کو بخوبی سمجھا ارشاد
فیض بنیاد سے قرار واقعی آگاہ ہوا یا آگاہی حاصل ہوئی اور حال دریافت ہوا
حقیقت معروضہ واضح ہوئی **کاتب کے نام** خط کا لکھنے والا اگر ہمسر
ہے تو اپنے تئین ہمسر کے مقابلہ مین فارسی مین این دوست این مخلص این نیازمند
اور بڑے کے مقابلہ مین فدوی این خادم این کمترین این نمک پروردہ اور چھوٹے

کے مقابلہ میں اینجانب و یا من جانب یا دوست لکھینگے اور اردو مین ہمسر ہو تو آپ اور
بڑا ہو تو جناب اور حضور اور چھوٹا ہو تو تم کہنا چاہئیے **مکتوب الیہ** کے نام فارسی
مین ہمسر کو آن کرمفرما آن مشفق آن مکرم آن مخدوم آن شفیق آن مہربان اور بڑے
کو آنقبلہ آنحضرت آنجناب آنخداوند نعمت اور حضور اور ملازمان والا اور بندگان عالی
اور بندگان حضور اور چھوٹے کو آن عزیز ان برادر آن برخوردار ان جان عمر آن
سعادت سرمایہ آن لخت جگر آن نور دیدہ آن مشفق الخدمت آن فدوی خاص اور اردو مین اپنے
تئین ہمسر کے مقابلہ مین فدوی اور کمترین اور غلام اور چھوٹے کے مقابلے
مین اپنے تئین ہم لکھینگے **دوسرے شخص کی صفت** اگر خط مین
کسی دوسرے شخص کا مذکور آجائے تو موافق اسکے رتبے کے اسکا القاب
لکھ کر اس کا نام لکھتے ہین یعنے اگر ہمسر ہو یون لکھتے ہین میر صاحب مشفق سید میر
علیصاحب کی زبانی معلوم ہوا اور بڑا ہو تو لکھنا چاہئیے کہ جناب مولوی صاحب
قبلہ مولوی محمد باقر علی صاحب کے فرمانے سے دریافت ہوا جناب عالی متعالی
قبلہ عالم کے حضور سے ارشاد ہوا اور چھوٹا ہو تو برادر عزیز محمد علی اور برخوردار
حسین احمد کی زبان سے واضح ہوا کلو کے عرض کرنے سے دریافت ہوا اور
اگر نام اس شخص کا مکرر آوے تو یون لکھنا مناسب ہے کہ ہمنے میر صاحب موصوف
کو سمجھا دیا اور مولوی صاحب ممدوح سے عرض کر دیا اور جناب عالی قبلہ عالم
کے حضور مین عرض کیا اور برخوردار مسطور اور برادر مرقوم سے کہدیا اور
بعضے لوگ مکرم الیہ اور مغزی الیہ اور معظم الیہ اور موحی الیہ اور مشار الیہ
اور نام بردہ لکھتے ہین **چیز کا بھیجنا** اگر کوئی چیز ہمسر کے پاس
بھیجی ہے تو لکھنا چاہئیے کہ آپ کے پاس بھیجدی اور بڑے کو کہ خدمت عالی
یا حضور والا مین ارسال کی اور چھوٹے کو لکھے کہ تمھارے پاس یا تم کو بھیجی

**چیز کا مانگنا** اگر ہمسر سے طلب منظور ہے تو بھیج دیجئے یا لطف فرمائے اور بڑے سے طلب کرے تو عنایت کیجئے یا مرحمت فرمائیے اور چھوٹے سے مانگے تو روانہ کرو اور ارسال کرو اور بھیجدو لکھے **اپنے آنیکا حال** ہمسر کے مقابلہ مین بندہ حاضر ہوا تھا اور بڑے کے مقابلہ مین کمترین مشرف ہوا تھا کمترین ملازمت کو غلام قدمبوسی کو حاضر ہوا تھا اور چھوٹے کے مقابلہ مین ہم تمھارے یہان گئے تھے یا مین تمھارے یہان گیا تھا یا حضور یا بدولت رونق افزا ہوئے تھے **مکتوب الیہ کے آنے یا جانے کا حال** اگر ہمسر ہے تو اسکے آنے کو آپنے کرم فرمایا تھا اور تشریف لائے تھے اور قدم رنجہ فرمایا تھا اور جانے کو آپ جب سے تشریف لیگئے ہین لکھنا چاہئے اور بڑے کو جناب یا حضور رونق افروز ہوئے تھے یا جب سے کلکتہ کو تشریف فرما یا نہضت فرما ہوئے اور چھوٹے کو تم یہان آئے یا حاضر ہوے تھے اور جب سے بنارس سدھارے یا آگرہ گئے ہو **مطلب** خط پہنچا حال معلوم ہوا ہمنے پہلے خط روانہ کیا ہے پہنچا ہوگا اس سے حال ہمارا دریافت ہوا ہوگا جب سے تم ادھر گئے ہو کچھ نہین بھیجا ہے اب میر نثار علی پہنچتے ہین اُنکے ہاتھ پانچ ہزار روپئے بھیجو تو ہمارا آنا ہوتا ہے نہین تو تم آپ آؤ **خاتمہ** بعد تمام ہونے مطلب کے ہمسر کو لکھے زیادہ کیا تصدیع دون زیادہ کیا تکلیف دیجاوے زیادہ کیا گذارش کرے اور فارسی مین بعضے جو اسکے بعد فقرہ دعائیہ اور بھی بڑھاتے ہین جیسا ایام جمعیت و شادمانی مدام بکام باد و عمر و دولت روز افزون باد وغیرہ جو اردو مین چاہئے تو یون لکھے خوشی اور شادمانی ہمیشہ نصیب رہے اور عمر و دولت روز بروز زیادہ ہوتی رہے اور مثل اسکے اور بڑے کو زیادہ حد ادب زیادہ کیا عرض کرے واجب تھا عرض کیا سایہ آپ کا

ہمارے سر پر ہمیشہ رہے آفتاب دولت واقبال کا تابان رہے اور چھوٹے کو زیادہ کیا لکھا جاوے
تاکید جانو اور تھوڑے لکھنے کو بہت سمجھو اور موافق لکھنے کے عمل مین لاؤ

**فصل**

واضح ہو کہ مطلب خط کا مثلاً اسی قدر ہے جو اوپر لکھا گیا اور یہہ بھی فرض کر لیا چاہیے
کہ لکھانیوالا اسکا کوئی جاہل ہی اور وہ یہہ نہین جانتا کہ دستور خط لکھنے کا کیا ہی
صرف اپنا مطلب بیان کر دیتا ہی اسصورت مین لکھنے والے پر واجب ہی کہ کاتب اور مکتوب
الیہ کے مرتبے کو سمجھ لے اور اسکو تمیز چاہیے کہ یہہ مطلب ہمسر کو کسطرح اور بڑے کو کسطور اور
چھوٹیکو کیونکر لکھنا ہوگا اسصورت مین لکھنے والا اگر تھوڑی سی بھی سمجھ رکھتا ہی تو قواعد
مذکورہ سے یہہ مقام بخوبی صاف اور واضح ہوگیا کچھہ حاجت زیادہ تعلیم کی باقی نہین ہی یعنے
اگر مقدمہ القاب سے لیکر مطلب اور خاتمہ تک جو باتین ہر ایک کیواسطے لکھی گئین ہر ایک بات پر نظر
کر کے لکھے تو پانچ خط اسی ایک مطلب کی عبارت مختلف مین پیدا ہوتی ہی خط پہلا ہمسر
کے نام مولوی صاحب شفیق مکرم معظم زاد لطفہ بعد سلام و نیاز اور اشتیاق ملاقات
مسرت آیات کے کہ بیان سے باہر ہی مطلب لکھتا ہون کہ نامہ نامی کے پہنچنے سے دلکو نہایت خوشی حاصل
ہوئی مضمون اسکا بخوبی سمجھا گیا اسکے پہلے مخلص نے بھی نیاز نامہ بھیجا ہی ملاحظہ ہوا ہوگا اب میر
صاحب مشفق میر نثار علی صاحب حاضر ہوتے ہین پانچہزار روپئے میر صاحب موصوف کے ہاتھہ سے
لطف فرمائیے تو بندہ حاضر ہو سکتا ہی نہین تو آپ ہی تشریف لائیے زیادہ کیا تصدیع دون
خط دوسرا بڑیکے نام جو قرابت رکھتا ہو برادر صاحب قبلہ و کعبہ و جہان امیدگاہ فدویان
مدظلہ العالی بعد آداب تسلیمات اور تمنائے ملازمت کیمیا خاصیت کہ شرح اسکی تحریر مین نہین آسکتی گذارش
کرتا ہی کہ نوازشنامہ عالی نے سرفراز فرمایا اور ارشاد فیض بنیاد سے آگاہی بخشی قبل اسکے کمترین نے
بھی قطعہ عریضہ ارسال کیا ہے مشرف ہوا ہوگا اب جناب میر صاحب قبلہ میر نثار علی صاحب تشریف لاتے ہین پانچہزار
روپئے میر صاحب ممدوح کے ہاتھہ عنایت ہون تو فدوی خدمت عالی مین
فیض یاب ہو نہین تو جناب ہی تشریف فرما ہون زیادہ کیا عرض

کرو ڈن
## تیسرا خط بڑے کے نام جو مرتبہ مین بڑا ہو

جناب حضرت صاحب پیرو مرشد برحق دستگیر مطلق دام برکاتہ بعد ادا کرنے کورنش
اور بندگی اور آرزوئے قدمبوسی کے کہ قلم کو طاقت اسکی تحریر کی نہین عرض کرتا ہے
کہ عنایت نامہ والا نے عزت اور آبرو بخشی اور ارشاد ہدایت بنیاد سے مطلع
فرمایا عرضی غلام کی بھی نظر فیض اثر سے گذری ہوگی اب برادر صاحب مخدوم
مکرم میر نثار علی صاحب خدمت اقدس مین فیض یاب ہوتے ہین پانچہزار روپئے
میر صاحب معظم الیہ کے ہاتھ عنایت ہون تو کمترین دولت قدمبوسی کی حاصل
کرے نہین تو بندگان عالی آپ رونق افروز ہون زیادہ حد ادب

## چوتھا خط چھوٹے کے نام جو قرابت مین چھوٹا ہو

برخوردار نور چشم سعادت و اقبال نشان طال العمرہ بعد دعائے درازی عمر
اور خواہش دیدار فرحت آثار کے واضح ہو کہ خط مسرت نمط پہنچا مطلب دریافت
ہوا پہلے ہمنے بھی ایک خط روانہ کیا تھا تمھارے مطالعہ مین آیا ہوگا اب عزیز
از جان میر نثار علی پہنچتے ہین پانچہزار روپئے انکے ہاتھ بھیجدو تو ہمارا آنا ہوتا
ہے نہین تو تمھارا آنا ضرور ہے زیادہ اس سے جو لکھا جائے اسکو تھوڑا جانو فقط

## پانچوان خط چھوٹے کے نام جو رتبے مین چھوٹا ہو

معتمد الخدمت شرافت دستگاہ خوش اور محظوظ رہو عرضی مرسلہ پہنچی حال
معلوم ہوا نوشتہ یہان کا بھی تمکو پہنچا ہوگا اب عزیز القدر نثار علی روانہ کئے
جاتے ہین چاہیئے کہ پانچہزار روپئے مشار الیہ کے ہاتھ بھیجدو تو ہم آدین نہین
تو تم اپنے تئین پہنچاؤ زیادہ تاکید جانو اور تحریر خطوط کا طرز بھی یاد رکھنے
کے قابل ہے ان دنون تو اکثر یون ہی لکھتے ہین کہ ہمسر اور چھوٹے کو ایک
فرد کاغذ مین بیچ شکن دیکر پیشانی پر الف کھینچکر اور پیشانی چھوڑ کر ایک طرف

سے سیدھی سطرین اور کنارے پر ٹیڑھی سطرین لکھتے ہین اس صورت پر

## ہمسر اور چھوٹیکے نام کے خط کا نقشہ

ل

زاد عنایتہ

میر صاحب مشفق مہربان کرمفرمای مخلصان

بعد سلام اور اشتیاق ملاقات کے مدعا یہہ
ہے کہ بندہ محرم کی دسوین تاریخ جمعہ کے
دن خیریت سے آگرہ مین پہنچا جناب مولوی
صاحب سے اسی دن ملاقات کیا چاہتا تھا مگر
اس سبب سے کہ شاید کربلا گئے ہون نہین گیا
دوسرے دن ان کی خدمت مین حاضر
ہوا نہایت تپاک اور اخلاق سے ملاقات
فرمائی اور اپنا آدمی بھجواکر اسباب ہمارا
سرا سے اٹھا منگایا اور فرمایا کہ تمھاری

[illegible]

اور بڑے کے خط کی صورت یا تو کتابی ہوتی ہے یعنے دونون طرف سے
حاشیہ توڑ کے اور پیشانی زیادہ چھوڑ کے پہلے القاب بیچ سطر مین اُسکے
بعد سب سطرین سیدھی لکھتے ہین اسطرح بڑےکے نام کے خط کا نقشہ

عمو صاحب قبلہ و کعبہ دوجہان مدظلہ العالی

بعد آداب اور تسلیمات کے عرض کرتا ہے کہ آج نواب لفٹنٹ گورنر بہادر
دام اقبالہ کا لشکر مقام کانپور مین داخل ہوا اور کل بعد دوپہر کے لکھنو
کو کوچ کریگا فدوی بھی لشکر کے ساتھ روانہ ہوگا اسواسطے گذارش ہے کہ

کوئی

کوئی مکان قابل گذارے کے کہ میرے رہنے کا مقام علیحدہ اور شاگرد پیشہ
اور باورچی خانہ وغیرہ علیحدہ ہوا ور باہر اسکے گھوڑے اور پالکی اور
اونٹ اور چھکڑے کی گنجایش ہو پہلے سے کرایہ رکھے گا کہ وقت پہنچے
کے تلاش کی حاجت اور تکلیف نہ ہو زیادہ حد ادب فقط عریضہ کمترین فیاض علی

خداوند نعمت فیاض زمان دام اقبالہ

کی حضور فیض گنجور مین عرض کرتا ہے
کہ فدوی دو برس سے امیدوار پرورش حضور والا مین حاضر ہے اور اکثر ارشاد
ہوا کہ وقت خالی ہونے کسی عہدہ کے حکم مناسب دیا جائیگا جو ان دلون عہدہ
روبکار نویسی کا بندگان عالی کی کچہری مین خالی ہے اس صورت مین امیدوار
فضل و کرم کا ہون کہ پرورش فدوی کی اس عہدہ پر فرمائی جاے تو عین
خاوندی ہے واجب تھا عرض کیا فقط

آفتاب دولت و اقبال ہمیشہ تابان رہے فقط

عریضہ بندۂ امیدوار

اور عدالت کے کاغذونکے لکھنے کا طرز جدا ہے کہ اسکا
بیان اگر خدا نے چاہا تو دوسرے رسالہ مین کیا جائیگا لیکن یہان چند سوالات
کا نقشہ نمونہ کے طور پر لکھا جاتا ہے کہ مبتدی اسکے لکھنے کے طرز سے آگاہ ہو جائین

## سوال کا نقشہ صاحب جج کیواسطے

غریب پرور سلامت

مجھ مدعی کا مقدمہ شیخ امام بخش مدعا علیہ کے نام پر بابت دخل پانے ایک
منزل حویلی قیمت دوسو بائیس روپئے کی منصف شہر کی کچہری مین دائر ہے اگرچہ
منصف صاحب کے انصاف سے مجھے امید ہے کہ اپنے حق کو پہنچونگا لیکن مدعا علیہ منصفی
کا وکیل ہے اس سبب سے اندیشہ اس بات کا ہے کہ کچھ کاغذات مین کسیطرح کی چالاکی

نکرے اسواسطے امیدوار ہون کہ مقدمہ میرا منصف شہر کی کچہری سے طلب ہوکر خواہ حضور مین فیصل ہو یا صدر الصدور صاحب کی کچہری مین تجویز کے واسطے بھیجا جاوے فقط

## سوال کا نقشہ صاحب کلکٹر کیواسطے

غریب پرور سلامت

موضع رحی پور پرگنہ موچھیون زمینداری موروثی مجھہ نمبردار کی ہے اور آج تک اسپر قابض اور متصرف ہون اندنون مجھہ سائل نے موضع مذکور کو ساٹھسو پچپن روپئے کے عوض ساہ پورن مل کے ہاتھہ بیچکر قبالہ بیعنامہ لکھدیا اسواسطے یہہ سوال حضور مین گذرانکر امیدوار ہون کہ مجھہ نمبردار کا نام خانہ زمینداری سے خارج ہوکر مشتری کا نام داخل فرمایا جاوے فقط

## سوال کا نقشہ صاحب مجسٹریٹ کے واسطے

غریب پرور سلامت

دادخواہ اپنے مکان کی دیوار جواس برسات مین گر پڑی تھی بلند کیا چاہتا ہے لیکن شیورتن چودھری زبردستی سے اٹھانے نہین دیتا اور مزدورونکو مار پیٹ کرینگا مرا اور فساد پر مستعد ہوتا ہے اور اسکے پہلے ۲۸ جون کو میرے سوال پر کوتوال شہر سے کیفیت طلب ہوئی تھی سواب تک نہین پہنچی جو طرف ثانی کا کچھہ حرج نہین اور دادخواہ کو مکان کے بے قید ہونے سے بڑا خوف چوری کا رہتا ہے اور بے پردگی سے بہت تکلیف ہے اسواسطے امیدوار ہون کہ لا کوتوال پر تاکید فرمائی جاوے کہ دیوار متنازعہ کو اپنی آنکھہ سے دیکھکر طرفین کے مکان کا نقشہ مع کیفیت کے حضور مین جلد بھیجدین کہ فدوی اپنے حق کو پہنچے فقط

واضح ہو کہ شقہ اور پروانہ اور فرمان کی صورت ایک ہی ہے لیکن جو بادشاہ

کی حضور سے آوے تو اسے فرمان اور جو امرا اور وزرا اور ناظم اور حکام کی طرف سے آوے تو اُسے شقہ اور پروانہ کہینگے صورت اسکی یہہ ہی

## فرمان یا شقہ یا پروانہ کا نقشہ

فدوی خاص عقیدت نشان ارادت بنیان موردِ مراحم ہو

عرضداشت اس فدوی خاص کی نظر سے گذری دس ہزار روپیے جو قلعہ کی مرمت کیلئے طلب کیا ہی خزانۂ عامرہ سے بھیجا جاتا ہی جسطرح آگے ارشاد ہوا ہی اس روپے کو مرمت مین لگا دو اور چاہیئے کہ نوروز کے جشن کے پہلے قلعہ کی کل مرمت ہو جاوے اس امر مین تاکید جانکر موافق ارشاد فیض بنیاد کے عمل مین لاؤ المرقوم غرہ شہر ربیع الاول سنہ ۲ جلوس والا

## لفافہ

جس کاغذ مین خط لپیٹا جاتا ہی اسکو لفافہ کہتے ہین ایک طرف سے بالکل صاف بدون وصل کے ہوتا ہی اور دوسری طرف وصل ہوتا ہی کہ اسکو لاکھ اور گوندھ وغیرہ سے بند کرتے ہین جدھر صاف ہوتا ہی اسطرف پہلی سطر مین سر کے پر صرف الفاظ انشاء اللہ تعالی یا بعونہ تعالی کا لکھکر اسکے برابر خواہ اُسکے نیچے سے پتا اور نشان اُس ملک اور مقام کا جہان خط بھیجنا منظور ہی اور مکتوب الیہ کا نام معہ اس القاب کے جو خط مین اسکے واسطے لکھا گیا ہی لکھا جاتا ہی اور اس سطر کے نیچے گوشے مین وہ کلمات جو خط کے پہنچنے کیواسطے دعا کے طور پر ہوتے ہین اور ہر ایک کے مرتبے کے موافق مقرر ہین لکھتے ہین اور جدھر بند کیا جاتا ہی اُدھر کاتب کا نام اور تاریخ اور

روانگی کا دن لکھنا واجب **نقشہ اسکا ہمسر کے نام** بعونہ تعالی خط
ہذا بدار السلطنۃ لکھنؤ بہ محلہ مغل پورہ رسیدہ بمطالعہ ساطعہ یا مطالعہ گرامی
یا مطالعہ سامی یا بسامی خدمت یا بگرامی خدمت خانصاحب شفیق مکرم مظہر
الطاف وکرم امیر اللہ خانصاحب زاد عنایتہم **اور بڑے کے واسطے**
انشاء اللہ تعالی عریضہ ہذا یا عرضی ہذا در بنارس محلہ منڈوی دال رسیدہ از
نظر فیض مظہر یا بشرف یا بخدمت یا بعالیجناب یا بحضور فیض گنجور جناب
مستطاب قبلہ وکعبہ دوجہان امیدگاہ فدویان جناب مرزا اکرم اللہ بیگ
صاحب دام ظلہم **اور چھوٹے کیواسطے** انشاء اللہ تعالی خط ہذا در بلدۂ
کانپور محلہ ٹیکاپور رسیدہ بسرور مطالعہ یا مطالعہ مباہجہ برادر عزیز
از جان قوت بازو ناتوان شیخ امیر علی طال اللہ عمرہ اور دوسری طرف
جدھر خط بند کیا جاتا ہے اپنا نام اور تاریخ ہمسر کے مقابلہ میں اسطرح رقیمۃ الوداد
یا رقیمہ نیاز محررہ یا ملتمسہ حسین علی عفی اللہ عنہ سیانہ از اکبرآباد ۲۰ ربیع الاول
سنہ ۱۲۴۵ ہجری اور **بڑے کے مقابلے میں** عریضہ یا عرضی از
مرادآباد معروضہ نہم ماہ محرم الحرام سنہ ۱۲۴۶ ہجری کمترین امام علی **اور
چھوٹے کے مقابلہ میں** الراقم یا رقیمۃ الدعا عبد العلی عفا اللہ عنہ از
گورکھپور مورخہ یا مرقومہ دہم شعبان سنہ ۱۲۵۵ ہجری واضح ہو کہ شفقہ اور پروانہ
یا ادنی کے نام کا جو ہوگا اسکے لفافہ پر مطالعہ اور فقرہ دعائیہ جو خط پہنچنے کے
واسطے لکھنے ہیں نہ لکھینگے صرف پتا اور اسکا القاب اور نام لکھا دینگے اور
قاعدہ دونوں سے مخفی نہیں ہے کہ یہہ الفاظ جو لفافہ کیواسطے موافق مرتبہ اعلی
اور ادنی اور مساوی کے فارسی میں مقرر ہیں اردو زبان میں ترجمہ اسکا کیونکر
اور کیا ہو سکتا ہے یعنی سامی مطالعہ اور گرامی مطالعہ اور شرف خدمت

اور نظر فیض مظہر اور عالی جناب اور حضور فیض گنجور اور مشرف باد اور یہہ
الوداد اور عریضہ وغیرہ کے عوض مین ہندی کا کون لفظ قایم کیا جاوے مگر
یہہ کہ اگر فارسی کو مٹا کر خواہ مخواہ ہندی لکھا جاتا ہے تو وہ سب باتین چھوڑ کر
یون لکھے یہہ خط لکھنؤ محلہ سعادت گنج مین پہنچکر میر صاحب مشفق یا برادر صاحب
قبلہ یا برخوردار سعادت نشان فلانے کو پہنچے اور دوسری طرف صرف
اپنا نام امیر علی مقام مین پوری چوتھی رمضان ۱۲۴۴ہ ہجری **فاعدہ** تحریر
مین اگر نام کسی پیغمبر کا آوے تو اس نام کے بعد علیہ السلام اور اپنے پیغمبر کے نام ہی
کے ساتھ صلی اللہ علیہ وسلم صلوٰۃ اللہ وسلامہ علیہ اور اُنکے اصحاب مین اگر
ایک نام ہو تو رضی اللہ عنہ اور دو نام ہون تو رضی اللہ عنہما اور اُس سے
زیادہ ہون تو عنہم اور اولیا کے نام کے ساتھ رحمۃ اللہ علیہ یا قدس اللہ
سرہ دوسرے اشخاص کے واسطے بڑا ہو یا چھوٹا مرد اگر مر گیا ہو تو مرحوم
اور مغفور اور بادشاہ کے حق مین حضرت خلد مکان اور جنت آرام گاہ یا
جو لقب بعد مرنے کے انکے لئے مقرر ہوا ہو جیسے حضرت نوح پیغمبر علیہ السلام اور
حضرت احمد مجتبیٰ محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ
عنہ اور حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ اور حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہما اور حضرت
خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم اور حضرت پیر دستگیر شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ
اللہ علیہ اور حضرت سلطان المشائخ سلطان نظام الدین قدس اللہ سرہ العزیز
اور والد مرحوم برادر مغفور اور والدہ صاحبہ مرحومہ اور حضرت ظل سبحانی
خلد مکان اور ادنی کم مرتبہ کیواسطے مرد ہو تو متوفی جیسے ہیرو جولاہہ
متوفی اور عورت ہو تو متوفیہ جیسی بھٹیاری متوفیہ اور ہندو اگر رتبہ رکھتا
ہو تو اسکو بھی متوفی لکھنا چاہیے جیسے رام سنگھہ زمیندار متوفی فقط

## تیسرا باب خطوط اور رقعات مین

اس مین چار فصلین ہین پہلی **فصل** مین ہمسرو نکے خطوط اور ان کے جواب ہین جانا چاہیئے کہ اس فصل مین چھہ خط اور ایک رقعہ معہ جواب اور ایک خط غیر جوابی ہی **پہلا خط جواب طلب** مرغ جان کو قفس تن سے رہائی ہوتی لیکن اس جان جہان سے نہ جدائی ہوتی شفیق میرے جسدن سے آپ کلکتہ تشریف لیگئے لکھنو کا شہر میری آنکھو نمین اجاڑ اور گھر مجھے ایک کالا سا پہاڑ معلوم ہوتا ہی بیٹھتا ہون تو جگر مین درد بے اختیار ایسا اُٹھتا ہی کہ بے چین ہوکر اٹھ کھڑا ہوتا ہون اور اُٹھتا ہون تو ناتوانی سے تھرتھرا کر ناچار بیٹھتا جاتا ہون رونگٹا رونگٹا بدن مین نشتر سا چھبتا ہی اور کلیجا آٹھ آٹھ پہر آگ کے انگارے کیطرح پھکتا ہی کھانا پینا چھوٹ گیا اور دلکے زخم کا ٹانکا ٹوٹ گیا نیند تو خواب مین بھی صورت نہین دکھاتی اب موت بھی مجھ سے آنکھ چراتی ہی دن کو بن پانی کی مچھلی کیطرح تڑپتا ہون رات کو کروٹین بدل بدل کر کانٹون پر لوٹتا ہون ہین تو بہتیرا اپنے تئین سنبھالون لیکن بقول میان مصحفی صاحب کے دلکو کیا کرون **بیت** دلکے دھڑکے کا یہہ عالم ہی کہ بے منت دست پرزے ہوہوکے گریبان اُڑا جاتا ہی افسوس کی بات ہی کہ میرے دل کا تو آپ کی یاد مین یہہ حال ہی اور آپنے مجھے ایسا دل سے بھلایا کہ کبھی پیام اور سلام سے بھی یاد نہ فرمایا خدا کے واسطے اپنی خیریت سے تو مطلع فرمائیے اور خوشخبری ملاقات کی جلد سنائیے اور اگر ممکن ہو تو ایک گھڑی انگریزی بہت تحفہ لیکر بھجوائیے کہ جدائی کے رنج سے تارے تو گنتا ہی ہون اب ہر ساعت آپ کی انتظاری مین گھڑی سے دم شماری کیا کرون والسلام

## دوسرا خط اسکے جواب مین

خواب مین تم نے اگر شکل دکھائی ہوتی جو بلا جان پہ آئی ہے نہ آئی ہوتی

شفیق میرے عنایت نامہ کیا پہنچا کاغذ اسکا جگر کے زخم کیواسطے کافور کا مرہم تھا اور ہر نقطے پر محبوب کے تل کا لطف اور ہر سطر پر معشوق کی زلف کا عالم تھا سفیدی اسکے آنکھ کی سفیدی اور سیاہی پتلی کی سیاہی تھی جس قلم سے یہہ نامہ لکھا گیا گویا سرمے کی سلائی تھی کہ اسکے ہر لفظ سے آنکھہ روشن ہو گئی اب اپنا حال کیا لکھون جدائی سے بیتاب ہتا ہون اور آٹھہ پہر آپ ہی کی کہانی دل سے کہتا ہون ہڈیان شمع کی طرح جلتی اور مثل موم کے پگھلتی ہین دبلا اتنا ہو گیا ہون کہ پانی کی لہر کیطرح اپنے آنسو کے دریا مین آپ ہی بہا جاتا ہون ہرچند کہ زندگی کا کچھ بھروسا نہین ہے لیکن اگر حیات باقی ہے تو پھر وہی صحبت اور وہی راتین ہین اور وہی دن رات کی ملاقاتین ہین اور وہی شکار اور وہی عیش باغ کی سیر ہے اور مر گئے تو اپنا فاتحہ جیسی گھڑی بہت نفیس اور عمدہ بھیجتا ہون اسکی سوئی سے آپ ہماری ناتوانی اور سرگردانی سمجھ لینگے اور پرزے اسکے ہمارے دلکے پرزے ہونیسے خبر دینگے زیادہ سوائے اشتیاق ملاقات کے کیا لکھون

## تیسرا خط جواب طلب

خانصاحب مشفق مہربان کرمفرما میرے سلامت رہیے بعد سلام اور اشتیاق ملاقات کے گذارش یہہ ہے کہ آغا سید محمد صاحب شیرازی مال پشمینہ کا کئی دن سے یہان لائے ہین اس مال مین ایک دوشالہ سفید دوردار سوزن کار قیمتی بارہ سو روپئے کا بہت بھلا معلوم ہوا سو روپئے بیعانہ دیکر آٹھہ دن کے وعدہ پر جاگرڑ لیکر رمضانی خدمتگار اور پرسن کہار کے ساتھہ خدمت عالی مین روانہ کیا ہے اگر پسند ہو تو رکھہ لیجے اور اطلاع کیجے کہ باقی قیمت بھی ادا کر دیجائے نہین تو پھیر بھیجیے کسواسطے کہ بعد آٹھہ دن کے پھیرنا مشکل ہے زیادہ خیریت

**چوتھا خط اسکے جواب مین** منشی صاحب مخدوم مکرم عنایت فرماے نیازمندان زاد عنایتہ بعد سلام اور اشتیاق مواصلت کے التماس یہہ ہی کہ نامہ نامی معہ دوشالہ سفید دوردار قیمتی بارہ سو روپئے کا پہنچا شکر اس عنایت کا کہان تک بیان کرون مجھے ایسے دوشالہ کی بہت دنون سے تلاش تھی فی الحقیقت بہت ہی تحفہ ہی اور نیازمند کو نہایت پسند ہوا ہنڈوی پندرہ سو روپئے کی پہنچتے ہی بارہ سو روپئے بابت قیمت دوشالہ کی سوداگر کو دیکر تین سو روپئے کا رومال اُسکے جوڑ کا خرید کرکے عنایت فرمائیے زیادہ نیاز **پانچوان خط جواب طلب** راجہ صاحب عالی قدر قدر افزاے نیازمندان زاد اشفاقہ شرح اشتیاق ملاقات کیواسطے ایک دفتر چاہئے ناچار اس سے درگذر کرکے مطلب عرض کرتا ہون کہ بندہ ناچیز ہرچند کسی بات کی لیاقت نہین رکھتا لیکن سرکار کے مختاری عہدے پر مامور ہوکر دو برس سے حاضر باش کچہری تھا اور تین مرتبہ مقدمہ آپ کا بتجویز ثانی کیواسطے ضلع پر بھیجا گیا اور پھر عدالت صدر مین دائر ہوا باری الحمد للہ کہ بندہ کی شرم خدا تعالی نے رکھہ لی یعنے مقدمہ آج تینون حاکم کے اجلاس مین پیش ہوکر ضلع کا فیصلہ منسوخ ہوا اور آپکے حق مین ڈگری ہوئی حق تعالی مبارک کرے اب ہماری محنت اور جانفشانی کی قدردانی آپ کے ہاتھہ ہی زیادہ کیا عرض کرون **چھٹوان خط اسکے جواب مین** میر صاحب مجمع الطاف بیکران زاد محبتہ بعد شوق معانقہ جسمانی کہ موجب لذت زندگانی ہی مدعا لکھا جاتا ہی کہ خط آپکا واسطہ سبزی کا پہنچا دلکو نہایت خوشی حاصل ہوئی حقیقت مین ریاست خاندانی ہماری آپکی محنت اور جانفشانی سے قایم رہگئی مختاری کیسی ہمنے آپ کو اپنے سے بہتر تجویز کرکے مقدمہ پیروی و خبرگیری کیواسطے تکلیف دی تھی بالفعل ایک دوشالہ اور

رومال اور ایک گھوڑا معہ ساز ہدیہ کے طور پر بھیجا جاتا ہے اگر قبول فرمائیے تو عین مہربانی ہے اور ہم ساری عمر آپ کی خدمت گذاری کے واسطے حاضر ہیں زیادہ اشتیاق

**ساتوان خط جواب طلب** مولوی صاحب مصدر اشفاق فراوان مظہر اخلاق بیپایان زاد عنایتہ بعد سلام اور تمناے ملاقات کے عرض کرتا ہون کہ بندہ آپ سے رخصت ہوکر فرخ آباد مین پہنچا اور صاحب مجسٹریٹ بہادر سے ملازمت حاصل کی صاحب ممدوح نے کارگذاری کے پروانے اور نیکنامی کی چٹھیان ملاحظہ فرماکر امیدوار فرمایا ہے کہ جب کوئی عہدہ خالی ہوگا پرورش تمھاری کی جائیگی بالفعل کوئی عہدہ خالی نہین ہے شاید چند روز کے بعد کوئی تھانہ داری خالی ہو اُسی امید پر اگر فرمائیے تو ٹھہرون نہین تو جیسا ارشاد ہو ویسا عمل مین لاؤن زیادہ کیا تصدیع دون **آٹھوان خط اسکے جواب مین** مرزا صاحب سراپا لطف وعنایت زاد محبتہ بعد ہدیہ سلام مسنون اور اشتیاق ملاقات مسرت آیات کے واضح رائے سامی ہو کہ محبت نامہ عین انتظاری مین پہنچا حال مرقومہ دریافت ہوا بندہ کی راے مین اگر کوئی عہدہ سررشتہ داری خواہ روبکارنویسی کا خالی ہو تو مضایقہ نہین ہے نہین تو تھانہ داری ہرگز قبول نہ فرمائیگا بھوکا اور ننگا رہنا بلکہ بھیک مانگنا بہتر ہے مگر تھانہ داری کی نوکری اُس سے بدتر ہے یہہ عجیب طرحکا عہدہ بیہودہ ہے کہ اگر کوئی واردات اور سانحہ مثل چوری اور خون وغیرہ کے اپنے تھانہ کے علاقہ مین ہوجائے اور چور اور خونی گرفتار نہو تو ادھر تو حکام ناراض اُدھر نارسائی ثابت ہوتی ہے بلکہ نوکری ہی جاتی ہے تب خواہ مخواہ بیگناہ پر بھی گناہ ثابت کرنا پڑتا ہے پھر اسطرحکا وبال اپنے سر پر لینا اور تہمت کسی پر رکھ دینا کسی مذہب مین جایز نہین ہے آیندہ آپ کو اختیار ہے **نوان خط جواب طلب** حضرت

سلامت بندہ آج آپ کے خط کے وسیلہ سے لالہ صاحب کی خدمت مین حاضر
ہوا فی الحقیقت جسقدر ثنا اور صفت اُن کی آپ کی زبان مبارک سے سنی تھی
انکو اس سے زیادہ پایا میرے ساتھہ نہایت محبت اور اخلاق سے پیش آئے اور
فرمایا کہ مین آپ کے کام مین دل وجان سے محنت کرونگا اگرچہ انکی وضعداری
دیکھہ کر میرا اطمینان قرار واقعی ہوگیا لیکن بعضی باتین پہلے سے گوش گذار کا
کردینا مناسب ہے اور بندہ خود اسکو کہہ نہین سکتا اسصورت مین اگر حضرت
فرصت کیوقت خود تشریف لیچلین اور بندہ بھی ساتھہ چلے تو سب باتین اسی
وقت بخوبی طے ہوسکتی ہین زیادہ کیا تکلیف دیجاے **دسوان خط اسکے**
**جواب مین** بندہ نواز لالہ صاحب کی تعریف آپ جو کچھہ لکھین سو تھوڑی
ہی یہہ شخص خلق اور مروت مین اپنا نظیر نہین رکھتا اگرچہ بندے کے حاضر
ہونے کی کچھہ ضرورت نہ تھی اور موصی الیہ آپ کے فرمانے سے کبھی باہر اور
قاصر نہ ہوتا لیکن موافق ارشاد کے کل چار بجے حاضر ہونگا اور ہمراہ رکاب چلونگا
زیادہ نیاز **گیارہوان خط جواب طلب** جناب شاہ
صاحب معدن معرفت اور حقیقت مخزن شریعت اور طریقت زاد عرفانہ
بعد تمہید لوازم نیاز اور مراسم سلام مسنون الاسلام مکلف اوقات بابرکات
ہوں کہ آج ایک مجلس مین مذکور تفسیر اور حدیث کا ہوتا تھا بیان الم کا آگیا
اور گفتگو اسبات مین ہوئی کہ مفسرین نے جو ان حروف کا بیان تفسیرون مین
لکھا ہی سو معلوم ہی لیکن معلوم نہین کہ حضرات صوفیہ اپنے طور پر کیا
فرماتے ہین آخر یہہ بات ٹھہری کہ حضرت کو کچھہ اسکے بیان کی تکلیف دیجاے
اسواسطے امیدوار ہون کہ جناب بقدر اسکے بیان مین تکلیف فرمائین تو
ہم لوگون کو فائدہ حاصل ہو زیادہ کیا گذارش کرون

## بارہوان خط اسکے جواب مین

محب الفقرا محبوب دلہا سلامت سلام تحفۂ اسلام فقیر کی طرف سے ہدیہ پہنچے پھر سوال کا جواب ملاحظہ ہو کہ الف اشارہ ہے اپنی یکتائی کا کہ مین ایک ہون اکیلا سب سے جدا ابتدا کے اوّل اور آخر مین مین ہون اور انتہا کے بھی اول اور آخر مین ہون پھر لام جو اُسّے ملا اسکو اگر سیدھا پڑھے تو الف لام استغراق ہے یعنے مزا اس اکیلے پن کا وہی پائے جو سب سے بلکہ آپ اپنے سے بھی الگ ہو کر مجھی مین ڈوب جائے یا یون ہی کہے کہ مین ہی کل ہون بالکل کو احاطہ کئے ہوئے اور اگر الٹا کر پڑھے تو لا ہوتا ہے یعنے مجھہ سوا کوئی دوسرا موجود نہین ہے اور حرف لام کو اگر لفظ کے طور پر لکھے تو لام لکھنے مین آتا ہے جسکے بیچمین وہی الف ہے یہہ اشارہ ہے اسبات کیطرف کہ احدیت میری سب مین چھپی ہوئی ہے پھر حرف لام کے پڑھنے مین بھی میم زبان پر آتی ہے اور لکھنے مین بھی میم لکھی جاتی ہے کہ یہہ میم محمدؐ کی محبوبیت کی ہے یہہ وہ رمز ہے کہ الوہیت کی لام کے باطن مین بھی میم محمدؐ مخفی ہے اور ظاہر مین بھی ظاہر ہے اسواسطے ظاہر کر کے بھی لکھا گیا کہ الف لام میم پھر اس الم کو الٹا کر کے پڑھے تو ملا ہوتا ہے جسکے معنے بھرے ہوئے کے ہین خلا کے مقابلہ مین جو خالی ہوئی کو کہتے ہین یعنے اپنے تئین خودی سے خالی کر تو جہان میری خدائی سے بھرا ہوا ہے خوب خلا ملا ہو کر سب مین ملا ہون گو ظاہر مین چھپا ہون لیکن باطن کی آنکھہ سے تو بر ملا ہون اگرچہ فقرا اسمین بہت نکتے باریک اور بھی کہتے ہین کہ سمجھنا اُسکا دشوار ہے کسواسطے کہ شکر جب چکھے تو میٹھا منہہ ہو صرف شکر کے کہنے سے مزا زبان پر نہین آتا لیکن جتنا بیان مین آسکتا تھا لکھا گیا والسلام اللہ بس اور باقی ہوس **تیرھوان خط جواب طلب** بلبل ہزار داستان خوش بیانی طوطی شکرستان سخن وسخندانی

سلامت بعد شرح اشتیاق ملاقات کہ قلم اس کی تحریر اور تقریر سے عاجز ہی التماس
کرتا ہون کہ پہلی تاریخ شوال کو حضرت والد مرحوم مغفور کہ اس جہان فانی سے
عالم جاودانی کو رحلت فرمائی خوشی کا سامان سب سبب ماتم اور عید کا دن
میرے لئے محرم ہوگیا لیکن جو قضا و قدر سے کچھہ چارہ نہین ہی چار ناچار
صبر کیا اب جناب عمو صاحب قبلہ کہ سواے انکے کوئی دوسرا اپنا سرپر نہین ہی
چاھتے ہین کہ بقرعید کے مہینے مین میرے نکاح سے فراغت ہو جائے ہرچند کہ
والد بزرگوار کے غم والم مین یہہ شادی ماتم سے بدتر معلوم ہوتی ہی مگر چچا صاحب
کے سامنے مجال دم مارنیکی نہین ہی اس سبب سے مجبور ہو کر راضی ہونا پڑا جو شریک
ہونا آپ کا اس تقریب مین ضرور ہی اسواسطے عرض کرتا ہون کہ آپ جس طرح
ممکن ہو رخصت لیکر بیسوین ذی الحجہ تک تشریف لائے زیادہ کیا تکلیف دون

**چودھوان خط اسکے جواب مین مجموعۂ انشاے شیرین زبانی** دیباچۂ
کتاب سخن و معانی زاد حشمتہ قلم بعد تشریح مراتب رقم رقم اشتیاق اور آرزومندی
کے تعزیت کے مضمون سے آنسو بہاتا ہی اور کچھہ خوشی مین آکر مبارکبادی کا
مضمون بھی زبان پر لاتا ہی اس طرح کہ زمانہ مین خوشی اور غم دونون کا چولی
اور دامن کی طرح ساتھہ ہی اور دنیا مین دھوپ اور چھانون کے طور پر شادی
کے ہاتھہ مین ماتم کا ہاتھہ ہی دو پھول ایک ہی شاخ مین پھولتے ہین ایک دولھا
دولہن کے سہرے کے کام آتا ہی دوسرا میت کی تربت پر چڑھایا جاتا ہی
دو موتی ایک سیپ مین پیدا ہوتے ہین ایک کو بادشاہ کے تاج مین لگاتے
ہین دوسریکو کھرل مین پیسکر دوا مین ملاتے ہین ایک ہی کافور سے دو شمعین
بنتی ہین ایک محفل رقص کے کام آتی ہی دوسری مردیکی مزار پر جلائی جاتی
ہی چمن مین اکر کلی کھل کھلا کر ہنستی اور خوش ہوتی ہی شبنم اسکے ہنسنے پر بے اختیار

روتی

روتی ہی جس باغ مین خزان ہو وہان بہار بھی ہی بادام کے پوست اور مغز کو
دیکھئے کہ سختی اور نرمی ایک ہی جگہہ نمود اور برف کو سوچیے تو گرمی اور سردی
اسکے ساتھہ ہی موجود ہی سرخی اور زردی گل رعنا کی دلیل ہی اسبات پر
کہ عالم مین جب تک بنی آدم ہین خزان اور بہار دونون باہم ہین تقدیر نے
اگر صبح کو لباس سفید خوشی کا پہنایا تو شام کیواسطے جامہ سیاہ ماتمی بنایا حاصل
یہہ ہی کہ آپکی والد ماجد کا عین عید کے دن انتقال فرمانا گویا اسی گردش
لیل ونہار اور رنج اور خزان وبہار کا تماشا دکھانا تھا اس غم نے جتنا رلایا
تھا اتنا ہی آپکی شادی نے ہنسایا اس آنسوٴن مین آسمان جو ماتمی لباس پہنے
ہوئے نظر آیا تو شفق کی سرخی نے وہین خوشی کا رنگ بھی دکھایا رنج مین پہلے
دوہتڑ جو منہہ پر مارا تو پھر خوشی مین وہین دونون ہاتھہ اٹھا کر یون دعا مانگی کہ
خدا اس مرحوم کو جنت نصیب کرے اور آپ سلامت رہین اور یہہ شادی مبارک
ہو بندہ بھی اداے رسم فاتحہ خوانی اور شرکت محفل شادمانی کیواسطے ضرور حاضر
ہوگا زیادہ والسلام **پندرھوان خط غیر جوابی** شفیق میرے سلمہ
بعد سلام کے واضح ہو کہ بعضے دوستون کے بیان سے دریافت ہوا کہ آپ کٹنی
کے فریب مین آکر ایک عورت کے حسن وجمال کی صرف تعریف ہی سنکر ایسے شیفتہ
اور فریفتہ ہو گئے کہ گھر بار سب یکبارگی بھلا دیا اور تمام عزیزونکی محبت سے
دل اٹھا لیا اب دس ہزار روپیے پر معاملہ نکاح کا ٹھہرا ہی اسمین پانچہزار
روپئے کا تو اپنا اسباب بیچا اور پانچہزار روپئے قرض کیا چاہتے ہین اگرچہ حجاب
کے سبب سے مجھے آپنے کچھہ نہین لکھا مگر انہی دوستون کے اظہار سے یہہ دریافت
ہوا کہ اس مین میری بھی اجازت چاہتے ہین بہت تعجب ہوا کہ اول تو سنی سنائی
بات کا اعتبار ہی کیا دوسری آپ ایسا آدمی جو عورت کے دام مین آجائے تو

اور ونکا خدا حافظ اب ہین ایسے امر ہین کیا عرض کرون اور اجازت کیا لکھون

## دوسری فصل بڑونکے نام کے خطوط ہین

انکی تفصیل پانچ خط جواب طلب اور پانچ خط انکے جواب ہین اور ایک خط غیر جوابی ہی **پہلا خط جواب طلب** قبلۂ حقیقی اور کعبۂ تحقیقی دام ظلہم بعد ادا کرنے تسلیمات اور آداب اور بندگی کے عرض کرتا ہی کہ جناب کی بیکاری اور زیر باری کا حال سنکر طبیعت کو نہایت قلق اور اضطراب ہوتا ہی بالفعل اس کچہری مین کوئی سبیل نوکری کی نظر نہین آتی مگر جناب دلبی جکسن صاحب بہادر کہ عدالت صدر دیوانی مین حاکم بالاستقلال مقرر ہوئے ہین اور جناب ہنری نبگ مارنگٹن صاحب بہادر کہ ضلع جونپور مین صاحب جج ہین فدوی پر ہمیشہ سے نظر تفضلات رکھتے ہین اگر کہین بھی کوئی جگہہ خالی ہوگی تو آپ کی پرورش فرمائینگے اسلئے گذارش ہی کہ اگر آپ کی مرضی ہی تو عرضی اپنی بھیجدون بدون آپ کی اجازت کے عرضی نہین بھیج سکتا کہ مبادا وہانسے طلب کا حکم صادر ہو اور آپ قصد نہ فرمائین تو کمترین کو شرمندگی حاصل ہوگی زیادہ حد ادب ؛؛ ؛؛ ؛؛ ؛؛ ؛؛ ؛؛ ؛؛ ؛؛ ؛؛ ؛؛

**دوسرا خط اسکے جواب مین** عزیز از جان سعادت و اقبال نشان طال العمرہ بعد دعا اور تمنائے دیدار کے واضح ہو کہ مکتوب بہجت اسلوب پہنچا حال معلوم ہوا جو ہماری بیکاری کا حال تمھین اچھی طرح دریافت ہی اس صورت مین اگر کلکتہ خواہ جونپور سے موافق تمھارے لکھنے کے ہماری طلبی ہوگی تو ہم کو جانے مین کچھ عذر نہوگا لازم ہی کہ عرضیان اگر بھیجا چاہتے ہو تو جلد بھیجو اور جواب آنیکے بعد جلد اطلاع کرو زیادہ دعا **تیسرا خط جواب طلب** قبلۂ صوری و معنوی اور کعبۂ دینی و دنیوی مدظلہ العالی قلم ارادت رقم آداب کی راہ کو سربل طی کرکے عرض کرتا ہی کہ مدت سے آرزو یہ ہی کہ سرکار انگریز

بہادر کی عملداری مین کوئی تعلقہ خرید کرکے وہان بھی کچھہ ریاست پیدا کیجیے اس واسطے ہنڈوی پچاس ہزار روپئے کی ساہ بہاری لعل گوبند لعل مہاجنون کی کوٹھی سے لالہ کنورسین پیرومل کے نام اس عریضہ کے ساتھہ روانہ کرکے امیدوار ہون کہ کوئی تعلقہ کہ جسمین منافع خاطر خواہ ہوا ور مول مناسب ملے تو فدوی کے نام سے خرید فرمایا جاوے لیکن ایسا نہو جسطرح خانصاحب فیاض زمان دام اقبالہ نے مانڈا نیلام مین خرید فرمایا اور روپیہ بہت خرچ ہوا مختارون نے حلوا مانڈا اچھا لیکن مانڈا ہاتھہ نہ آیا احتیاط اسکی ضرور ہے کہ نفع کی امید پر نقصان نہو زیادہ اقبال آپ کا ہمیشہ رہے **چوتھا خط اسکے جواب مین** برادر بجان برابر فرخندہ اختر سلمہ اللہ تعالی بعد دعا سے درازی عمر وحیات اور ترقی درجات کے واضح ہو کہ مکتوب مرغوب معہ ہنڈوی مبلغ پچاس ہزار روپئے کی پہنچا تعلقہ خریدنے کو جو تم نے لکھا سو اس عملداری کی ریاست کا کیا کہنا ہے مگر مشکل یہہ ہے کہ اول تو ہر وقت اور سردست کوئی تعلقہ لاکھہ پچاس ہزار روپیہ کی قیمت کا ہاتھہ نہین آتا دوسرے اکثر عدالت کے معاملات مین نقصان اور ہرج ہوتا ہے پھر وہی مثل ٹھہرتی ہے کہ نماز چھڑانے گئے روزے گلے پڑے اس صورت مین اگر ریاست پیدا کرنی منظور ہے تو متفرق خریدنا بہتر ہے اندنون مین تعلقہ نان پارہ دس ہزار روپیہ پر بکتا ہے اگرچہ نفع اسمین کم ہے لیکن زمینداری کا ایک پارۂ نان بھی غنیمت ہے اسواسطے نان پارہ تو اب خرید کرتا ہون بعد اسکے دوسرے تعلقہ کی بھی فکر کرونگا خاطر جمع رکھو زیادہ خیریت **پانچوان خط جواب طلب** قبلۂ حاجات اور کعبۂ مرادات دام افضالہ در دولت پر سجدۂ عبودیت کا ادا کرکے عرض کرتا ہے کہ ربیع الاول کی بارہوین تاریخ کو مجلس مولود شریف کی خود مولوی صاحب کے

مکان مین ہوئی اسقدر ہجوم آدمیون کا تھا کہ بدن سے بدن چھلتا تھا اور دو
مکان کے صحن اور دالان اور سہ دریان اور کوٹھون کی چھتین آدمیون
سے بھرین تھین اور پھاٹک سے لیکر سڑک تک آدمی ہی آدمی نظر آتے تھے
پانچہزار آدمی سے زیادہ ہونگے کم نہ تھے اِدھر کا آدمی اُدھر جا نہ سکتا تھا کمترین
بھی اس مجلس کا مدت سے مشتاق تھا فی الحقیقت عجیب تاثیر نظر آئی کہ شروع
کتاب سے خاتمہ تک لوگ ہر طرف نیم بسمل کی طرح تڑپتے تھے مسلمانون کا کیا
مذکور ہے کہ ہنود بھی کوٹھے پر سے گرے پڑتے تھے فدوی کو شام تک ہوش
نہین تھا اور تمام رات وہی سما آنکھو نمین سمایا رہا اگرچہ یہہ مجلس دو مہینے تک
تمام شہر مین جابجا ہر روز ہوتی ہے لیکن اس مجلس مین کچھہ قبولیت کا اثر ہی
دوسرا نظر آیا اب فدوی کی آرزو یہہ ہے کہ مولوی صاحب کی خدمت مین
اکثر حاضر رہا کرون اسواسطے امیدوار ہون کہ اگر حضور کا دستخطی عنایت نامہ
پاؤن تو اس وسیلہ سے انکی خدمت مین جاؤن زیادہ سوا آرزوے قدمبوسی
کی اور کیا لکھون **چھٹوان خط اسکے جواب مین** برخوردار نور چشم
لخت جگر زاد علمہ بعد دعوات مزید حیات اور شوق دیدار کے واضح ہو کہ خط
مسرت نمط پہنچا خدا کا شکر کہ دل تمھارا معرفت کے نور سے روشن ہوا اور
کیفیت کا مزا ملا سچ ہے کہ یہہ مجلس مقبول اور بےنظیر اور مولوی صاحب کی
بیان کی بےشبہ تاثیر ہی جس شہر مین اُنکے جانیکا اتفاق ہوا کرتا ہے اسیطرح
مجلسونکے لوگون کو کیفیت حاصل ہوا کرتی ہے خط موافق تمھارے مطلب کے
پہنچتا ہی اگر کوئی رسالہ مولود شریف کا ملے تو ہمارے واسطے ڈاک پر روانہ
کرو والدعا **ساتوان خط جواب طلب** پیر مرشد برحق
دستگیر مطلق دام برکاتہم دیدۂ عقیدت مین آستانے کی خاک کا سرمہ لگاکر

مدعا گذارش کرتا ہون کہ موافق ارشاد حضور کے ہر روز قرآن مجید کی تلاوت
اور درود کی کثرت اور صبح و شام کلمہ کا شغل اور ہر جمعرات کو حضرت میر صاحب
قدس اللہ سرہ کی مزار شریف کی زیارت کا معمول جاری ہے لیکن اکثر صبح کی نماز
قضا ہو جایا کرتی ہے اگرچہ پڑھ لیا کرتا ہون مگر جو حق نماز پڑھنے کا ہے اچھی
طرح ادا نہین ہوسکتا امیدوار دعا کا ہون زیادہ آرزوے قدمبوسی کے سوا
کیا عرض کرون **آٹھوان خط اسکے جواب مین** ثمرۂ گلشن ثروت
واز چمن ہی سرو چمن حشمت و سربلندی زاد حشمتہ بعد دعاے ترقی دولت و ایمان
اور حفظ و سلامتی جان کے معلوم ہو کہ رقیمہ محبت شمیمہ پہنچا عزیز میرے بندہ کو
اپنے مولی کی بندگی چاہیے جس حال مین ہوا اور جسطرح ہوسکے قبول کرنا اور نکرنا
اسکا کام ہے خصوصا نماز **بیت** روز محشر کہ جان گداز بود
اولین پرسش از نماز بود قیامت کے دن پہلے نماز ہی پوچھی جائیگی عزیز
میرے نماز مین چار چیزین ایسی ہین کہ اسمین سے ایک ایک چیز ہر مخلوق کے
واسطے عبادت ٹھہرائی گئی پہلے قیام ہے یعنے اپنے مالک کے سامنے ہاتھ باندھے
کھڑے رہنا سو یہہ عبادت پہاڑ اور دیوار اور سبزہ اور شمع اور فانوس وغیرہ
کے واسطے ہی کہ خالق کی راہ مین ایک سناٹا کھینچے ہوئے ہاتھ باندھے کھڑے
رہتے ہین دوسری رکوع یعنے حق تعالی کے روبرو نہایت عاجزی سے جھک
جانا کہ یہہ عبادت چارپایون کی طرح جانورونکو ملی جیسے گھوڑا اور گائے اور
بیل اور شیر اور بکری یہہ سب ہر وقت اسکے حضور مین جھکے رہتے ہین تیسری سجدہ
اور یہہ خدمت تمام حشرات الارض کے لئے مقرر ہوئی کہ سانپ اور بچھو اور
چیونٹی سب اسکی راہ مین سجدہ کرتے اور سر ٹیکے ہوئے چلتے ہین چوتھی قعود یعنے اسکے
دربار مین مؤدب ہو کر سر جھکا کر دوزانو بیٹھنا یہہ عبادت دو پاؤنکے جانورونکو

عنایت ہوئی کہ کبوتر اور فاختہ اور بلبل اسی انداز سے بیٹھتے ہیں پھر انسان جو سب
مین اشرف المخلوقات اور خدمتی خاص تھا جو عبادت مین کہ اور مخلوقات کو
جدا جدا ملی تھین اسکو سب ملا کر عنایت ہوئین کہ نماز مین یہہ سب باتین ادا کیا
کرین بہت غیرت کی بات ہے کہ حیوان اور درخت اور پتھر تو سب اپنی اپنی
خدمت بجالاوین اور انسان باوجود ایسی خصوصیت کے پانچوقت بھی ادا
نہ کر سکے عزیز میرے عاشقون کے نزدیک نماز معشوق کے نام کو مشق کرنا ہے بس کھڑا
ہونا الف ہے اور جھکنا لام اور پھر کھڑا ہونا دوسرا الف اور سجدہ کی صورت
بنی رہے نام اللہ کا اللہ بس اور باقی ہوس ایک دعا بھی جاتی ہے رات کو
پڑھکر سو رہا کرو اللہ چاہیگا تو صبح کی نماز کبھی قضا نہ ہوگی زیادہ سعادت ازلی نصیب ہے

**نوان خط عرضی جواب طلب** خداوند نعمت فیاض زمان دام اقبالہ
اندنون فدوی کو اپنے بھائی کی شادی مین گھر جانا بہت ضرور ہے اور وطن
فدوی کا شاہ اودہ کے ملک مین یہان سے بیس منزل ہے اس صورت مین
امیدوار فضل اور کرم کا ہون کہ سوائے تعطیل تھرم کی رخصت دو مہینے کی
بندگان حضور سے مرحمت ہو کہ اس عرصہ مین بھائی کی شادی سے فراغت حاصل
کرکے پھر حضور مین حاضر ہون واجب تھا عرض کیا آفتاب دولت اور اقبال کا
ہمیشہ تابان رہے **دسوان خط پروانہ ہے اسکے جواب مین** فضیلت
و کمالات دستگاہ مولوی ہدایت اللہ سرشتہ دار عدالت دیوانی مورد مراحم رہو
عرضی تمھاری معروضہ پہلی ستمبر ۱۸۴۷ع کی دو مہینے کی رخصت کی استدعا پر
آج ملاحظہ سے گذری جو رخصت تمھاری منظور ہوئی اسواسطے لکھا جاتا ہے کہ
تم اپنے کام سے فراغت حاصل کرکے اندر میعاد رخصت کے حضور مین حاضر ہو فقط
المرقوم دوسری ستمبر ۱۸۴۷ع **گیارہوان خط غیر جوابی** نواب صاحب

قدردان عالی مراتب والاشان فیاض زمان دام فیوضہ کمترین امیر حسین اخبار نویس بعد تسلیم اور آرزوے ملازمت عرض کرتا ہے کہ کل تک کا جو حال تھا کل کے عریضہ سے دریافت ہوا ہوگا آج آغا صاحب کے بیاہ کی شہر مین دھوم اور تماشائیون کا چارون طرف ہجوم ہے گیارہ بجے رات کو برات جو نکلی تو اُس ہنگامہ کا بیان تحریر اور تقریر مین نہین آسکتا بڑی برات کی دھوم دھام اور خلقت کا اژدہام اور روشنی کی طیاری آرایش کی گلکاری سے ہر کوچہ ایک نمونہ باغ کا بن گیا تھا ایک ایک تخت پر کاغذ اور ابرک کے پھول کترے ہوے طرح طرح کے درخت اور رنگ رنگ کے گل بوٹے اور چمن مین قسم قسم کے پھول پھولے فصل بے فصل کے کچے پکے میوے تر و خشک پھلے ہوے مزدور اپنے سر پر لئے پھرتے تھے یہہ معلوم ہوتا تھا کہ کلیان ابھی کھلا چاہتی ہین اور چڑیان ڈالیون پر سے اڑا چاہتی ہین عجب طلسمات کا عالم تھا کہ باغ اور چمن تو ایک ہی جگہہ قایم رہتا ہے یہہ چلتی پھرتی پھلواری کہ راستے کو تماشا گلزار بنا دے اور بہشت کی بہار کو بھی راستہ بتا دے کبھی دیکھنے اور سُنے مین نہین آئی فارسی مین اگرچہ گلگشت سیر کو کہتے ہین لیکن گلگشت اگر اس آرایش کا نام رکھا جائے تو لایق ہے گویا بہار خود برات کے ساتھہ گلگشت کو نکلی ہے دورویہ ہزارون پنج شاخون کی گوسون تک قطار جسکی روشنی نے ہر طرف رات کو دن بنا دیا ہر پنجشاخے نے آفتاب سے پنجہ کرکے یدبیضا کا اعجاز دکھا دیا قدم قدم پر آتشبازی چھوٹتی ہوئی دولہن کے دروازے تک پہنچے وہان ایک نقارہ خانہ سنہرا روپہلا گنگا جمنی جڑاؤ اُس تکلف کے ساتھہ تیار تھا گویا نقارخانہ چین کا تھا اسکے سامنے آتشبازی چھوٹنے لگی انار کے بہار کا کیا بیان کیجیے کہ اسکے سوا آگ کے درخت کو پھولنے پھلنے نہین

دیکھا ہی پھر موتیونکا جھڑنا اسپر طرا ہی پھلجھڑی سے پھولونکا جھڑنا چھچھوندر کا اڑنا اور ہوائی کا ہوکے ساتھ آسمان پر جانا اور وہان سے زمین تک تارے چھٹکانا اور چرخی کا چرخ کھا کر زمین پر سورج کی صورت بنجانا مور کا ناچنا مہتاب سے چاندنی کا شرمانا بس خدا کی قدرت کا تماشا نظر آتا تھا چادر کے چھوٹنے سے جو ستارے زمین پر چھٹکے تو یہ تمیز نہین ہوتی تھی کہ سڑک ہی یا کہکشان اور قلعہ کے چھوٹنے سے بعد روشنی کے جو تاریکی ہوئی تو نہین سمجھا جاتا دھوان ہی یا آسمان غرض اس تجمل کے ساتھ جو براتی ایک مکان عالی شان مین ٹھہرے اور مجلس آراستہ ہوئی غل ہوا کہ خاصہ منگاؤ اور کھانا لاؤ پس حکم ہی کی دیر تھی بڑے بڑے دسترخوان سفید محمودی اور چند بری کے بچھ گئے سنہرے مخمل اور کمخواب اور بانات کے زیر انداز اور بہتر سے بہتر چلمچی آفتابے ہاتھ دھولانیکے حاضر ہوئے اور کھانا آنا شروع ہوا شیرمال باقرخانی گاؤدیدہ گاؤزبان نان قطری نان تنک پھلکا چپاتی پراٹھے شامی کباب خطائی کباب گولر کباب نرگسی کباب کوفتے پسندے ہس ٹکے مرغ مسلم تنکی اور بمش قلیہ قورما ششن رنگا یخنی پلاؤ قورما پلاؤ مزعفر متنجن زردہ بریانی دست پچ نورمحلی یاقوتی شیر برنج یخ در بہشت حلوا فالودہ مکھلائی ورقی سنبوسے قاچی حریرہ ھریسہ گلنہی مربا اچار چٹنی قسم قسم کے کھانے چن دئے گئے جسکے بیان سے قلم کے منہہ مین پانی بھر آئے اور حلاوت اسکے لذت کی قسم کھائے لوزیات کا مزا یاد کر کے لوگ دانتون سے اپنی زبان کاٹتے ہین اور شیر برنج کی شیرینی سے انگلیان چاٹتے ہین بس کھانے کے بعد ناچ کی تیاری ہوئی ہر ایک پری سرمہ کاجل مسی لگا اور مانگ چوٹی سنوار سنگھار سے درست اور زیور پوشاک سے چست اور چالاک بنی ہوئی

سوہاگ کلنار گلابی بسنتی دھانی سبز کاہی ماشی زنگاری فلفلی قرنفلی کشمشی
عنابی عباسی کپاسی پستئی زعفرانی اودہ نافرمانی سوسنی کاسنی کافوری
شربتی صندلی اگرئی سردی ملاگیری آبی کاکریزی سرمئی منجنی پیازی
فاختی نارنجی سنہری پشوازین دامن در دامن موتی ٹکے ٹکائے اور دوپٹے
رنگ برنگ انچل پلو گوکھرو ٹھپہ لچکا لہر گوکھرو بنت اور کرن سے سجی سجائے
اور مشروع گلبدن کمخواب اطلس زری زربفت تمامی کے پاجامے مغرق مصالحہ
دار پہنے ہوئے اور طرح طرح کے زیور جڑاؤ مرصع کار بالی بالیان نبہ سی سبزی
پتی جھمکے پچاڑے ست لڑے دگدگی جگنو چنپا کلی موتی مالا موہن مالا نورتن
نونگی جوشن بازوبند انگوٹھی چھلے آرسی پری بند علی بند ٹیکا پہونچی جہانگیری
چوہے دستی توڑے پازیب گھنگرو چھڑی سے آراستہ اور لدے ہوئے ہین
اور جواہرات قیمتی ہیرا الماس پکھراج نیلم فیروزہ یاقوت زمرد لہسنیا لعل اور
موتیون مین ملی ہوئین فوج کی فوج ایک جھمگڑے کے ساتھ جو آگئین تو واہ جی اوہ
صحن دالان تمام مکان راجہ اندر کا اکھاڑا بن گیا سازساز والونکی ٹھاٹھ پہ دے
ٹھیک ٹھاک کر دنے ساتھ دینے کو کھڑی ہوگئی دھرپت کی الاپ پکھاوج کی
تھاپ سارنگی کا ملاپ طنبورہ کی بھنک بیلی کی چمک گنٹری کی کسک راگ
رنگ ترانہ کا ترنگ سردنگی ملاوٹ ٹٹ کی کھپاوٹ کھرج کی تان اُپچ کی اٹھاون
منجیرونکی پکار گھنگرو کی جھنکار گلے کی نرمی آواز کی گرمی دریالونکی صفائی نگاہون کی
رکھائی پشواز کا چکر دامن کی ٹھوکر کمر کی توڑی اور گردن کی ڈوری تال پر جانا سم پر
آنا گویا ہر تان کے ساتھ جی او رجان کا آنا اور جانا تھا بٹی اور ٹھمری اور خیال کو کون خیال
مین لاتا تھا وہان تو ہر معشوق چھ راگ اور چھتیس راگنی کو بھی چٹکیون مین اڑاتا تھا
نکیا اور بار بہ جو وہان ہوتے تو کان پہ ہاتھ دھرتے اور میان تان سین

اور نیچو باورے جو زیادہ ہوتے تو آج مرتے رات بھر تو راگ رنگ مین گذری
صبح ہوتے جو حلقہ کے حلقے نے صف باندھکر گانا شروع کیا میرا اچھا بنا بیاہنے
آیو رے بس تمام مجلس محو تھی اور کسیطرح نگاہ نہ ٹھہرتی تھی وہ نور ظہور کا وقت
اور یہہ رات کی جاگی ہوئی حورین نل گجی پوشاکین بکھرے ہوئے بال گورے گورے
گال نیچواب سرمہ آلود آنکھون مین سرخ سرخ ڈورے بار بار کی انگڑائی ہر انگڑائی کا
نتیجہ آفتاب تھا اور صبح کا گریبان نوشہ کے سہرہ کملائے ہوئے پھولونکا سہرا اور اسکی
بھینی بھینی خوشبو گل مدعا تھا اور نسیم سحر کا دامن پہر دن چڑھے برات رخصت ہوئی
روپیہ اشرفیان موتی محافہ پر لٹاتے ہوئے اسی دھوم سے گھر مین آئے موافق
ارشاد عالی کے حال شادی کا مفصل عرض کیا گیا والتسلیم

## فصل تیسری

ہر چند قرینہ یہہ چاہتا تھا کہ جیسے دوسری فصل مین چھوٹونکی طرف کے خطوط بڑونکے نام
اور اسکے جواب لکھے گئے اسی طرح اس فصل مین بڑونکی طرف خطوط چھوٹون کے نام اور
جواب اس کے لکھے جاتے ہین لیکن ان خطوط سے جو دوسری فصل مین لکھے گئے
لکھنے کا طور معلوم ہو گیا اسواسطے لکھنا ایسے خطوطکا اس فصل مین محض بیفائدہ جانکے
بعضے رقعات متفرقہ لکھے جاتے ہین فائدہ جب یہہ بات معلوم ہوئی کہ اردو فارسی
اور عربی اور ترکی اور ہندی سے مرکب ہے تو اسبات کا ارادہ کرنا کہ اردو کی تحریر اور تقریر
ایسی کیجائے کہ اسمین کوئی لفظ فارسی اور عربی کا نہ آوے محض بیفائدہ ہی بلکہ
ایسی صورت مین بولنا مشکل ہو جاوے کسواسطے کہ بہت سے الفاظ ایسے ہین کہ
اردو مین وے مستعمل ہین مثلاً خدا اور رسول اور پیغمبر بولتے ہین اگر کوئی چاہے کہ
کوئی لفظ ہندی تلاش کرکے بولے تو شاید زبان بھاکھا ہو گی پس خدا کو بھگوان

اور شمع کو دیپک اور چراغ کو دیا اور صندل کو چندن اور سر کو کپار بولنے لگے
تو ایسی تکلفات سے اردو جسکا نام ہی وہ اردو نہین باقی رہتی ہی اندنون
سرکار انگریز بہادر کی عملداری ہین جو تحریر اردو کی جاری ہوئی بعضے لوگ خواہ
مخواہ بھی اپنی قابلیت دکھانیکو ترجمہ پر غش کرتے ہین جیسے لایق اور قابل کا ترجمہ
جوگا لکھا کرتے ہین یعنے جسجگہہ لکھنا ہوتا ہی کہ اس کچہری کے قابل یا لائق
نہین ہی وہان لکھدیا کرتے ہین کہ اس کچہری جوگا نہین ہی مگر یہہ سرزنش
اور کوشش انکی محض بیفائدہ اور رایگان ہی کسواسطے کہ پھر آخر مقدمہ کو
مقدمہ اور مدعی اور مدعا علیہ کو مدعی مدعا علیہ اور حاکم کو حاکم ہی لکھنا پڑتا ہی
اور بہت سے الفاظ ایسے ہین کہ چار ناچار وہی لکھتے ہین اور ہندی انکی نہین بنا
سکتے جیسے شئے دعوی اور وجہہ ثبوت اور بنائے مخاصمت اور منشائے دعوی اور
مثل اسکے حاصل یہہ کہ نباہ ایسی بات کا بہت مشکل ہی مگر ہان اگر کوئی رقعہ فکر و
تلاش سے ایسا لکھا جائے جسمین کوئی لفظ فارسی او عربی کا نہ آوے تو وہ صنعت
مین داخل ہی اگرچہ فارسی اور عربی ہونیکے سبب سے اسکی اردو کو بہت خوش کہینگے
چنانچہ یہہ رقعہ کہ **اسمین ہندی کے سوا کوئی لفظ عربی اور فارسی**
**نہین ہی** بھائی میرے جیتے رہو جب تم گھر سدھارے میرا جی بہت لے نہین
رہتا ہی دیوڑھی مین اکیلا اداس بیٹھا رہتا ہون مین تو بہتیرا چاہتا ہون کہ یہان
سے کہین اور چلا جاؤن پر کیا کرون یہی سوچ رہتا ہی کہ جاؤن تو کہان جاؤن ادہ
رہون تو جی نہین مانتا ہی اور گھر سے نکلنا چاہون تو پانون کہان پاؤن یہہ بڑا
اندھیر ہی کہ تمھین نہ دیکھون اور جیتا رہون اب مجھے اپنے جینے کا آسرا نہین ہی
آگے اسکے کیا لکھون **رقعہ جسمین ہندی اور فارسی کے سوا عربی کا**
**کوئی لفظ نہین ہی** مہربان میرے خوش رہئے نامہ آپکا پہنچا دلکو خوشی

اور شادمانی ہوئی گڑگڑی اور علم سرپوش نقرئی اور نیچہ جو آپنے مانگا ہے یہانکے
بازار اور چوک مین ہرچند تلاش کرتا پھر امگر دستیاب ہوا خدا نے چاہا تو ایک مہینے
مین سب چیزین فرمایشی تیار کر روانہ کرونگا آگے نیاز **رقعہ جسمین ہندی**
**اور عربی کے سوا فارسی کا کوئی لفظ نہین** مشفق میرے سلامت رہیے
مکتوب مرغوب پہنچا مقدمہ کا حال معلوم ہوا حقیر کو سطرح صلح اور تصفیہ منظور ہے مدعی
چاہیے یون معاملہ کرلے چاہیے ثالثی مقرر کرلے مجھے حضرت کے ارشاد سے عذر مطلق
اور انکار نہین ہے والسلام **فائدہ** فارسی کے بعضے انشاؤ مین اکثر رقعے صنعت
کے ایسے دیکھنے مین آئے ہین جسے لڑکون کی دل لگی بہت ہوتی ہے مثلاً بعضے
رقعہ مین اوّل سے آخر تک الف بعضے مین بے یا کوئی اور حرف نہین ہوتا اور مثل
اسکے اور بھی صنعتین کرتے ہین سو اگر کوئی ارادہ کرے یہہ بات تو اردو مین بھی
ہوسکتی ہے جیسے **یہہ رقعہ الف سے خالی ہے** بندہ پرور چند لتے
ہم لکھنؤ پہنچے دہلی کی کچھ خبر معلوم نہین ہوتی طبیعت ہر وقت ہر لحظہ متعلق رہتی
ہے دوستون کی صحبت بزرگون کی شفقت کسی وقت نہین بھولتے دیکھیے یہہ
سفر کی تکلیف کبتک ہے جس مطلب کے لئے گھر سے نکلے معلوم نہین کب ہو وطن کب
تک پہنچین عینک سبز بہت تحفہ حضرت کیلئے خریدی ہے پیچھے سے کسی معتمد کی معرفت
پہنچیگی فقط **رقعہ جسمین بے کا حرف نہین آیا** کرمفرما میرے
سلامت رہئے عنایت نامہ امام علی آدمی کے ہاتھ آیا سرفراز فرمایا انگوٹھیان
ہیرے اور فیروزے کی اور چھلے اور موتی مالا نہایت تحفہ اور نفیس جو عنایت ہوئے
یہان کے جوہریون کو دکھایا ہر ایک نے دیکھکر تعریف کی اور کہا کہ ایسا مال ہماری
دکان مین نہین ہے دلی خواہ لکھنؤ سے منگا سکتے ہین اور موتی مالے کو نہایت
تحفہ اور قیمتی ظاہر کرتے ہین **رقعہ جسکے کسی لفظ کے پڑھنے مین ہونٹھ**

سے ہونٹھہ نہیں ملتا سعادت نشان عزیز از جان زاد قدرہ تعطیل کے دن نزدیک آئے اور روانگی کا عرصہ قلیل رہگیا اسواسطے گھوڑے اور بیچ گاڑی آگے سے روانہ کی جاتی ہے فقیر شوال کی اکیسوین تاریخ آدھی رات کو آگرہ سے سوار ہوکر آٹھوین دن وہان داخل ہوگا اطلاع کیواسطے لکھا ہے رقعہ جسکے ہر کلمہ مین سوائے حروف رابطہ کے جزو کلمہ کے حساب مین ہونٹھہ سے ہونٹھہ ملتا ہے میر صاحب مخدوم مکرم معظم مدمجدکم بعد تسلیم و تمنائے ملازمت ملاحظہ فرمائے نامہ نامی مکتوب گرامی پہنچا مجھے بہت مسرور فرمایا مراد مبری برآئی قبائے جامہ وار رمعہ رومال محرمانی مطلوبہ آپکا آپ کے پاس پیشتر بھیجا آپنے پسند ناپسند قلمی نہ فرمایا صنعت منقوطہ کہ سب حرف نقطہ دار ہون اور یہہ فارسی اور عربی مین بہت مشکل ہے تو ہندی مین زیادہ تر دشوار ہے کوئی ایک آدہ فقرہ بڑی تلاش سے ملتا ہے اور ایسی صنعتون مین معنے بہت تکلف کے ساتھہ پیدا ہوتے ہین رقعہ شفیقی شیخ فیض بخش چشتی نے جتنے تخت لیث بخشی جی نے بنے بنے تخت چن چن بھیجے جب تین تخت بچے تب نہ بھیجے رقعہ غیر منقوط دل آگاہ ملک امراللہ سلمہ ملا محمود علامہ عصر اور عامل کامل کو ہمارا اسلام کہکر سو درم دو اور اسکا وصول لکھا کر مطلع کرو اور ہمارا حال کہکر کہو کہ مددگار ہوکر وہ دعا دو کہ دل کا مدعا حاصل ہو ایک حرف منقوط ایک غیر منقوط حضرت میرے ابھی سنا ہے کہ تم فوج کے مقابل چلے سب کے سب آپ کی وضع پر بہت ہنسے کپڑے رنگے خوب کیا شاباش کیا بات ہے کیا خلق سب آپکے مقابل ہے فقط آثم شہید ایک لفظ منقوط ایک غیر منقوط شفیق والا بخت معلی تخت سلمہ شیخ محمد بخش سوداگر جینے مال اگر بیچین کل چیزین لوپیٹ لکھدو جب دام سیٹے

مال تب لو فقط **رقعہ جسمین سب نقطے نیچے ہین** برادر صاحب مکرمی
مامجدہ میر سید علی صاحب الہ آبادی سے اور مجھہ سے بڑی راہ و رسم ہی
بیکاری کے سبب سے گھبرا کر آپ کے پاس چلے گئے اسواسطے مجھے یہہ امید ہی
کہ جسطرح ہوسکے آپ میر صاحب ممدوح کی کسی جگہہ سعی کر کے کوئی کام دلائیے
**رقعہ جسمین نقطے اوپر ہین** مخدوم دوستان سلامت نوازشنامہ
حضرت کا نازل ہوا تحفہ اثنا عشریہ موافق ارشاد ملازمان ارسال کرتا ہون
اور سکندر نامہ خوشخط نملا اگر ملتا تو ضرور روانہ کرتا تھوڑا سا عطر حنا اگر ممکن
ہو تو مرحمت ہو **رقعہ نظم اور نثر دونون مین پڑھا جاتا ھے**
جان اہل نیاز بندہ نواز بعد تعظیم اور عجز و نیاز یہہ گذارش ہی آپسے کہ دعا
آپکے حق مین راتدن کرنا اور ہمیشہ فراق مین مرنا دلکو ہر وقت مضطرب کرنا
کبتلک آخر ایکدن جو قضا آئی تو بندہ بیگناہ مرا حال سے اپنے مطلع کیجے
اور جلدی میری خبر لیجے **فصل چوتھی بعض ضروری قاعدون**
**کے بیان مین** ***پہلا قاعدہ*** چھوٹے چھوٹے رقعات اور نصیحتون
کے خطوط بعضے لطیفونکے ساتھہ وغیرہ دستورات **رقعہ** مہربان میرے
سلامت رہئے آج مدرسہ مین امتحان ہی اور مین اپنے گھر جا نہین سکتا اسواسطے
میرو خدمتگار آپکے پاس بھیجتا ہی آپ میرے مکان مین جا کر دو کتابین جو میرے سرہانے
کی طاق مین رکھی ہین اسی آدمی کے ہاتھہ بھیجدیجئے توقف نہ کیجئے فقط **رقعہ**
شفیق میرے سلمہ آپ آج بھی مدرسہ مین نہین آئے دو سبق آپکے ناغہ ہو چکے آپکے
برابر کے سبق والے حضرت سے آگے بڑھہ گئے اسواسطے دوستانہ لکھتا ہون کہ آج رات
کو بندہ خانہ مین تشریف لا کر دونون سبق جو مجھہ سے یاد کر لیجئے تو اپنے ساتھیونکے
برابر ہو جائیے فقط **رقعہ** میر صاحب مخدوم میرے ہمیشہ رہے عنایت آپکی

بعد از سلام اور نیاز کے عرض یہہ ہی کہ بہار دانش آپ کی جو بندہ نقل کے
واسطے لایا تھا سو پہنچتی ہی رسید اسکی عنایت فرمایئے فقط **رقعہ**
عزیز میرے خیریت سے رہو سکندر نامہ بمبئی کے چھاپیکا جو تمنے مانگا تھا سو ہاتھہ
نہین آیا لیکن لکھنؤ کے چھاپیکا بہت صاف اور خوشخط اور صحیح کہ میری دانست
مین بمبئی والے سے کہین بہتر ہی بہم پہنچا کر بھیجتا ہون اگر پسند آئے تو رکھو نہین تو
فورا پھیر بھیجو کہ واپس کر دیا جائے فقط **رقعہ** حضرت سلامت اگر کوئی چاقو
قلم تراش راجس کے ہاتھہ کا بہت اچھا کلکتہ سے آپکے ساتھہ آیا ہو تو بھیجی بھیجیے
اور اسکی قیمت سے مطلع کیجیے اگر پسند آئیگا تو لونگا نہین تو پھیر دونگا فقط **رقعہ**
عزیز میرے جیتے رہو بعد دعا کے معلوم ہو کہ کل تمنے رقعات عالمگیری اور
کاغذ مانگا تھا سو کتاب ایک دوست کے پاس سے منگا کر معہ یکدستہ کاغذ اور
بیاض نیزہ قلم اور سیاہی اور شنجرف کے بھیجتا ہون چاہیے کہ نقل لیکر
اصل نسخہ ہمارے پاس بھیجیو فقط **رقعہ** جناب قبلہ و کعبہ میرے ہمیشہ
رہے سایہ آپکا کمترین آداب و تسلیمات بجا لاکر عرض کرتا ہی کہ آج مدرسہ مین
اسبات کی بحث تھی کہ نور چشمی کا لفظ مرد کو بھی لکھنا درست ہی یا نہین کوئی
کہتا تھا کہ مرد اور عورت دونون کو لکھنا درست ہی کوئی کہتا تھا کہ مرد کو لکھنا
جائز نہین ہی جو کسیکے بیان سے خاطر جمعی نہوئی اسواسطے حضور سے استفسار
کرتا ہون کہ حضرت اس امر مین کیا فرماتے ہین **جواب اسکا**
برخوردار نور چشم میرے دراز ہو عمر تمھاری بعد دعا کے واضح ہو کہ نور چشمی
کے لفظ پر آگے بھی بحث ہو چکی تھی مرزا محمد حسن قتیل کا قول یہہ ہی کہ مرد کو بھی
لکھہ سکتے ہین کسواسطے کہ یے اسمین یاے نسبتی ہی یعنے وہ نور جو منسوب ہے
آنکھہ کیطرف خواہ یاے متکلم ہی یعنے میرے آنکھہ کی روشنی اور یہہ جو بعضے لوگ

اسکو یاے تانیث کہتے ہین جیسا بیٹا اور بیٹی اور پوتا پوتی مین سمجھ کر صرف
عورت کیواسطے درست جانتے ہین سو غلط ہی اور کسی بزرگ کا کلام یہہ ہے
کہ نور چشم فارسی کا لفظ ہی یاے متکلم اور یاے نسبت کی ترکیب اسکے ساتھ
کیونکر درست ہوگی اسکا جواب مرزا قتیل لکھتے ہین کہ عجمیون نے فارسی کے الفاظ
مین بہت ہی تصرفات کئے ہین جیسے مرغن اور ملبب اور ذوی العقول رشیدین
وغیرہ پھر یاے متکلم خواہ نسبت کی ترکیب مین کیا قباحت لازم آتی ہی اور
اگر ایسی ترکیب نادرست سمجھی جائے تو قبلہ گاہی کا لفظ مانکے سوا باپ کو کہنا
کبھی درست نہوا اور کسی استاد کا شعر بھی سند کیطور پر لکھا ہی **بیت**
نوبہ نور چشمی آفتاب آن صفحۂ رورا مہ نو قبلہ گاہی گو ید آن محراب ابرو را
اور مرزا قتیل کا قول مدلل معلوم ہوتا ہی واللہ اعلم بالصواب
**خط نصیحت کے طور پر** برادر عزیز سراپا تمیز خوش اور محظوظ
اور سب آفتون سے محفوظ رہو بعد دعا اور شوق دیدار کے واضح ہو کہ آدمی
وہی عاقل اور ہوشیار جو اپنے نیک و بد سے خبردار رہے اگر تکلفات کے
بعد راحت اور مصیبت کے پیچھے مسرت نصیب ہو تو انسان کو لازم ہی کہ
عیش اور آرام مین وہ رنج اور آلام بھول نہ جائے ابھی کل کی بات ہی
کہ تم نوکری کی تلاش مین اتنے سرگردان اور پریشان پھرتے تھے جسکا بیان
نہین ہو سکتا اب خدا خدا کر کے بڑی سعی اور کوشش سے جو نوکری ملی تو
سنا جاتا ہی کہ ناچ تماشے مین اوقات ضایع اور سرکار کے کام مین اکثر غفلت
کرتے ہو اور سستی کرتے ہو اور جو کوئی سمجھاتا ہے تو بعضے بعضے نا عاقبت اندیشون
کی نظیر دیکر جواب دیتے ہو کہ اُن کا کیا حال ہوا جو ہمارے واسطے کچھ ہوگا یہہ بات
عقل کے بہت خلاف ہی بابا زمانہ بہت نازک ہے دوسرے کی ڈھٹائی دیکھکر

آپ بھی اور ڈھیٹھ ہو جانا عقلمندون اور دور اندیشون کا کام نہین ہے اس مقام مین ایک لطیفہ برمحل یاد آگیا کہ ایک باز نے مرغ سے پوچھا کہ تجھے لوگ خوشی سے پالتے ہین ہر وقت گھر ومین دانہ چگتا رہتا ہے اور خوب آسودہ ہو کر کھاتا پیتا ہے پھر اسکا کیا سبب ہے کہ تجھے جب پکڑتے ہین تو بھاگتا پھرتا ہے اور بیفائدہ گڑگڑاتا اور چلاتا ہے مجھے دیکھ کہ جب ہاتھ سے شکار پر چھوڑتے ہین تو پھر آتا ہون اور شکار کرکے بجنسہ پہنچاتا ہون مرغ نے جواب دیا کہ تم نے اپنی قوم کو اپنی آنکھ سے ذبح ہوجاتے اور انکا کباب بناتے دیکھا ہے اسواسطے بھاگ کر اپنی جان بچاتے اور شور و فریاد مچاتے ہین لیکن کسی باز کو کبھی ذبح ہوتے اور جان کھوتے نہ دیکھا ہے نہ سنا ہے اس صورت مین ہمارا بھاگنا بجا اور تیرا پھر آنا روا ہے فقط عزیز میرے اپنی عزت و حرمت اپنے ہاتھ ہے تمھین اپنی جنس کے لوگون پر قیاس کرکے اچھا کام کرنا چاہئے ناجنسونکے برے کاموسے کیا کام انکے افعال کی جزا انکے لئے اور اپنے اعمال کا نتیجہ اپنے ساتھ ہے ایسا کام مت کرو جو نوکری بھی ہاتھ سے جائے اور آبرو پر بھی حرف آئے زیادہ دعا **ایضاً** شعراکے پیشوا علماکے مقتدا فقراکے رہنما سلامت رہئے نیاز اور عقیدت کے لوازم اور خلوص اور ارادت کے مراسم ادا کرکے گذارش کرتا ہون کہ کمترین اور گھر کے سب چھوٹے بڑے خیریت سے ہین اور حضرت کی صحت اور تندرستی خدا سے چاہتے ہین ان دنون اکثر معتبر لوگون کی زبانی سنا گیا کہ آپ صرف اس خیال سے کہ حیدرآباد مین شاعرونکی قدر بہت ہے نوکری چھوڑ کر حیدرآباد تشریف لیجایا چاہتے ہین ہر چند کہ آپکو عقل کی بات سمجھانی گویا لقمان کو حکمت سکھانی ہے لیکن دانشمندونکا قول سنتا آتا ہون کہ رزاق مطلق اگر آدھی روٹی عزت اور اطمینان کے ساتھ دے تو آدمی ساری

کیواسطے آبرو ریزی نکرے اور امیدوار رہے کہ جسنے یہہ آدھی دی پوری
بھی وہی دیگا حضرت کا حاکم قدردان اور آپ پر بہت مہربان ہی باوجود
اسکے ایسا ارادہ مصلحت کے خلاف ہی میری تو مجال نہین کہ آپ پر معترض
ہوکر معترض ہون لیکن خوف اسبات کا ہی کہ حکیم کے سے خواب کا حال نہووے
**لطیفہ** ایک حکیم نے اپنی مجلس مین بیان کیا کہ مین نے آج ایک خواب
دیکھا ہی کہ آدھا سچا اور آدھا جھوٹھا لوگون نے متعجب ہوکر پوچھا وہ کیا
خواب ہی کہا کہ مین نے دیکھا ہی کہ ایک امیر کے معالجہ کیواسطے گیا ہون اسنے دو توڑے
اشرفیونکے مجھے دئے مین اپنے مونڈھون پر لادکر اپنے گھر لاتا ہون اور مونڈھے
دونون اسکے بوجھہ سے دکھنے لگے جب آنکھہ کھلی تب اشرفیون کے توڑے تو
جسنے مونڈھے توڑے تھے نپائے لیکن مونڈھونمین درد اب تک پاتا ہون سو
بندہ نواز نوکری چھوڑکر اتنی دور جانا اور سفر دراز کا دکھہ اُٹھانا دوراندیشی سے
بہت بعید ہی پھر اگر صحبت برآر آپکے کلام کا کوئی قدردان اور خریدار نہو تو
قدردانی کا خیال خواب پریشان ہوجائیگا اور زیرباری اور شرمساری کے
سوا کچھہ ہاتھہ نہ آئیگا آئندہ آپ مختار ہین **ایضاً** شفیق غمخوار عرضی مین
کچھہ کا کچھہ لکھہ گئے اور جواب اسکا طلب ہوا بارے فضل الہی سے حاکم منصف کی رائے
مین وہ قصور عمداً ثابت نہ ہوا اور معاف کردیا گیا میرے صاحب انسان کو چاہیے
کہ آنکھہ کھولکر اور بہت دیکھہ بھالکر کام کیا کرے کہ غفلت سے اتنا دھوکھا نہ
کھائے کہ آپکو دکھہ اُٹھانا پڑے **لطیفہ** ایک شخص نے کسی طبیب سے کہا کہ
میرا پیٹ دکھتا ہی طبیب نے پوچھا کہ آج کیا کھایا تھا کہا کہ جلی روٹی کھا گیا تھا طبیب
نے سرمہ دیا اور کہا کہ آنکھونکا معالجہ پہلے کرنا چاہیے کسواسطے کہ آنکھہ اچھی ہوتی
تو جلی روٹی نہ کھاتا حاصل یہہ کہ سرکار کا کام بہت ہوشیاری اور خبرداری

سے کیا کیجئے فقط **ایضا** بندہ پرور زاد عنایتہ سلام اور نیاز کے بعد گذارش کرتا ہے کہ سررشتہ داری کا عہدہ آپکو مبارک اگرچہ فضل الٰہی سے آپ خود عاقل اور دوراندیش ہیں کسیکے سکھانے پڑھانے کی حاجت نہیں ہے لیکن بے تکلفانہ اور دوستانہ ایک بات میں بھی عرض کرتا ہون کہ اگر حکام کے روبرو عزت اور آبرو اور مرتبہ بڑھانا منظور ہے تو دل سے فساد کا گھٹانا اور زبان کو جھوٹھ سے بچانا چاہئے یہہ **لطیفہ** مشہور ہے کہ لقمان حکیم کا بچپن میں کسی دانشمند نے امتحان لیا اور ایک بکری دیکر کہا کہ اسکو ذبح کرکے جو عضو بہتر جانو ہمارے پاس لاؤ لقمان اسکا دل اور زبان سامنے لائے دوسرے دن پھر دوسری بکری دیکر بدترین اعضا طلب کیا لقمان نے پھر اسی طرح دل اور زبان ہی پیش کرکے کہا کہ اگر یہی دل اور زبان عیبوں سے پاک ہے تو سب اعضا سے بہتر اور جو عیب سے نہیں پاک تو سب سے بدتر ہے مختصر یہہ کہ اگر اپنے دل میں برائی سمائی تو اپنے دشمن ساری خدائی اور جو زبان کہ جھوٹ سے آشنا ہے تو حاکم کے نزدیک اپنی حقارت اور دنیا میں رسوائی ہے **رقعہ** منشی صاحب مخدوم مکرم محب الفقرا محبوب دلہا زاد عنایتہ بعد از سلام اور نیاز اور اشتیاق مواصلت کے کہ زبان کو اسکی تقریر کی قدرت نہ قلم کو تحریر کی طاقت ہے عرض کرتا ہون ظاہرا دریافت ہوتا ہے کہ جناب اس ناچیز کی ہزلیات کو جمع کرکے کلیات کے طور پر چھپوایا چاہتے ہیں اگرچہ شفقت اور عنایات کے سبب سے اسکے عیوب خاطر عالی میں نہ گذرتے ہون لیکن حقیقت میں کوئی حرف بھی عیب سے خالی نہیں ہے فقیر کے واسطے یہہ شہرت مجرم کی تشہیر سے کم نہوگی کلام لغو کسیکے پسند نہ آئیگا اور یہہ تمام اہتمام آپ کا برباد ہوجائیگا آپ کو ناحق کی زحمت اور مجھے مفت ندامت اٹھانی پڑیگی جیسے ایک شاعر کو مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کے روبرو

خفت حاصل ہوئی تھی **لطیفہ** ایک شاعر مہمل گو نے مولانا عبد الرحمن جامی رحمۃ الله علیہ کی حضور مین حاضر ہو کر عرض کیا کہ مین حج کو گیا تھا اپنا دیوان حجر اسود سے خوب ملا تاکہ اسکی برکت سے کلام مین اور سواد مین روشنائی حاصل ہو مولانا بہت ہنسے اور فرمایا کہ اگر آب زمزم مین ملتا تو بالکل تبرک ہو جاتا اور ایک قطرہ بھی آنکھو نمین لگانے کیواسطے ہاتھ نہ آتا سو فقیر کو اندیشہ اسی بات کا ہی کہ اہل جوہر اُسے دیکھکر آپکی تفضیح اوقات پر ہنسینگے اور کہینگے کہ یہہ کلام پانی مین دھونیکے لایق تھا نہ چھاپہ ہونے کے قابل بندہ کی دانست مین اسکا قصد نہ فرمانا مناسب اور اس ارادے سے ہاتھ اٹھانا واجب ہی زیادہ کیا گذارش کرون **ایضا** فرزند سعادتمند نور بصر لخت جگر دراز ہو عمر تمھاری بعد دعا کے معلوم ہو کہ ہم اچھی طرح خیریت سے ہین اور تمھاری اور گھر کے سب آدمیون کی خیر و عافیت چاہتے ہین فیضو خانسامان کل ہمارے پاس پہنچا اسکی زبانی معلوم ہوا کہ ایک فقیر بیراگی تمھارے دروازے پر آکر ٹھہرا اور تمھین کیمیاگری کا شعبدہ دکھاکر سونا بنانیکا اقرار کیا تم نے سب لوگون سے چھپا کر گھوڑیکا ساز بیچکر دو سو روپئے اوسے دئے اور وہ اسی رات کو بستر اپنا اٹھاکر کہین چلتا ہوا اب تم اسکی تلاش مین حیران سرگردان جنگل جنگل پھرا کرتے ہو بیشک تم سے غلطی تو ہوئی کہ اس مکار کے فریب مین آگئے لیکن اب افسوس کرنا اور اسکی تلاش مین جابجا پھرنا بھی ناحق ہی یاد رکھنے کے قابل ہی یہہ **لطیفہ** کہ ایک چڑیا کسی زمیندار کے باغ مین جاکر کچے پکے میوے سب کاٹ جایا کرتی تھی زمیندار ہمیشہ اسکی تاک مین تھا ایکدن انگور کی ٹھنی پر جال لگاکر پکڑا اور ذبح کرنے کا ارادہ کیا چڑیا نے زمیندار سے کہا جو تو مجھکو چھوڑ دے تو مین اس احسان کے عوض مین تجھکو کئی باتین ر

بتادون کہ اسمین تجھہ کو بڑا فائدہ ہوگا زمیندار نے کہا تو پہلے بتادے تو
مین تجھہ کو چھوڑ دونگا چڑیا نے اسکو تین نصیحتین کین ایک یہہ حریف جو اپنے
قابو مین آجائے تو چھوڑنا نہ چاہیئے دوسری جو بات قیاس سے باہر ہو یقین
لانا بیجا ہے تیسری گئی ہوئی چیز کے واسطے افسوس بیفائدہ ہے چوتھی ایکبات
اور ہے کہ جب تو مجھے چھوڑ دیگا تب کہونگی زمیندار نے بعد سننے ان نصیحتونکے
موافق اقرار کرکے اسکو چھوڑ دیا تو چڑیا نے دیوار پر بیٹھہ کر کہا کہ میرے پیٹ
مین بیضۂ مرغ سے بڑا ایک موتی تھا اگر تو مجھے چھوڑتا اور ذبح کرتا تو وہ
موتی تیرے ہاتھہ آتا زمیندار افسوس کرنے لگا اُسنے کہا کہ اے سادہ لوح
تو میری نصیحتین اُسیوقت بھول گیا کسواسطے کہ مین تیری حریف تھی جب پکڑا
تھا تو چھوڑنا کیا تھا اور بیضۂ مرغ کے برابر تو مین خود ہی نہین ہون پھر بیضۂ مرغ
سے بڑھکر موتی میرے پیٹ مین ہونا بالکل خلاف قیاس ہے مگر تو نے اس پر
اعتبار کیا اور اب جو مین تیرے ہاتھہ سے نکل گئی تو افسوس کرنا لاحاصل ہے فقط
غرض یہہ کہ جو ہونا تھا سو ہوا اب اس فقیر کی تلاش اور افسوس کرنا محض بیفائدہ
ہے آئندہ سے احتیاط کرو والدعا **ایضاً** عزیز از جان سعادت و
اقبال نشان طالعمرہ بعد دعاے درازی عمر کے واضح ہو کہ خط پہنچا حال
معلوم ہوا دشمن جو تمھارے درپے ہین تم خدا پر نظر رکھو جسکا دامن پاک ہے
اسکو دشمن کی عداوت سے کیا باک عزیز میرے نیک نیتی عجب چیز ہے اگر نیت
اپنی درست ہے تو دشمن قوی بھی سست ہے کیا تم نے نہین سنا یہہ **لطیفہ**
کہ ایک امیر اپنے بادشاہ کے مرنیکے وعدہ پر قرض دیتا تھا اسکے دشمنون نے
بادشاہ کی حضور مین عرض کیا کہ یہہ شخص حضور کا بدخواہ ہے جو ایسا کلمہ زبان پر لاتا
ہے بادشاہ نے اُسے بلا کر پوچھا کہ کیون میرے حق مین ایسی بات کہتا ہے اُسنے

عرض کیا کہ مین نوجہان پناہ کی خیرخواہی کرتا ہون کسواسطے کہ قرض کا ادا کرنا بہت شاق
گذرتا ہے پس ضرور ہوا کہ وہ دن رات حضور کی سلامتی چاہتے ہین یعنے نہ حضور
مرین نہ وہ قرض ادا کرین بادشاہ کو یہہ بات سنتے ہی امیر کے ساتھہ محبت
کامل اور اُسکے دشمنونکو ندامت حاصل ہوئی تمکو وہ چلن اختیار کرنا چاہئے کہ
نیکنامی کے ساتھہ مشہور اور حاکم راضی اور رعیت مشکور ہو حق تعالی تمھارا
نگہبان اور دوست شاد دشمن پشیمان رہے زیادہ کیا لکھون **ایضاً**

برخوردار سعادت اطوار حفظ الٰہی مین رہو بعد دعا اور تمنائے دیدار کے
واضح ہو کہ خط تمھارا لکھا ہوا بارھوین ذیقعد کا پہنچا تمنے جو لکھا تھا کہ میان نور
شاہ صاحب تمھاری مسجد مین بیٹھہ رہنے کے ارادہ پر آئے اور تمنے ایک
حجرہ مسجد کا خالی کر دیا لیکن دس دن کے بعد کملی گٹھری چھوڑ کے کہین چلتے ہوئے
کہ اب تک انکا نشان اور پتا نہین ملتا سو دریافت ہوا ہمنے پہلے ہی لکھا تھا کہ انکا
ظرف ایسا نہین معلوم ہوتا کہ اسطرح پانؤن توڑ کر مسجد مین بیٹھہ رہین چنانچہ
ویسا ہی اتفاق ہوا حقیقت یہہ ہے کہ قناعت اور توکل بہت مشکل اور بڑا کڑوا
گھونٹ ہے کہ اُسسے دم گھٹتا ہے شربت کا جام نہین کہ کوئی حریص غٹ غٹا کے
ایکبارگی چڑھا جاوے دیکھو تو کیا خوب الزام دیا ایک کتے نے کسی بوالہوس
کو **لطیفہ** ایک فقیر خدا پر توکل کر کے کسی پہاڑ پر جا بیٹھا رزاق مطلق نے
غیب سے کچھہ رزق اسنے بھیجدیا تھا اتفاقاً ایکدن اور ایک رات کچھہ نہ پایا فقیر
آٹھہ ہی پہر کی بھوک سے گھبرا کر پہاڑ پر سے اُتر آیا اور ایک یہودی کے دروازے
پر جا کر سوال کیا صاحب خانہ نے تین روٹیان بھیجدین فقیر وہ روٹیان لیکر پہاڑ
کی پھر چلا اس گھر کے کتے نے پیچھا لیا اور بھونکنا شروع کیا فقیر نے ایک روٹی
اسکے آگے پھینکدی اور آگے چلا کتا وہ روٹی کھا کر پھر پیچھے دوڑا فقیر دوسری روٹی دیکھ

آگے بڑھا کتا وہ بھی کھا کر پھر پہنچا تب فقیر تیسری روٹی بھی پھینک کر بھاگا لیکن کتے نے دامن کو تک نہ چھوڑا فقیر نے کہا ای بیحیا تجھے شرم نہین آتی کہ آٹھوین پہر مجھے یہہ روٹیان تیرے مالک کے گھر سے آئین وہ سب تو نے ہی کھائین پھر اب میرے پاس کیا ہی جو تو ساتھہ لگا چلا آتا ہی اور کیون ناحق پھاڑکھاتا ہی کتے نے جواب دیا ای پارسا شرم تو تجھے چاھئے ذرا غور کر کہ مین کئی برس سے اس یہودی کے گھر رہتا ہون جو ملتا ہی اسی پر قناعت کرتا ہون اور کہین نہین جاتا تو خدا کے دروازے پر بیٹھہ رہا تھا لیکن آٹھہ پہر مین بھوک سے اتنا گھبرایا کہ یہودی کے دروازے پر چلا آیا اب تو ہی انصاف کر کہ بیحیا کون ہی سوچنے کی بات ہی کہ جو مخلوق اپنے خالق کو یون بھول جائے وہ حیوان کا الزام کیون نہ اٹھائے شاہ جی کی ملی تسبیح گو ڈاری بوریا جو کچھہ ہوا تکے گھر بھیج دو کیونکہ اب وہ نہ تمھارے پاس آئینگے نہ اپنا منہہ دکھائینگے فقط **رقعہ**

فرزند میرے خوش رہو بعد دعاے کامیابی دارین کے معلوم ہو کہ تمھین امیراور حاکمونکی دربارداری اور انکی خدمت مین حاضر باشی کا اتفاق بہت پڑتا ہی اس واسطے لکھا جاتا ہی کہ ایسی باتونکے واسطے علم مجلس ضرور درکار ہی اور یہہ امر حاصل نہین ہوتا جبتک کہ انسان ہر فن سے ماہر نہین ہوتا جس فن کا تذکرہ آجائے تو اسمین موافق اپنی آگاہی اور واقفیت کے معقولیت اور شتاب کے ساتھہ ایسی گفتگو کرے کہ سننے والے بہت دل لگا کر سنین اور پسند کرین اور بداخلت ایسی بات مین چاھئے جسمین آپکو دخل ہو نہین تو مفت ندامت اور رسوائی ہوتی ہی چنانچہ یہہ لطیفہ ان دو باتونسے خبر دیتے ہین فقط **لطیفہ** ایک درویش کسی سے بولتا چالتا نتھا ایکدن اکبر بادشاہ مع شیخ ابوالفیض فیضی اور شیخ ابوالفضل وغیرہ ارکان دولت کے اسکے پاس گئے مصاحبون نے آپسمین طرح طرح کی گفتگو شروع کی مگر درویش چپکا

بیٹھا تھا فیضی نے کہا کہ شاہ صاحب بادشاہ آپکے ارشاد کے مشتاق ہین حضرت بھی
زبان مبارک سے کچھہ فرمائین تب درویش نے کہا کہ بحیرۂ سکندر جل کر ہین اور بحیرہ
سے کربل کے میدان مین کانچ پڑی ہو یعنے ای وزیر سکندر ذو القرنین اور یزید سے
کربلا مین کیا لڑائی پڑی تھی بس فیضی تو ایک علامۂ عصر تھا کہنے لگا کہ سبحان اللہ قطع نظر
اور کلمات کے حضرت کو علم تواریخ مین کتنی بڑی مداخلت اور شین قاف کتنا خوب
درست ہے بادشاہ تو آزردہ ہوکر اُٹھہ کھڑے ہوے اور درویش کی بے علمی اس کے
بات کرنیسے ظاہر ہوگئی اگر زبان نہ کھولتا تو راز ڈھنکا رہتا

**لطیفہ**

ایک شاعر نے کسی امیر بخیل کے پاس جاکر کہا کہ تو نے کچھہ مال محتاجون کیواسطے نکالا ہے
اسمین سے مجھے بھی کچھہ دے کہ مین محتاج ہون امیر نے کہا کہ وہ مال صرف اندھون
کے واسطے نکالا گیا ہے شاعر نے کہا کہ اس صورت مین تنہا مین ہی مستحق ہون کس
واسطے کہ حقیقت مین مین اندھا ہون اگر اندھا نہوتا تو خدا کا دروازہ چھوڑکر
تیرے در پر کیون آتا امیر کو یہہ کلام پسند آیا اور وہ مال سب اسکو دلوا دیا دیکھو
وہ درویش جو جاہل تھا تو اُسے اسکی گفتگو نے خفیف کیا اور یہہ شاعر جو عاقل و
قابل تھا تو اسکی تقریر نے امیر کو شرما دیا دانشمند کیواسطے ایک اشارت کافی ہے

**ایضاً** نور چشم میرے دربارون اور مجلسونکے واسطے حاضر جوابی بہت ضرور
ہے یعنے ہر بات کا جواب بہت چست اور درست دینا چاہیئے اور یہہ بات ہر شخص
کو حاصل نہین ہوتی نہ علم اور کمال ہی پر موقوف ہے بلکہ اسکے واسطے ذہن اور
ذکا اور عقل رسا درکار ہے چنانچہ طبیعت کی رسائی اور نارسائی کا حال ان
دو لطیفون سے واضح ہو سکتا ہے **لطیفہ** کسی بادشاہ نے ایک عالم کو بلوایا اور یہہ
بھی لکھا کہ جو آپ کو فرصت نہو تو کوئی شاگرد ہی اپنا روانہ کیجیئے انھون نے ایک
طالب علم بھیجدیا اور چلتے دم سمجھا دیا کہ بادشاہونکے دربار مین نرم گفتاری او

شیرین کلامی ضروری ہی طالب علم دربار مین حاضر ہوا اور بادشاہ نے پوچھا
کہ تمھارے اُستاد کے یہان کس کس علم کا درس جاری ہی جواب دیا روئی ریشم
مخمل پوچھا کہ اوقات کسطرح بسر ہوتی ہی جواب دیا لڈو پیڑا برفی بادشاہ نے
ان جوابونسے متحیر ہوکر فرمایا کہ شاید اس شخص کو مالیخولیا کی بیماری ہوگئی ناچار عالم
کو یہہ سارا ماجرا لکھکر رخصت کردیا عالم نے جو سبب ایسی بات چیت کرنیکا پوچھا
تو کہا کہ آپنے نرم اور شیرین کلام کرنے کا حکم دیا تھا سو مین نے ریشم اور روئی
اور مخمل سے زیادہ نرمی اور لڈو اور پیڑا اور برفی سے زیادہ شیرین اور کسی
چیز مین نپائی اسواسطے ایسا کلام کیا **لطیفہ** ایک جاہل نے پیغمبری کا دعوی
کیا بادشاہ نے اُسے پکڑ بلایا اور پوچھا کہ تو جو پیغمبری کا دعوی کرتا ہی تو معجزہ کیا
دکھلاتا ہی کہا دلکی بات بتادیتا ہون بادشاہ نے پوچھا کہ اسوقت میرے دلمین
کیا ہی کہا کہ اسوقت آپکے دلمین یہی ہی کہ مین بالکل جھوٹا ہون فرمایا کہ پھر ایسا
دعوی کیون کیا کہا کہ جو دعوی نہ کرتا تو حاکم تک کسطرح پہنچتا بادشاہ اُسکے جوابون
سے بہت خوش ہوئے اُسے خلعت اور انعام دیکر رفاقت مین نوکر رکھلیا دوراندیش
کے لئے اتنا ہی لکھنا کفایت کرتا ہی **واضح ہو** کہ تلازمہ صنعت مین داخل
ہی اور تلازمہ اس صنعت کا نام ہی کہ کسی چیز کو فرض کر کے اسکے سارے یا بعضے لوازم
کو دوسرے مطلب مین ادا کرین اور یہہ ادا کرنا ایسی خوبصورتی اور خوشنمائی کے ساتھ
ہو کہ اگر دوسرا نہ واقف ہو تو یہہ نجانے کوئی لفظ اس لوازم کا بے محل اور بیمعنی واقع
ہوا اسکی مثال مین تین رقعے لکھے جاتے ہین **رقعہ قرأت کے تلازمہ مین**
حافظ صاحب کرم فرما میرے زیادہ ہون الطاف آپکے بعد شوق ملاقات مسرت
آیات کے کہ اسکی تمنا مین موئے آتشدیدہ کی طرح پژمردہ رہتا ہون گذارش یہہ ہی
کہ آج خدمت مین حاضر ہونیکا عزم بالجزم تھا لیکن واقعہ عجیب یہہ پیش آیا کہ قاری

محمد حسن صاحب کے انتقال سے جلسہ کا جلسہ درہم برہم اور سارا مدرسہ زیر او زبر ہو گیا اسی سبب سے متوقف ہو کر صحیفہ معذرت ارسال کیا چاہتا تھا کہ حافظ محمد شاکر صاحب ایک جلد کلام مجید لکھنؤ کے چھاپہ کی آپکے پاس سے لائے سبحان اللہ جیسا کلام اللہ مین چاہتا تھا ویسا ہی میسر ہوا اگرچہ حافظ محمد یٰسین صاحب بمبئی کے چھاپہ کی تعریف بہت مد اور شد کے ساتھہ کرتے تھے لیکن اسکے خط کو اسکے خط کے ساتھہ مطلق مناسبت نہین ہے اب مجھے وقف کرنا چند جلد ونکا منظور ہے سوداگر کا اگر چند روز ٹھہراو ہو تو ویسا ہی مطلع فرمائیے الٰہی طبع عالی ہمیشہ مصحف کی تلاوت کی طرف مائل اور دست آرزو گردن مقصود کے ساتھہ حمایل رہے والسلام

رقعہ شطرنج کے تلازمہ مین شہسوار میدان صفوت وصفا زینت افزاے بساط محبت و لا سلامت بندہ حرارت قلب کے عارضہ سے تو حیران اور ششدر رہتا ہی تھا اب ضعف دماغ کی بیماری نے اور بھی عاجز اور زچ کر دیا ہے ہر دم یہی سوچ اور منصوبہ رہتا تھا کہ کدہر جاؤن اور کونسی ایسی چال چلون کہ یہہ عارضہ بڑھنے نپاوے بارے انہی دنون حکیم شاہرخ مرزا صاحب اس شہر مین وارد ہوے تعریف انکی اور سادگی مزاج کی بہت سنی جاتی ہے کہ اُسکے نزدیک بادشاہ اور وزیر اور فقیر اور مسکین اور امیر فیل نشین دونون برابر ہین مریضون کی خبرگیری کیواسطے صبح سے پہر گئے تک بارہ دری مین شطرنجی بچھائے بیٹھے رہتے ہین یون تو حیات ممات پر کسیکا اختیار نہین ہے اور زہر مہرہ اور شربت انار اور خطمی خبازی کون طبیب نہین جانتا لیکن دست شفا بھی رکھتے ہین اور عطار ونکو بیمار ون کا مال مار لینے اور اپنی منفعت اور خورد برد کیواسطے گران چیز بیچنے کی اجازت نہین دیتے اسواسطے چاہتا ہون کہ انکی خدمت مین رجوع لاؤن لیکن مکان انکا فاصلہ پر ہے پیادہ پا نہین جا سکتا اگر کسیطرحکا ہرج نہو تو صبح کو گھوڑا پالکی

بھیجدیا کیجئے اور جو کچھ تامل ہو تو یار شاطر ہو نہ بار خاطر بمہت نہین ہرا ہون یون بھی جا سکتا ہون نہین تو لالہ اندرجیت چودھری یا مظفر زین والے کی گاڑی کرایہ کو منگا لیا کرونگا فقط

**رقعہ کنجفہ کے تلازمہ مین**

آفتاب سپہر قدردانی سرتاج اہل سخن و معانی سلامت چنگیز خان افغان ساکن رحمت گنج اور خالق علی اپنے بھائی او شمشیر غلام کو ساتھ لیکر پیروز علی کی برات مین گئے جب نوشہ کو نہلا یا اور جیدکپڑا اتار کر سرخ لباس شاہانہ پہنایا تب وہ غلام بد معاش بد قماش چالاکی کرکے اتارے ہوئے کپڑونکو بغل مین دابکر کہین چلا گیا ہر چند کہ چور کی تلاش ہوئی مگر سر دست ہاتھ نہ آیا جب کھانا تقسیم ہوا اور خان مذکور نے کھانا کھا کر رومال اور خلال کیواسطے اس بیجیا کو تلاش کیا اور دستیاب نہ ہوا تب بوجھ گئے کہ نوشہ کے کپڑے وہی بدذات لیگیا یہہ دریافت ہوتے ہی دونون بھائیونکے چھکے چھوٹ گئے سب تراش خراش چین بھولی کہ اس چور نے ہماری عزت خاک مین ملادی بیچارے ندامت کے مارے اپنے گھر چلے آئے اب سنا جاتا ہے کہ وہ نمک حرام مغلپورہ مین کہ آپ کی تحصیلداری کا علاقہ ہے نادری خانم نامی ایک خانگی کے گھر مین چھپا بیٹھا اسواسطے یہہ نیاز نامہ معہ اسکے حلیہ کے کہ علحدہ ورق پر لکھا ہے خدمت مین بھیجکر تکلیف دیتا ہون کہ اسکو جلد گرفتار کرکے ادھر کو روانہ فرمائیے زیادہ نیاز

**تخفی نرہے** کہ امرا اور حکام کی ثنا اور صفت کا انداز تو اس کتاب کے دیباچہ سے معلوم ہوگیا لیکن اگر باغ اور مکان کی تعریف منظور ہو تو اسکے لکھنے کا طور یہہ ہے

**تاج گنج کے روضہ کی تعریف** آج قلم کا دماغ پھولونکی خوشبو سے معطر ہے کاغذ کا صفحہ آنکھہ کی سفیدی کی طرح منور ہے نظر کا ڈورا رگ گل کے طور پر رنگین ہے

نگاہ کا تار رشتہ گلدستہ کے مانند بہار ین کی کسواسطے کہ مجھے ایک باغ اور
مکان کی صفت لکھنی منظور ہی جسکی سیرسے چشم مردم مین نور ہی اسکے صحن اور
دالان مین خدا کی قدرت کا گل کھلا ہی چمن اور میدان مین صانع کی صنعت کا
تماشا ہی وہ کون مکان اور کیسا گلستان جو شاہجہان ایسے بادشاہ عالیجاہ
کا قیام گاہ ہی کون قصر اور کیسا ایوان جو جناب عالیہ بادشاہ بیگم کا آرام
گاہ ہی جسجگہہ یہہ دونون آفتاب ماہتاب سوتے ہین چاند اور سورج ذرات
اس زمین کے نثار ہوتے تھے تاج بی بی کا روضہ جہان مین مشہور رہے اور زہر چمن
اسکا جنت کی خوشبو سے معمور ہی اکبر آباد کیا بلکہ سارے ہندوستان کی
اس مکان سے عزت ہوئی ہی ہندوستان کیا بلکہ تمام روے زمین کی اس سے
زینت ہوئی اس چمن کی ہوا نے جو کلیونکی بو باس سے خیال کے دماغ کو معطر
کردیا تو باغ کی فضا نے نگاہ کے دامن کو گلچین کے دامن کی طرح پھولون
سے بھر دیا سبحان اللہ کیا روضہ ہی کہ رضوان جسکے لطف اور لطافت سے
راضی اور خوشنود ہی بارک اللہ کیا باغ ہی جسمین بہشت کی ہر نعمت موجود ہے
سورج اس باغ کا ایک زرد آلو ہی چاند اس چمن کا گل شبو ہی پہلے دروازے
کی بلندی دیکھنے کو جو آسمان گردن اوپر اٹھائے تو اسکو آفتاب کی پگڑی
سنبھالنی مشکل ہو جائی دونون بازو کی سیر سے محراب کی چوٹی تک کلام مجید کا
سورہ چوب قلم سے جو لکھا ہی عقل اس طلسمات سے حیران ہی کہ ہر حرف جیسا
نزدیک سے نظر آتا ہی ویسا ہی دور سے دکھائی دیتا ہی اس فن کے مبصر
انصاف سے دیکھین کہ یہہ بات کیسی مشکل اور کسطرحکی تقسیم کامل ہی سنگ مرمر پر سنگ
موسی کی پچکاری کہئے یا آنکھہ کی سفیدی پر پتلیونکی سیاہی کی نمود داری سرف
بابن کافوری کی قرص پر مشک کے دانے پڑے ہین لفظ ہین یا ہیرے کی تختی پر

نیلم کے نگین جڑے ہین یعنائے آسمان کی طرف تعجب کا ہا تھہ اٹھائے ہے
کہ یہہ خم دیکھئے اور اس بارگاہ کے ساتھہ ہمسری کا دعوی اور دم دیکھئے
محراب کا خم ابروسے اشارہ کر رہا ہے کہ اندر جا کر ذرا بہار کا عالم دیکھئے
نہین نہین بلکہ غلطی ہوئی مجھسے کہ محراب کا اشارہ یہہ ہے کہ پہلے حواس کو
یہان طاق پر رکھہ جائیے تب آگے قدم بڑھائیے پس جو ادھر جو کھٹ
نانگھنی کی عزیمت ہوئی تو ادھر عقل اور حکمت رخصت ہوئی سیرت
سیر ہونا تو نگاہی کے ہاتھہ ہے لیکن حیرت یہان ہر قدم ساتھہ ہے سب
کے پہلے بہار کے عملدار بڑی شوکت اور شان کے ساتھہ نظر پڑتے ہین
یعنے دو رویہ سرو کے درخت نیک بخت جوانو کی طرح حسن کے جوبن
سے اکڑتے ہین زمرد کے جھاڑ کی کیا حقیقت ہے جو اسکے ساتھہ تشبیہہ دون
مگر ہان لکھون تو یون لکھون کہ اچھے اچھے سبزپوش معشوق ہر قطار مین کھڑے
ہو کر ناز اور انداز سے انگڑائیان لے رہے ہین یا غلمان بہشت سے آکر
آسمان کو اس باغ کی خوبیون کی خبر دے رہے ہین نشو نما جو ہر چیز کو بڑہاتی
ہے شاید سرو ہی کے لباس مین کمر بستہ یہان آتی ہے یا آب و ہوا کی لطافت
سے سرو کے پردے مین آپ ہی بڑھی جاتی ہے دونون قطار کے درمیان جو
ایک حوض زمین دوز اور طویل ہے گویا فی سبیل اللہ سبیل ہے صاف پانی
سے بھرا ہوا ہے اسمین ہر سرو کے مقابل ایک ایک فوارہ چھوٹ رہی
ادھر سرو نے زمرد کے فوارے کا نقشہ اڑا لیا ادھر پانی کے فوارے نے ہیرے کو پانی
کر کے بہا دیا بعد اُسکے ایک مربع حوض جو بہت ستھرا ہے نہایت خوبصورت
اور خوشنما ہے آئینہ اُسے دیکھکر حیرت مین آتا ہے نگاہ کا قدم پھسلا جاتا ہے
بہشت کی نہر اسکا خزانہ ہے آئینہ اسکا آبدار خانہ ہے بلکہ آئینہ مین یہہ پانی

کہان اور وہ موجونکی سلسلہ جنبانی کہان پانی اس کا دودہ سے زیادہ مصفّا ہے
برف سے زیادہ ٹھنڈا ہی جو نہ جو شیر خشت ہوجائے تو رواہی نہر جو یخ
در بہشت بنجائے تو بجا ہی نازنین معشوق اسکے گرد بیٹھے ہین اپنا منہہ اس
آئینہ مین دیکھتے ہین انکے عکس سے صاف آشکارا ہی کہ پری کو شیشہ مین
اُتارا ہی چارونطرف سے فوارے چھوٹتے ہین گویا آسمان سے تارے ٹوٹتے
ہین پانی کے زمین پانی کا درخت نکلنا اور پانی ہی کے پھل پھول سے پھولنا
پھلنا خدا کی قدرت ہی آئینہ کے چشمہ سے موج کا کھڑے ہوکر چلنا اور ہوا
کے ساتھہ زور کرکے اچھلنا عجب حکمت ہی عقل نے جب فکر کے دریا مین غوطہ
لگایا تو روضہ کے ادھر حوض کے واقع ہونیکا سبب یون سمجھہ مین آیا کہ
نگاہ پہلے اسمین نہاکر پاک ہولے تب روضہ کے طواف کی آرزو کرے
اور ناطقہ پہلے اسکے پانی سے کلیان کرکے منہہ صاف کرلے تب بہار کی صفت
مین گفتگو کرے اس حوض کی یاد مین دریا کی پسلی پھڑکتی ہی سینہ مین آگ
بھڑکتی ہی جوش کھاکر دیکھنے آتا ہی مگر دیوار سے سر ٹکراکر پھر جاتا ہی
جسطرف آنکھہ اٹھایئے اور جدھر خیال دوڑایئے بیلا چنبیلی موگرا مونتیا
جوہی کیتکی کیوڑا گلاب سدا بہار گیندا داؤدی گل عباس گل مہندی
نازبو گل زنبق گل رعنا گل فرنگ گل چاندنی شبّو گلغا سیوتی دوپہری
سورج مکھی لالہ نافرمان سوسن ہزار زبان نرگس حیران قسم قسم رنگ رنگ
کے پھول رہے ہین پیاری پیاری سہانے درختون پر صبح و شام کی دھوپ
چھانہہ کا عالم پتون پر شبنم طراوت اور نم ڈالیون پر چڑیون کا غل پرندونکی
آپسمین چھیڑ چہل نوجوانونکی غول ہم جولیونکی ہنسی اور ٹھٹھول کہین گل کے
قہقہے کہین بلبل کے چہچہے ہین مور ادھر شور کرتا ہی ادھر مستونکا جنون

زور کرتا ہی کویل وہان کوک اٹھتی ہی یہان سینون مین ہوک اٹھتی ہی
پپہیا جو وہان بولا پی کہان تو پھر یہان بدن مین جی کہان دہیڑ کی ادھر نئی
نئی طور پر دھن ہی ادھر حیات کے جامہ کی ادھیڑ بن ہی طوطی کی جو
بات ہی گویا نبات ہی مینا گو شیرین کلامی سے کلام ہی ناکا مونکا کام
ہی تمام ہی جگنو کا چمکنا باغ کا مہکنا دونون وقت کا ملنا شبو کا کھلنا
سنبل کا بال بکھیرنا مچھلیون کا حوض مین تیرنا ہوا کا چلنا دل کا مچلنا سبزے
کا لہلہانا چڑیون کا چہچہانا پرندونکا جھولنا شفق کا پھولنا گلزار حیال کا
تماشا دکھانا ہے یہہ سما دیکھکر کوئی پھول سا پھولا نہین سماتا کوئی بوے گل
کی طرح گریبان پھاڑکر نکلا جاتا ہی بیلا بے لاگ دلکو کھینچتا ہی چنبیلی کی البیلی
وضع پر روح شیفتہ ہی مہندی کی ٹٹیون پر چاندنی لوٹ پوٹ ہی جسکی ہوا
سے چاند کے جگر مین داغ اور دل پر چوٹ ہی عشق پیچہ جو عاشق کی طرح
پیچ و تاب کھاتا ہی تو لجالو شرمیلی معشوق کے طور پر سایہ سے شرماتا ہی
لالہ لعل سے بہتر سبزہ زمرد کا ہمسر کیارونکے کنارے کی ہری دوب کاشانی
مخمل سے زیادہ خوب اور مرغوب درختونکے تھالے ہین یا دودہ کے
بھرے ہوئے پیالے ہین آبشار ہی یا آئینہ پشت بدلوار ہی پانی کی چادر پر
جو نقش و نگار ہی قلم قدرت کا یادگار ہی نہر کی جو ایسی اٹھکھیلیون کی
چال ہو تو دل کیونکر نہ پایمال ہو مہتاب سرو کے ساتھ ہم آغوش ہی یا
کوئی جوان سبزہ رنگ بادلہ پوش ہی گلنار کو دیکھکر لعل انگارون پر لوٹتا
ہی سبزہ کے رشک سے زمرد زہر کھاتا ہی یہہ لالے ہین یا آتش کے پرکالے
ہین جسکے دیکھنے سے جینے کے لالے پڑتے ہین اور دل ہی دل مین داغ
بڑھتے ہین چاندنی نے سبزی مین کھیت کیا ہی یا سبز مخمل پر نقش کرکے

چھڑک دیا ہے کلغی کو قلم کرکے ایسا برابر کیا ہے کہ اسکے پتے اور پھولونسے
گویا سبز اور سرخ بوٹیون کا قالیچہ بچھا دیا ہے مولسری کی جو بھینی بھینی خوشبو
ہے تو صبا کو اسی کی جستجو ہے یہہ ہار سنگھار کی گلکاریان ہین یا آگ کی
چنگاریان ہین بیر بھوٹیان رنگینی ہین یا یاقوت کا خون بہہ چلا لالہ زار چمن
مین کھلا یا چنار سے شعلہ نکل پڑا اگر آب و ہوا کی لطافت یہی ہے تو موتی صدف
مین کھل کر کلیون کا رُوپ دکھلائیگا اور مچھلی کا کانٹا سر سبز ہو جائیگا میوونکا
نام زبان پر آیا اور چلاونکے منہہ مین پانی بھر آیا کولا سنگترہ نارنگی چکوترہ
نارنگی لیمو زردالو شفتالو انار سیب بہی انگور انناس ناشپاتی کیلا آڑو
بیر کمرکھہ شریفہ خرما پستہ بادام ناریل چرونجی لونگ مرچ الایچی کٹھل
بڑھل آنبہ املی جامن سہلینہ امرود شہتوت پونڈا کھرنی کروندا کوئی
ایسا پھل نہین جو اُس باغ مین نہوتا ہو اور ساگ ترکاری سے لیکر جڑی
بوٹی تک کوئی ایسی شی نہین جسے باغبان نبوتا ہو کہین کولے سنگترہ کا چمن
کا چمن آگ بھبوکا ہو گیا کہین فالسے کی رنگت سے زمین کا دامن اودا ہو گیا سیب سے
آسیب کی زحمت دفع ہو جاتی ہے بہی بدن مین فربہی لاتی ہے ناشپاتی سے روح
راحت پاتی ہے انار نے خلق کے منہہ یاقوت اور موتیونسے بھر دئے معشوقون
کے دانت کھٹے کر دئے اور میوہ یہان کا اخروٹ ہے جسپر ستارونکا دل لوٹ
پوٹ ہے آسمان دن رات سو سو طرح تاک جھانک مین رہا تب انگور کے ٹٹے
سے ایک خوشہ پروین کا کچا لے بھاگا سو باوصف اس پختہ کاری کے اب تک
پکا نہ سکا کیلا یہان ایک ایک گود مین ہزار ہزار پھلتا ہے ماہ نو آسمان پر وہان
اکیلا نکلتا ہے اس زمین کا اگر خربزہ یا سردا ہے پوست مین مغز اس کا
تر حلوا ہے ہندوانہ مرغ روح کا آشیانہ ہے جسمین موجود ایک ہی جگہہ آب

دانہ ہی شہتوت تمام عالم کا قوت انجیر بالکل شکر اور شیرا مرود حلوا بے دود انبہ معشوقون کے ہونٹون پر مہر خاموشی ہے کہ میرے سامنے شیرنی کا دعوی ناحق کوشی ہے دوات قلم کی زبان چوستی ہے گو یا نیشکر ٹھہرا یا قلم کاغذ کو چاٹتا ہے آپ چیونٹا بنا اور اسکو مصری بنایا مالی ڈالیان سرون پر لئے جا بجا کھڑے ہین انعام کے لیئے اڑے ہین کوئی پھولونکا ہار لاتا ہے کوئی گلدستہ دورسے دکھاتا ہے پھر جو روضہ نظر آیا تو وہ سماآنکھونمین سمایا کہ نہ دیدے نے خواب کی آنکھوںسے کبھی دیکھا نہ شنید نے خیال کے کانون سے کہین سنا الہی یہہ روضہ ہے یا خلد برین آسمان ہے یا سنہرا کلس ہے یا سورج کی کرن گنبد ہے یا نور کا مسکن قبرستان ہے یا روضہ رضوان مکان ہے یا جواہرات کی کان ہے جو پتھر ہے جواہرات سے بہتر ہے صبح نے مرمر کے ایسی صفائی پائی تب سنگ مرمر کی صورت بنائی سنگ موسیٰ کو شعلہ تجلی نے طور پر جلایا تب اس درگاہ کی صرف مین آیا کلس کا سایا دریا مین ایسا رہتا ہے جیسا برج آبی مین آفتاب حوض مین چاندا یسا نظر آتا ہے جیسا دریا مین حباب دیوار ہائین منہہ نظر آتا ہے گویا آئینہ ہے جلا کیا ہوا گنبد سے دماغ تازہ ہوتا ہے گویا قرابہ ہے گلاب سے بھرا ہوا صبح کی طبا شیرا سنرکاری کے صرف مین لائی گئی جوا بتک وہی نور کا عالم دکھاتی ہے رات کا مشک اور شفق کی زعفران پیسکر گارے مین ملائی گئی جو آج تک وہی خوشبو دماغ مین آتی ہے آفتاب کے ترنج کا عرق نچوڑ کے ماہتاب کے پیالے مین موتی کے آب سے ملایا تھا جو چونہ مین یہہ نور اور ایسی صفائی ہے بہشت کے کافور کو شفق کے ساتھہ آفتاب کی کھرل مین پیسکر صبح کے دامن مین چھانا تھا جو رنگ نے یہہ آب و تاب پائی ہے جالیونکی نزاکت مین

عقل کام نہین کرتی کہ پتھر کو موم کرکے بال کا قلم پار کر دیا یا خیال کا جلا سمجھکر
نگاہ کی نوک سے جیسا چاہا کام بنا لیا ہر ایک ہر ایک جالی مین وہ ملاحت
ہے کہ دیکھنے مین پنیر کی حالت ہے کاغذ کی وصلی پر حرفون کا ابھار بھی
معلوم ہی ہوتا ہے یہان تپھر پہ پتھر کی گلکاری ہے کا نہ جوڑ نظر آتا ہے
نہ پیوند اور جوڑ نہ کہین سے پست ہے نہ بلند پھر ہر قبر کا تعویذ کہی اصل
جنر ہے اسکی باریکیان سمجھنے کو نہ عقل کو ادراک ہے نہ ادراک کو تمیز
دیکھا چاہئے جب یہہ مکان تمامی کی چھت اور زری لیفت کے گنگا جمنی
پٹاپٹی کے پردے اور روپہری سنہری جڑاؤ مرصع کار مسہری سے
جو منقش اور موتیونکی جھالرون اور ہیرے زمرد وغیرہ جواہرات کے
آویزان سے بنا بنایا اور آراستہ اور الماس تراش کنول اور مردنگیان
اور جھاڑ فانوس قمقمے اور ہانڈیان اور دیوارگیریان اور قندیلون وغیرہ
شیشہ آلات سے سجا سجایا اور پیراستہ ہوگا اور کمخواب زربفت زر اور تمامی
اور مشجر کی چادرین چڑھا چڑھا کر انگیٹھیان اگر عود قماری اور مشک تاتاری
اور عنبر سارا کی سلگائی ہوگی جو تیرمان زمردی سنہری رو پہلی گرد سے
ہلاتی ہونگی تب کس اہل بصارت کی نظر ٹھہرتی ہوگی اور کس سے نگاہ کام
کرتی ہوگی بس کر شہید کہ اب لکھنے کی مت ہوس کر کلام طول ہوا جاتا ہے
حاکم کے حکم سے عدول ہوا جاتا ہے سحر بیانی تیری مشہور ہے تیرے قلم
کو ہر طرز کی تحریر کا زور اور مقدور ہے پر فرمایش سے مجبور ہے کہ رنگین
عبارت لکھنے کی اجازت نہین نہین تو مجھے کس طرز کی تحریر کی طاقت
نہین لیکن یہان بھی عجب کام کیا ہے کہ سادگی مین رنگینی کا رنگ دکھا
دیا ہے سو یہہ دوستونکی سیر کے لئے گلزار ہمیشہ بہار اور حاسدونکی نگاہون

یہن کھٹکتا ہوا خار ہے **دوسرا قاعدہ** واضح ہو کہ ہندوستان
میں شادی وغیرہ تقریبون کے رقعے کثرت سے تقسیم ہوتے ہین سیکڑون اور ہزارون کی
نوبت پہنچی یہانتک کہ اب تخفیف تصدیع کے واسطے اگر چھپوانا ممکن ہوتا ہی تو
چھپوا لیتے ہین اور سب جگہہ مسلمان اور ہندو دونون قوم میں یہہ رسم بہت
جاری ہے اسکو نویدکے رقعے کہتے ہین اور ابتک تو اکثر فارسی زبان مین لکھے
جاتے ہین لیکن اگر اردو مین لکھا چاہیے تو صورت اسکی یہہ ہے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ یا خدا کا شکر کہ اندنون برخوردار
سعادت اطوار سید فدا حسین طال عمرہ کی شادی
درپیش ہی چنانچہ رجب کی ستائیسوین تاریخ سانچق
اور اٹھائیسوین کی مہندی اور انتیسوین برات
کی تقریب سے ارباب نشاط کی رقص اور سرود کا جلسہ
قرار دیا گیا اسواسطے التماس ہی کہ تینون تاریخ
شام سے تشریف لاکر محفل کی زیب اور زینت
بڑھائیے اور مستدعی کو مرہون منت فرمائیے فقط

[illegible]

اور مکتب اور ختنہ وغیرہ تقریبون کے واسطے بھی اسی طرز سے لکھا جاتا ہے
فرق اسی قدر ہی کہ شادی کی جگہہ ختنہ خواہ مکتب لکھنے مین آتا ہی کہ اسطرح
کہ رجب کی ستائیسوین تاریخ ستہ پہر کے وقت یا تیسرے پہر یا صبح کیوقت
برخوردار فدا حسین طال عمرہ کا مکتب خواہ ختنہ ہی امیدوار ہون کہ تشریف

لاکر راقم کو سرفراز اور ممتاز فرمائیے اور اسطرح کے رقعے سرخ کاغذ پر اور
جس جس کو بلانا منظور ہوتا ہے اسکا نام رقعہ کی پشت پر اور اپنا نام عبارت کے
خاتمہ مین لکھکر اور کبھی لفافہ کرکے اسپر طرفین کے نام لکھکر تقسیم کرتے ہین اور
جو لوگ تھوڑے ہوتے ہین یا کچھ لوگ کسی کچہری مین خواہ اور جگہہ ایک جا ہوتے
ہین تو اکثر ایک بند کی پیشانی پر اسیطرح کی عبارت لکھکر اسکے نیچے چھوٹے چھوٹے
ما کھینچ کھینچکر ہر ایک کا نام درج کرکے بھیجدیتے ہین اور ہر ایک شخص اپنے اپنے
نام پر صاد کردیا کرتا ہے اور عرس وغیرہ تقریبات کے رقعے سادے کاغذ
پر ہوتے ہین عبارت اسکی بھی اسی طرز کی ہوتی ہے یعنے یہہ کہ فلانی تاریخ
مجلس متبرک میلاد شریف کی یا فلانے بزرگ کی عرس کی مجلس خواہ سماع کی محفل بندہ خانہ مین قرار پائی
قدم رنجہ فرماکر ثواب حاصل کیجئے فقط واضح ہو کہ آدمیکا خط و خال جیسے ہندوستانی سرکار مین
چہرہ اور سرکار کمپنی انگریز بہادر کی کچہری مین حلیہ کہتے ہین اکثر فارسی ہی مین لکھا جاتا ہے اور سرکار انگریز
بہادر کی عملداری مین اگرچہ اردو مین لکھتے ہین لیکن اس تحریر مین بھی حروف روابط کے سوا اکثر فارسی
کے الفاظ دیکھنے مین آئین اسواسطے خاص اردو مین اسکی تحریر کا طرز لکھدیا جاتا ہے حلیہ سانولا یا
گورا یا کالا یا گیہنوان رنگ پٹے خواہ زلفین یا سارے سر مین بھورے خواہ کالے یا سپید بال یا تمام سر منڈا ہوا
چوڑی خواہ تنگ پیشانی بوڑھا خواہ ادھیڑ یا شروع جوانی چھٹے یا چپٹی بھوین بڑی یا چھوٹی یا کرنجی یا
بھنگی آنکھین ایک آنکھ مین پھلی یا کانا جیسا ہو بڑے خواہ چھوٹے کان چھدے خواہ کنے دانت اونچی یا
چپٹی ناک گال یا ہونٹ پر جہان کہین ہو دو خواہ ایک تل ناک پر مسا کلے پر ٹھوڑی اگر یا جہان کہین ہو
گول یا کتابی چہرہ سبزہ آغاز یا مسین بھیگتی ہوئین داڑھی منڈا ہے مونچھین کترائے یا چار
ابرو کا صفا یا بالکل مونچھین رکھائے ہووے یا خشخاسی خط یا لمبی ڈاڑھی
سفید یا سیاہ خواہ وسمہ یا مہندی کا خضاب کئے ہوئے یا کھوسا یا ٹھنگنا
یا مجھولا یا لمبا ڈیل کوتاہ یا لمبی گردن موٹا خواہ دبلا بدن اور مثل اسکے جو شکل اور صورت کا نقشہ

ٹھیک ٹھیک دریافت ہو اردو زبان ہین ایسا لکھے جو سمجھہ مین آوے فقط

## چوتھا باب تحریر دستاویزات کی تعلیم مین

دستاویزون کے بیان مین جاننا چاہیئے کہ دو یا کئی شخصون کے درمیان مین جو کچھہ معاملہ ٹھہر کر کوئی کاغذ لکھا جاتا ہی اسکو وثیقہ اور دستاویز کہتے ہین اور اس زمانہ مین دستاویزونکے لکھے جانیکا بہت رواج ہی اور اکثر دستاویزین مروج ہین تفصیل انکے نامون کی یہہ ہی تمسک اقرارنامہ مچلکا بیعنامہ رہن نامہ ہبہ نامہ نکاح نامہ محضرنامہ مختارنامہ وکالت نامہ سرخط پٹہ قبولیت ضامنی عاریت نامہ امانت نامہ تملیک نامہ رسید قبض الوصول فارغخطی راضی نامہ صلح نامہ فیصلنامہ وصیت نامہ تقسیم نامہ

### تمسک

اس دستاویز کو کہتے ہین کہ کوئی کسی سے کچھہ روپیہ قرض لیکر دستاویز لکھدے قرض لینے والے کو مدیون اور قرضدار اور دینے والیکو دائن اور قرضخواہ کہتے ہین اور روپیہ کا دینے والا جو اپنا قرض مانگے تو اسکو تقاضہ اور لینے والا جو روپیہ دیدے تو اسکو ادا بولتے ہین اور صبح و شام کا وعدہ کرتا ہی تو اسکو لیت و لعل اور حیلہ اور حوالہ اور ٹال بال کہتے ہین

### مثال اسکی

اور نقشہ اسکے لکھنے کا اس طرح ہی

ہم کہ عبد اللہ قوم کے شیخ رہنے والے فرخ آباد محلہ مغلپورہ کے ہین جو ہم تین ہزار روپئے سکہ کلدار کہ آدھا اس کا پندرہ سو روپیہ ہوتا ہی لالہ گلاب رائے کشن چند مہاجنون کی کوٹھی سے دو برس کے وعدہ پر قرض لیکر اپنے تصرف مین لائے اسکا اقرار کرتے اور لکھے دیتے ہین کہ وہ روپیہ تمام اور کمال اصل معہ سود روپیہ سیکڑے کے حساب سے میعاد کے اندر ادا اور بیباق کردین

[illegible]

اور اگر کچھ روپیہ درمیان میں پہنچا دیں تو مہاجنوں سے اسکی رسید
لیں یا اس تمسک کی پشت پر وصول لکھدیں بدون اسکے
اظہار وصول کا باطل اور غیر مسموع ہوگا اسواسطے یہہ چند سطر بطریق
تمسک کی لکھدی کہ سند ہو اور ضرورت کے وقت کام آوے فقط
۲۲ اپریل ۱۸۵۱ء مطابق ۹ شہر جمادی الثانی ۱۲۶۷ ہجری

بندہ رمضان علی

العبد

اور کبھی بڑے آدمیوں کی طرف سے تمسک لکھنا پڑے تو نقشہ اس کی تحریر کا یہہ ہے

معنی یہہ ہے

کہ مبلغ پچاس ہزار روپے جو نصفی اس کا پچیس ہزار ہوتا ہے ساہ
بہاری لعل گوبند لعل مہاجنوں کی کوٹھی سے سرکار میں قرض لئے اور اسکے
وصول کے واسطے دو ہزار روپئے ماہواری کی قسط مقرر کردی گئی اسواسطے
لکھا جاتا ہے کہ مہاجنوں کا روپیہ اصل معہ سود روپیہ سیکڑے کے حساب سے جبتک
تمام اور کمال ادا او رہے باق نہو امام علی کارندہ متعینہ جاگیر علاقہ پرسا وغیرہ
دو ہزار روپئے کی قسط ہر مہینے میں پہنچاتا رہیگا کسی طرح کی وعدہ خلافی نہوگی
فقط

المبلغ

النصف منہ

وعدہ

گواہ شد امام علی

گواہ شد غلام حسین

المرقوم ۱۸ اٹھارہویں ماہ ذیحجہ سنہ ۱۲۶۷ ہجری مطابق چودھویں اکتوبر سنہ ۱۸۵۱ء

اقرارنامہ

**اقرار نامہ** اس دستاویز کو کہتے ہین کہ کوئی کسی بات کا قول اور اقرار
کرکے کاغذ اسکا لکھے اور اسکی شرایط کیواسطے کچھہ حد وحصر نہین ہی انواع اور
اقسام کے اقرار نامے ہوتے ہین نقشہ اسکا بعینہ مثل نقشہ تمسک کے ہی جو پہلے
لکھا گیا **مثال اسکی** مضمون کے ہم شہامت علی قوم کے سید رہنے والے
قصبہ ردولی متعلقہ دار السلطنۃ لکہنؤ کے ہین جو ہمنے پچیس روپئے بابت اجرت
تحریر کتاب شاہنامہ کی پیشگی کے طور پر منشی امیر محمد صاحب کی سرکار سے وصول
کئے اسصورت مین اقرار کرتے ہین کہ چار مہینے مین شاہنامہ نقل کرکے منشی صاحب کی
خدمت مین پہنچا دینگے اور جب ساری کتاب لکھکر پہنچا دین تب باقی اجرت تحریر
کی روپئے کے چار جزو کے حساب سے لینگے اور اگر نقل نہ کرسکین تو یہہ روپیہ پیشگی
کا اور کاغذ اور روشنائی اور شنجرف اور قلم بلا عذر منشی صاحب کو پھیر دینگے
اسواسطے یہہ اقرار نامہ لکھدیا کہ سند ہو اور وقت پر کام آوے المرقوم تاریخ
و ماہ فلان وسنہ فلان **مچلکا** مچلکے اور اقرار نامہ کا مضمون اور طرز
تحریر ایک ہی ہوتا ہی لیکن ان دونون مین فرق اسقدر ہی کہ اقرار نامہ کبھی حاکم کے سامنے
لکھا جاتا ہی جیسے اقرار نامہ بالثی وغیرہ اور مچلکا صرف حاکم ہی لکھاتا ہی **مثال
اسکی** ہم کہ زبر سنگھہ زمیندار لمبردار موضع سریان پرگنہ دلوار ضلع آگرہ کے ہین
جو ہمسے اور مسمی رام روپ زمیندار موضع بھدولی سے بابت سرحد اور سوانہ کے
تکرار اور نزاع چلی جاتی تھی اور اب ہنگامہ اور قضایا کے سببسے تھانہ دارنے
ہمکو صاحب مجسٹریٹ کے حضور مین چالان کیا اور حاکم ممدوح کی حضور سے حکم داخل
کرنے مچلکے کا صادر ہوا اسواسطے اقرار کرتے ہین کہ آئندہ کو کسیطرح کا قضیہ اور
فساد نہ کرینگے اگر کرین تو وہ سو روپئے جرمانہ داخل کرین اور مجرم سرکار کے ہون
المرقوم **بیعنامہ** اس دستاویز کو کہتے ہین کہ کسیکی چیز بیچنے کا اقرار بیچنے والے کی

طرف سے نام لینیوالیکے لکھا جاتا تھا اور زمانہ سلطنت اہل اسلام مین وہ ہمیشہ بایع کے اقرار سے قاضی کی
طرف سے لکھا جاتا تھا اور آجتک طریقہ بکثر لکھا جاتا ہے اور اسکو قبالہ بھی کہتے ہین اگرچہ قبالہ عربی مین دستاویز کو
کہتے ہین جیسے قبالہ بیع و قبالہ نکاح وغیرہ لیکن اب عوام خاص کر بیعنامہ ہی کو قبالہ کہتے ہین اور بیچنے والیکو بایع اور
لینے والیکو مشتری اور بکی ہوئی چیز کو مبیعہ اور قیمت کو ثمن بولتے ہین اور ایک
صورت بیع کی یہہ بھی ہوتی ہے کہ مثلاً کسی پر روپئے کی ڈگری عدالت سے ہوجائے
یا سرکار کی مالگذاری کا روپیہ کسی زمیندار پر باقی ہو اُسکے وصول کیواسطے حاکم اُسکی
جائداد کے بکنے کا حکم دیتا ہے اسکو نیلام کہتے ہین اور جو کوئی وہ جائداد خرید کرتا ہے
اسکو خریدار نیلام اور نیلام دار کہتے ہین اور سند اس بیع کی جو اسکو دیجاتی ہے اسکو
قبالہ نیلامی کہتے ہین بیعنامہ کی تحریر کا نقشہ بھی مثل تحریر نقشہ تمسک کے ہے

## مثال بیعنامہ کی

ہم کہ شریف خان ولد لطیف خان اور وزیر خان
ابن کبیر خان ذات کے پٹھان رہنے والے شہر آگرہ محلہ قاضی پورہ کے ہین جو ایک
منزل حویلی قاضی پورہ کے محلہ مین پختہ عمارت کی واقع ہے اور اندر اسکے ایک
دالان در دالان پچھم رخ کڑیون سے پٹا ہوا اور ہر دالان کی بغل مین ایک ایک کوٹھری
اور ایک دالان پورب رویہ کہ اسکے داہنے اور بائین طرف کو ایک ایک شہ نشین
اور اُتر طرف ایک دالان داہنی طرف ایک آبدار خانہ اور بائین جانب کو نیمین
پایخانہ اور دکھن کی طرف ایک سائبان جسکو باورچیخانہ کہتے ہین اور درمیان مین
صحن مربع کہ اُسکی زمین سنگرنگیں ہے اور پچھم طرف کی دالان کی چھت پر ایک کمرہ
انگریزی جسکی چارون طرف دروازہ کھڑکھڑیہ دار زنگاری رنگ کی ہین اور پورب کی
دالان کی چھت پر ایک بنگلہ کا ہی اور اسکے سامنے ایک چھوٹا سا پایخانہ بنا ہوا ہی اور
چارون حدین اس مکان کی اس تفصیل سے ہین

| شرقی | غربی |
| --- | --- |
| حد خانقاہ میان امام علی شاہ سے ملی ہے | حد مسجد شاہ معصوم سے متصل |

شمال
مسماۃ نوزن طوایف کی حویلی جنوب شیخ بدہو ترک سوار کا مکان

سو وہ مکان موروثی اور جدی ہم دونون مقرون کے قبضے ہین کہ ہم دونون چچیرے
بھائی ہین بلاشرکت کسی دوسرے شریک اور حصہ دار کے چلا آتا ہی ان دونون ہم
دونون نے اس مکان کو اپنی خوشی خاطر سے بدون اسباب کے کہ کسی نے ہم پر کچھ زور
اور ظلم اور جبر یا زبردستی کیا ہو پانچہزار روپئے پر کہ نصف اُسکا دو ہزار پانسو روپیہ
ہوتا ہی میرزا محمد بیگ ولد میرزا احمد بیگ قوم مغل رہنے والے شہر اور محلہ مذکورہ
کے ہاتھ بیچڈالا اور روپیہ مشتری موصوف سے دام دام بھر پایا اور مشتری کو اس
مکان پر قابض کرا دیا پس اولا بدلا جس کو شرع مین تقابض بدلین کہتے ہین
ہوگیا اور ہم اپنے ہوش حواس ہین اور عقل کی درستی کے ساتھ بغیر سکھائے اور بہکائے
شخص غیر کے یہہ قبالہ بیعنامہ لکھکر اقرار کرتے ہین کہ بعد اسکے ہمکو اور ہمارے وارثونکو
مشتری اور اسکے وارثون سے اس مکان کی بابت کبھی کچھہ دعوی نہوگا اگر ہم خواہ ہمارا
کوئی وارث مشتری یا اسکے کسی وارث پر کچھہ دعوی کرے تو جھوٹا ہو اور ہرگز سنا نہ
جائیگا اور اگر کوئی شریک خواہ حصہ دار ظاہر ہوکر اس مکان مین اپنے حصہ کا دعو
اٹھہ کھڑا ہو تو جوابدہی اسکی ہم بایعون کے ذمے ہے اور جب ایجاب اور قبول دونون طرف
سے عمل مین آیا تو بیع کی تکمیل اور صحت مین کوئی جگہہ کلام کی باقی نہ رہی اسواسطے یہہ قبالہ
بیعنامہ لکھکر معتمد لوگون کی گواہیون سے تکمیل کر دیا کہ ضرورت کیوقت سند
کامل ہو اور حاجت کے وقت کام آوے المرقوم بارہوین رمضان سنہ ۱۲ ہجری اور
قبالہ نیلامی کا نقشہ بھی اسی طرح کا ہی مگر عبارت کی تحریر مین البتہ فرق ہے

## قبالہ نیلامی کی مثال

واضح ہو کہ پہلی جنوری سنہ ۱۸۵ع
کو ایک منزل حویلی واقع محلہ نواب گنج من محلات بلدہ فیروزنگر محدود بحدود
مفصلہ ذیل شرقی غربی

جنوب ـــــــــــــــــــ شمال ـــــــــــــــــــ
ملکیت شیخ علی بخش مدعا علیہ کی بشیخ ضامن علی مدعی کی اجرائے ڈگری ہین کہ
مدعا علیہ مذکور کے نام محکمہ منصفی اوّل سے پہلی نومبر ۱۸۵۰ء کو صادر ہوئی تھی
موافق قانون ہفتم ۱۸۴۸ء کے نیلام ہوئی اور شیخ بیدار علی نے معرفت رحیم
بخش ملازم اپنے کے حق و مرافق مدعا علیہ مذکور کا جسقدر حویلی مذکور مین واقع
ہے عوض ایک سو پچہتر روپئے سکہ کمپنی کے خرید کیا اور خریداری اسکی اسی تاریخ
سے نافذ ہے المرقوم تاریخ سنہ اس دستاویز پر عامل نیلام اور حاکم محکمہ کے
دستخط اور مہر عدالت کی لازم ہے

## رہن نامہ

اس دستاویز کو کہتے ہین جس مین کسی چیز کے گرو کرنے کا حال کسیقدر روپئے کی
عوض مین لکھا ہوا ور زمیندار ونمین اسکے کئی طریق جاری ہین ایک یہہ کہ راہن
یعنے جسنے اپنی جائداد کو گرو کیا مرتہن کا یعنے جسنے گرو رکھا اس جائداد پر قبضہ
کرا دے اور اسکے محاصل پر تصرف کا اختیار دے تو ایسے رہن کو بھوک بندہک
کہتے ہین دوسری یہہ کہ راہن بعد گرو کرنے کے بھی آپہی اپنی جائداد پر قابض رہے
مگر دستاویز مین یہہ شرط لکھے کہ جبتک زر رہن ادا نہ ہوگا ہم اس جایداد کو
کہین دوسری جگہہ بیع خواہ رہن یا ہبہ نکرینگے ایسے رہن کو دشت بندہک کہتے ہین
اور کبھی یہہ اقرار ہوتا ہے کہ مرتہن اتنے عرصہ تک قابض رہکر کے بغیر لینے زر رہن
کے چھوڑ دے اسکو پٹ بندہک کہتے ہین اور ایک صورت رہن کی اور بھی ہوتی ہے
کہ کچھہ میعاد رہن کی مقرر کرکے یہہ شرط لکھین کہ مثلا دو برس کے اندر روپیہ ادا کرکے
نہ چھوڑالین تو شئی مرہونہ یعنے گروی چیز بیع ہو جائیگی اسکو بیع بالوفا اور پورب
مین کٹ قبالہ کہتے ہین جو زر رہن ادا کرکے چیز اپنی چھوڑا لیتے ہین تو اسکو فک
رہن اور انفکاک رہن بولتے ہین اسکی تحریر بھی مثل بیعنامہ کی ہوتی ہے فرق

اسی

اسی قدر ہے کہ بیعنامے مین بیع کے الفاظ اور مضمون لکھا جاتا ہے
رہن نامہ مین رہن کا مضمون ہوتا ہے **مثال اسکی** یہہ دستاویز بعینہ بیعنامہ
کے طور پر لکھی جاتی ہے فرق اسیقدر ہے کہ فروخت کی جگہہ رہن نامہ لکھا جاتا اور
رہن کے معاملہ مین جو شرطین ہوئی ہون وہ لکھہ دی جائین مثلاً باغ کی رہن مین
یون لکھا جائے کہ میوہ جات اور پھل پھول ترکاری وغیرہ جو کچھہ اسمین پیدا ہوتا ہے
سب مرتہن کو معاف کردیا جب ہم سب روپیہ رہن کا ادا کرین تب باغ اپنا
چھوڑا لین اور گانوٗن کی بابت اسطرح کی عبارت کہ منافع اور پیداوار جلکر
بنکر سب مرتہن کو حق حلال ہے جب زر رہن ادا کرین تب گانوٗن رہن سے چھوٹ
جائے اور فک رہن کے وقت نہ ہمکو دعویٰ واصلات کا مرتہن سے نہ مرتہن کو زر
رہن کے سود کا مطالب ہمسے ہوگا لکھنے چاہیئے اگر اسطرح کی شرط ٹھہر گئی ہو نہین تو
جو شرط ہوئی ہووے لکھی جائیگی فقط

## ہبہ نامہ

اس دستاویز کو کہتے ہین جسمین کسی کی طرف سے کسیکے نام کسی چیز کے بخشدینے کا
حال لکھا جائے اسکی دو صورتین ہین اگر یونہین بدون لینے عوض کے بخشا ہو تو
صرف ہبہ کہتے ہین اور اگر کچھہ عوض لیکر بخشا ہو تو ہبہ بالعوض کہلاتا ہے اور
بھاکھا مین ہبہ کو دان کہتے ہین اسی سبب سے اس زبان مین ہبہ نامے کو دان پتر
بولتے ہین صورت اسکی بھی مثل صورت بیعنامہ کی ہے صرف بیع اور ہبہ لفظون
مین فرق ہوتا ہے **مثال اسکی** اس تحریر کی صورت بھی بجنسہ بیعنامہ اور
رہن نامہ کی صورت ہے صرف اتنا فرق ہے کہ بیع اور رہن کی جگہہ ہبہ اور
بخشش کا لفظ لکھا جاتا ہے یعنے اگر واہب نے موہوب لہ سے کچھہ لیکر ہبہ کیا تو
یون لکھنے کا دستور ہے کہ ہمنے موہوب لہ سے ایک جلد کلام اللہ خواہ ایک قبضہ
شمشیر یا پچاس روپئے نقد لیکر یہہ باغ یا گانوٗن خواہ مکان ہبہ بالعوض کردیا

اور اگر کچھہ نہ لیا ہو تو صرف ہبہ اور بخشش کردیا لکھینگے باقی حد حدود اور قبض اور دخل وغیرہ الفاظ اور عبارت اسیطرح لکھنی چاہیئے جو بیعنامہ کی مثال مین لکھی گئی فقط **نکاح نامہ** جس دستاویز مین صورت نکاح اور تعین مہر کا حال لکھا جائے اسکو نکاح نامہ یا کابین نامہ یا مہر نامہ بولتے ہین دولہ کو ناکح اور دولہن کو منکوحہ لکھتے ہین نقشہ اسکا بھی اسیطرحکا ہے **مثال اسکی**

شکر بیحد اس قاضی الحاجات کو زیبا ہے جسنے گمراہونکو ایمان کی راہ بتائی اور حرام حلال کی بات سکھائی اور صاف صاف حرام سے اجتناب کرنیکا حکم دیکر دو دو تین تین چار چار نکاح کی اجازت اور جو عدل نہ کر سکے اسکو ایک ہی نکاح کی رخصت دی اور ہزارون درود اور سلام اس پیغمبر عادل پر جسنے امت کو خدا کا حکم بجالانے اور حرام سے بچانیکے واسطے یون تاکید فرمائی کہ نکاح میری سنت ہے جو میری سنت سے پھرے اور منحرف ہو وہ میرا نہین ہے اسواسطے بندۂ ضعیف محمد رشید ولد محمد سعید دار الخلافہ شاہجہان آباد کا رہنے والا حال وارد شاہجہانپور کا اقرار کرتا ہے کہ مین نے اپنی رضا و رغبت اور ثبات عقل اور ہوش و حواس کی درستی سے مسماۃ حمیدہ خانم عرف گوہر بانو مسمٰی مرزا خورم کی بیٹی کے ساتھہ سید معصوم علی کی وکیل کی وکالت سے کہ اسکی وکالت پر مولوی دلیل اللہ اور مولوی خلیل اللہ دو گواہون نے قاضی شرع کے روبرو گواہی دی پچاس ہزار روپئے اور ایک سو ایک اشرفی کا مہر مقرر کرکے نکاح کردیا اور یہہ عقد صحیح شرعی نہ خفیہ اور کتمان کے طور پر بلکہ شہرت اور اعلان کے ساتھہ واقع ہوا اور مجلس عام مین جہان شہر کے بہت سے روسائے عظام اور مشائخ کرام حاضر اور موجود تھے بس تمام ہوا ایجاب اور قبول حاضرین مجلس کے روبرو اسواسطے یہہ وثیقہ نکاحنامہ لکھکر حضار محفل کی گواہیون سے تکمیل اور مرتب کرادیا گیا کہ سند منظور ہو کر حاجت کیوقت کام آوے فقط ؛؛ ؛؛ ؛؛

۱۳ محمد

**محضر نامہ** کسی احوال کے ثابت کرنیکے واسطے جو کاغذ لکھکر واقفکارون کی مہر اور گواہیان لکھا لیتے ہین اسکو محضرنامہ صورت حال کہتے ہین اور اسکے لکھنے کا نقشہ وہی ہی **مثال اسکی** جو خداوند مطلق اور حاکم برحق کے نزدیک امرحق کا چھپانا اور ادائے شہادت اور گواہی سے آپ کو بچانا گناہ ہی اسواسطے یہہ احقرالانام بندہ محمد اکرام اپنے حق پر گواہی طلب کرتا ہی اور رُوسائے کرام اور مشایخ عظام سے اداے شہادت چاہتا ہی اسبات پر کہ میرے جدامجد شیخ ولی محمد نے بائیس برس ہوئے کہ لکھنؤ سے آکر دہین اگر سکونت اختیار کی اور رنائی کے منڈوے مین ایک قطعہ مکان پختہ اور خانہ باغ اور مسجد اور خانقاہ اپنے مال مکسوبہ خاص سے تعمیر کراکر قابض اور متصرف رہے عرصہ دو برس کا ہوا کہ بمقتضاے الٰہی فوت کر گئے اور مسمی اسلام قلی جبلیہ نے میری غیبت مین کہ اندنون تلاش معاش کیواسطے حیدرآباد کو گیا تھا اس املاک پر قبضہ کرلیا اور اب جو مین آکر دہین آکر طالب اپنے حق کا ہوا تو نام بردہ غصب کی راہ سے ساری املاک کو اپنی مکسوبہ خاص ظاہر کرکے مجھے دخل دینے نہین دیتا ہی حالانکہ اس ملکیت موروثی کا سوا میرے کوئی دوسرا مالک نہین ہی اسواسطے امیدوار ہون کہ جس شخص کو اس حقیقت حال سے آگاہی اور واقفیت ہو مہر اور گواہی اپنی اس کاغذ پر کردے کہ عنداللہ ماجور اور خلقت خدا کے نزدیک مشکور ہوگا فقط تحریر تاریخ سولھوین ذیحجہ

**مختار نامہ** کسی شخص کو کسی کام کے واسطے مختار کرکے جو سند مختاری کی لکھدی جائے تو اسکو مختارنامہ کہتے ہین اور اسکے اختیارات کیواسطے حد و حصر نہین ہی **مثال اسکی** ہم کہ رام چند مدعی زمیندار موضع کھموری پرگنہ راٹھ ضلع کالپی کے ہین جو اکثر مقدمہ ہماری عدالت دیوانی مین دائر ہین

اور دائر ہونیوالے ہین اسواسطے ہمنے مقدمہ کی خبرگیری اور پیروی کے واسطے
لالہ منالعل کو مختار اور اپنی ذات کا قایم مقام کیا اقرار کرتے ہین کہ مختار مسطور
ہمارے مقدمات مین جو کچھ سوال وجواب کرے اور جو دلیل دستاویز گذرانے
اور کسی کو وکیل مقرر کرے اور جو روپیہ خزانہ مین داخل یا ہمارا وصول کرے وہ سب
ہمکو مثل کئی ہوئی اپنی ذات کی قبول اور منظور ہے فقط المرقوم **وکالت نامہ**
مثل مختارنامہ کے ہے فرق اسمین اسیقدر ہے کہ مختار ہر شخص ہوسکتا ہے جو
شخص کسی محکمہ مین حاکم کی جانب سے مختاری کے عہدہ پر مقرر ہو وہ بھی اور سوا
اسکے اور بھی مقدمہ دار اپنی طرف سے جس کسیکے نام سند مختاری لکھدے
اسے مختارنامہ کہتے ہین اور وکیل کچہری کی طرف سے وکالت کے عہدے پر
معین ہوتے ہین اسمین سے جب کسیکے نام سند وکالت کی لکھی جائے اسکو وکالت
نامہ کہتے ہین یہہ سند سوا اُن لوگونکے اور ونکے نام کی ہونہین سکتی مختارنامہ وکیل
کا جو عدالت سے مقرر ہے حال کے رواج کے موافق یا دینا پڑتا ہے یا وعدہ
کرکے راضی کرتے ہین اور وکیل مقرر کرنیوالے کو موکل کہتے ہین **مثال اسکی**
ہم کہ میر حسین علی مختار سید نورالدین مدّعا علیہ کے ہین جو مقدمہ شیخ حسین بخش
مدعی کا سید نورالدین مدّعا علیہ کے نام واسطے دلاپانے دس ہزار روپئے قرضہ
کے عدالت دیوانی ضلع آگرہ مین دائر ہے اسواسطے ہمنے اپنے نام کے مختارنامہ
کے ذریعہ سے مولوی امان علی کو مدعا علیہ کیطرف سے بعد ادا کرنے کل محنتانہ یا کل محنتانہ
کے ادا کرنیکا اقرار کرکے وکیل مقرر کیا اقرار کرتے ہین کہ مشارالیہ جو کچھ سوال
وجواب کرین اور وکیل دستاویز گذرانے وہ سب ہمکو مثل کئی ہوئی اپنی ذات کے
قبول اور منظور ہے فقط المرقوم **سرخط** اندنون اکثر تو اُسے کہتے ہین
جو کوئی کسیکا مکان کرایہ لیکر دستاویز اسکی لکھدے یا ادنی قسم کے لوگون کو

نوکر رکھہ کے ان کی نوکری کا کاغذ لکھے **مثال اسکی** لالہ منگل سین گماشتہ اودے چند مہاجن کے نام جو ہمنے ایک قطعہ مکان واقع جوہری بازار کو لالہ منگل سین گماشتہ اودے چند مہاجن سے بیس روپیہ ماہواری پر کرایہ لیا اقرار کرتے ہین کہ کرایہ مقرری بلا عذر اور تکرار ماہ بماہ پہنچاتے رہین اور مرمت شکست ریخت مکان کی مالک کے ذمہ ہے اور جو ہم کوئی قطعہ یا اور کمرہ مکان کا اپنے آرام کے واسطے بناوین اور اپنی خوشی سے اس مکانکے چھوڑنیکا ارادہ کرین تو اس اپنے نئے بنائے ہوئے قطعہ کی قیمت کا مطالبہ نکرین اور جو مکان کا ہمارے اُٹھانیکا ارادہ کرے تو دو مہینے پیشتر سے اطلاع کرے اور ہمارے بنائے ہوئے مکان کی قیمت موافق نرخ بازار کے ادا کرے فقط المرقوم ۲۷ رجب ۱۲۵۳ ہجری العبد **پٹہ** سرکار جو زمیندار کو گانون کی بابت یا زمیندار رعیت کو اراضی کی بابت یا سرکار یا زمیندار گانون یا کسیقدر زمین کا محصول مقرر کرکے کسی کو اجارہ دے اور دستاویز لکھدے تو اسکو پٹہ کہتے ہین اور دوسری قسم کے معاملہ کو اجارہ اور ٹھیکہ اور اس اجارہ دینے والیکو مستاجر اور ٹھیکہ دار کہتے ہین پھر یہہ مستاجر اگر اپنا کچھہ نفع ٹھہرا کر دوسرے شخص کو اجارہ دے تو اس معاملہ کو شکمنا بولتے ہین فقط **مثال اسکی**

قولنقرار

پٹہ پیر خان ولد جیون خان کاشتکار ساکن محلہ دریا باد کے نام فتح علی بیگ نمبردار مالگذار حصہ چہارم موضع ریوتی پور پرگنہ سارا ضلع فیروز نگر کی طرف یہہ کہ جو موازی ایک بیگہ اراضی مزروعہ نمبر چوبیس واقع موضع ریوتی حسب درخواست پیر خان مسطور کے عوض

مبلغ پانچ روپیہ سالانہ زربھیج کے ہمیشہ کے واسطے نامبردہ کی کاشتکاری مین دئے گئے اس اقرار سے کہ نصف زربھیج فصل خریف اور نصف فصل ربیع مین مومی الیہ مجھہ لمبردار کوادا کرتا رہے اور اگر مومی الیہ زربھیج کے بروقت ادا کرنے مین عذر کرے تو مجھہ لمبردار کو اختیار ہے کہ بہ ضابطہ سرسری اُسکے نام نالش کر کے زربھیج وصول کرون اور اُسوقت مین یہہ بھی اختیار ہے کہ اسکو بے دخل کردون اور جبتک کہ مومی الیہ قول و قرار کے موافق زربھیج کے ادا کرنے مین قاصر نہ ہو تبتک مین اسکو بے دخل نکرون اسواسطے یہہ چند کلمہ بطریق پٹہ کے لکھدی کہ حاجت کے وقت کام آوے فقط المرقوم فی التاریخ سنہ واضح ہو کہ یہہ طرز تحریر پٹہ کی اس حال مین مناسب ہے جب کہ جانب اعلی سے طرف ادنی کے ہو اور جب جانب ادنی سے طرف اعلی کے ہو یا طرفین کا درجہ برابر ہو تو مثل اقرارنامہ کے ہین کہ فلان اور فلان کر کے مناسب ہے لیکن آخر مین لفظ پٹے کی تحریر اسمین بھی ہوگی **قبولیت**

رعیت یا مستاجر یا کٹکنا دار جو دستاویز قول و اقرار کی زمیندار یا ٹھیکہ دار یا زمیندار سرکار کو لکھدے اسکو قبولیت کہتے ہین مثال اسکی کہ مین پیر خان ولد جیون خان ساکن محلہ دریاباد کا ہون جو مین نے موازی ایک بیگہ اراضی مزروعہ لمبر چوبیس واقع موضع ریوتی پرگنہ سارا ضلع فیروزنگر فتح علی بیگ لمبردار مالگذار حصہ چہارم موضع مذکور کیطرف سے اپنی کاشتکاری مین لے اس اقرار سے کہ نصف زربھیج فصل خریف اور نصف فصل ربیع مین لمبردار کو ادا کرتا رہون اور اگر زربھیج کے بروقت ادا کرنے مین قاصر ہون تو لمبردار کو اختیار ہے کہ بضابطہ سرسری میرے نام نالش کر کے زربھیج وصول کرے اور اُسوقت مین پھر بھی اسکو اختیار ہوگا کہ مجھکو بے دخل

کردے اور اراضی میرے قبضہ سے نکال لے اسواسطے یہہ چند کلمہ قبولیت کے طور پر لکھدئے کہ عندالحاجت کام آوین فقط المرقوم **ضامنی**

کیسیکی طرف سے جو کسی بات یا کوئی چیز کے واسطے ذمہ داری اپنی لکھدے تو اسکو ضامنی اور لکھنے والے کو ضامن کہتے ہین اور اسکی کئی قسم ہین اگر کسی قدر زر معینہ کا ذمہ دار ہوکر دستاویز لکھی ہے تو مال ضامنی ہے اور اگر اس شرط سے لکھدی ہے کہ جس قدر فلانا شخص تصرف کرجائیگا ہم اسکو ادا کرینگے تو اسکو تصرف ضامنی کہتے ہین اور یہہ تو اکثر ہوتی ہے یا عدالت مین کسیکے خرچہ وغیرہ کے ذمہ داری کیجاتی ہے اور اگر کسیکے حاضر رہنیکا ذمہ کیا ہے تو حاضر ضامنی اور اگر کسی کام کی ذمہ داری کی ہے تو فعل ضامنی ہے ہر ایک کی تحریر کا طور ایک ہی مثال سے واضح ہوگا **مثال اسکی** ہم کہ ٹھاکر بختاور سنگہ زمیندار موضع گھمریا پرگنہ جاج مئو ضلع کانپور کے ہین جو کسمی زور آور سنگہ ہمارے پٹے دار نے ڈگری مدعلت قطعہ باغ واقع موضع لسولی کے ضلع سے حاصل کی اور اسکے اجراے کا حکم بعد لینے تصرف ضامنی کے صادر ہوا اسواسطے ہم بابت شی دعوی کے بلا شرط جبات اور حمات کے ضامن ہوکر اقرار کرتے ہین کہ اگر نام برده عدالت صدر سے ہار جاے تو جسقدر تصرف اسکا ثابت ہوگا ہم بلا غدر ادا کرینگے ہمین اور ہمارے وارثون کو کچھہ غدر نہ ہوگا اور موضع گھمریا اپنی جایداد کو اس ضامنی مین مکفول کرتے ہین جب تک مقدمہ عدالت صدر سے فیصل ہوگا اسکو بیع خواہ رہن وغیرہ کے ذریعہ سے کہین منتقل نہ کرینگے یا یون لکھے کہ ٹھاکر زور آور سنگہ ہمارے پٹے دار نے جو دو سو روپیہ لالہ رام رتن مہاجن سے قرض لئے ہین ہم ذمہ کرتے ہین کہ اگر وہ ادا نہ کریگا ہم لاکلام ادا کرینگے یا لکھا جائے اور جو زور آور سنگہ ہمارا پٹے دار جوئے کی علت مین ماخوذ اور اُسے فعل ضامنی یا حاضر

ضامنی طلب ہی اسواسطے مین مقرا قرار کرتا ہون کہ نام بردہ کبھی کوئی حرکت ناشایستہ نکریگا اگر کرے تو مین اسکے عہدے سے جواب دہی کرونگا یا یہہ کہ مین اسکو حاضر کردون اگر حاضر نہ کرسکون تو اسکے عہد یکا جواب دونگا فقط المرقوم

**عاریت نامہ** اگر کسیسے کوئی ایک چیز زمان معین کے واسطے مانگ لی جائے اور اسکی دستاویز لکھی ہو تو اسکو عاریت نامہ کہتے ہین اسمین خاص عاریت کا مضمون لکھا جاتا ہی نہین تو حال اُسکا مثل حال اقرارنامہ کے ہی اور اسی طرح اگر کچھہ زمین گھر بنانے کے واسطے کسی قدر روپیہ بطور ماہانہ یا سالانہ ادا کرنے یا اسکے عوض کچھہ حق مقرر کرنے کی شرط پر لیجاوے تو اگر دستاویز اسکے خواص کی جانب سے ہی تو اسکو اقرارنامہ اور عوام کی جانب سے ہی تو عاریت نامہ کہتے ہین

**امانت نامہ** اگر کسیکی کوئی چیز اپنے پاس رکھکر دستاویز لکھدے تو اسکو امانت نامہ کہتے ہین دونون کا حال ایک ہی مثال سے واضح ہوگا

**مثال اسکی** ہم کہ اللہ یار خان رسالدار رسالہ باکریم اللہ حمیعدار ساکن ضلع آلہ آباد کے ہین جو ہم نے ایک فرد پستول کی دو مہینے کے واسطے شیخ محمد بخش صوبہ دار سے مستعار لی ہی اسواسطے یہہ عاریت نامہ لکھدیا یا یہہ کہ مجھہ مقر نے قطعہ زمین چار ٹکے سالانہ کے وعدہ پر گھر بنانے کے واسطے شیخ محمد بخش صوبہ دار سے لیکر حویلی بنائی اور سکونت اسمین اختیار کی اسواسطے یہہ عاریت نامہ لکھدیا فقط المرقوم

**تملیک نامہ** اپنی ملکیت کی چیز جو کوئی کسیکو دیکر اسکو مالک کردیتے ہین اسکی دستاویز یون لکھی جائے وہ تملیک نامہ ہی اور اسیطرح اگر کسیکو مسجد کا متولی یا درگاہ یا خانقاہ کا مہتمم قرار دیکر سند لکھے تو اسکو تولیت نامہ کہتے ہین

**مثال اسکی** صرف اسی قدر کافی ہی کہ جسطرح اوپر کی مثالونمین لکھا گیا مقر کا نام لکھکر

یون لکھے کہ جو ہمنے قطعہ باغ واقع موضع دولت پور کو محمد وزیر خانسامان کو دیکر اسکو ہر طرح مالک اور مختار کر کے یہہ تملیک نامہ یا ملا حسین اکبرآبادی کو مسجد یا خانقاہ کا متولی اور مہتمم مزار دیکر یہہ تولیت نامہ لکھدیا فقط ؀

**رسید** کچھہ روپیہ خواہ کوئی چیز کسی سے لیکر جو دستاویز لکھدے اسکو رسید کہتے ہین اور یہہ رسید یا تو انھین دستاویزون کے طور پر لکھی جاتی ہی یا رقعہ کے طور پر **مثال اسکی** دستاویز مین بعد لکھنے نام مقر کے لکھا جائیگا کہ سو روپئے فلانی بابت ہمکو زید سے وصول ہوئے اسواسطے یہہ رسید لکھدی اور رقعہ مین بعد القاب کے لکھا جائیگا کہ دوشالہ جو آپ نے بخشو خدمتگار کے ہاتھہ بھیجا تھا سو پہنچا

**قبض الوصول** مثال رسید کے ہی لیکن جو تنخواہ یا اور کوئی وجہہ معین مثل ششماہی یا سالانہ کے وصول کا اقرار لکھا جاتا ہی اکثر اسیکو قبض الوصول کہتے ہین **مثال اسکی** مقر کا نام لکھکر اسطرح لکھے پانسو روپئے بابت مشاہرہ شہر ربیع الاول یا بابت ششماہی خواہ سالانہ مقرری کے بدہ سین تحویلدار سرکار کے تحویل سے ہمکو وصول ہوئے اسواسطے یہہ قبض الوصول لکھدیا گیا ؀

**فارغخطی** کسی سے لین دین کے حساب کا تصفیہ اور روپیہ سب کے بیباق اور ادا کر کے دستاویز لکھا لی جاوے یا اپنے نوکر سے حساب سمجھہ کر دستاویز لکھدی جائے تو اسکو فارغخطی کہتے ہین **مثال اسکی** مقر کا نام دستور معینہ کے موافق لکھکر یون لکھی جاتی ہی کہ جو ہم سے اور زید سے لین دین کی بابت کا حساب تھا آج اسکے مقابلہ مین سب حساب طی ہوکر دو سو نراسی روپئے پونے گیارہ آنے حساب کے رو سے پانا ہمارا اسکے ذمے واجب نکلا اور مشارالیہ نے سب دام ادا اور بیباق کیا یا یہہ کہ جو خرچ ہمارا نبی بخش خانسامان کے ہاتھہ سے اٹھتا تھا آج نام بردہ سے سب حساب سمجھہ لیا گیا کچھہ اسکے ذمے باقی نہین اور

کسیطرح کا تغلب اور تصرف اُسکا ثابت نہوا اسواسطے فارغخطی لکھدی گئی
اور نوکر کے واسطے جو یہہ دستاویز لکھی جاتی ہی اسکو صافی نامہ بھی کہتے ہین
**راضی نامہ** کوئی کسی پر نالش کرے اور پھر کسیطرح راضی ہوکر جو دستاویز
لکھدے تو اسکو راضی نامہ کہتے ہین لیکن جو اس نالش سے دست بردار ہوکر آپسے
آپ باز آوے تو اسکو باز نامہ کہتے **مثال اسکی** بعد لکھنے نام مقر کے اس
طرح لکھتے ہین کہ جو ہمنے واسطے دلا پانے تین سو روپے اصل معہ سود قرضہ کسی
کے مدعا علیہ پر نالش کی تھی اور مدعا علیہ نے ہمکو کچھ نقد کچھ جنس دیکر راضی کیا اسواسطے
یہہ راضی نامہ لکھدیا اور کبھی اس مضمون کو سوال مین لکھکر جہان مقدمہ دائر ہوتا ہے گذرانتے ہین
**صلحنامہ** مثل راضی نامہ کے ہی لیکن دونون مین اتنا فرق ہی کہ
راضی نامہ مین ہوسکتا ہی کہ مدعی آپ سے راضی ہوگیا یا مدعا علیہ نے راضی
کرلیا ہوا اور صلحنامہ جب تک دونون ملکہ صلح نہ کرین نہین ہوسکتا **مثال اسکی**
بعد لکھنے نام مقرون کے یون لکھتے ہین جو مقدمہ ہمارا بابت تکرار استرداد نیلام موضع
بھوانی پور پرگنہ زمانیہ عدالت دیوانی مین ضلع غازیپور مین دائر تھا ہم فریقین نے
اسطرح صلح کرلی کہ مین رام سنگہ مدعی موضع پر دخل پاکر واصلات اور خرچہ سے
دست بردار ہون اور مین نرائن راؤ مدعا علیہ مدعی کو بلا عذر اور تکرار موضع
پر قابض کرادون اسواسطے یہہ صلحنامہ لکھدیا کہ آیندہ کو کام آوے **فیصلنامہ**
ہرچند کہ حاکم جس مقدمہ کو فیصل کرے وہ بھی فیصلنامہ ہی لیکن اب جو پنچ لوگ قصہ
چکاکر فیصل کرتے ہین اُسی کو فیصلنامہ ثالثی کہتے ہین اگرچہ مضمون اسکا معہ حقیقت
حال مقدمہ کے طول بھی ہوتا ہی لیکن حاصل مطلب کے لکھنے کا طرز یہہ ہی
**مثال اسکی** فیصلنامہ ثالثی لکھا ہورام دین موکل اور بندرابن تیواری اور
پنڈت کالکا پرشاد ثالثون کا واقع تاریخ پہلی اکتوبر ۱۸۴۵ عیسوی حال یہہ ہی

کہ مقدمہ اوجاگر مدعی اور ہیم سین مدعا علیہ کا بابت تکرار حساب منافع مالگذاری کے عدالت
مین درپیش تھا اور طرفین نے اقرار نامہ ثالثی کا حکم حاکم عدالت کے سامنے لکھکر ہم
لوگون کو ثالث مقرر کیا آج ہم لوگون نے ایک جگہہ جلسہ کر کے مقدمہ کے سب
کاغذات اور طرفین کی دستاویزات دیکھی ہماری تجویز مین مدعی کے دستاویزات
کہ اُسپر خود مدعا علیہ کے حقیقی بھائی کی دستخط ہے اور گانون کا پٹواری بھی اسکی
تصدیق کرتا ہے صحیح اور دعوی اسکا سچا معلوم ہوا اور مدعا علیہ نے سوائے دو
چار چھٹیون کے کہ اسپر مدعی کی دستخط نہین نہ خط اُسکا اُن چھٹیون کے خط سے ملتا ہے
اور کوئی دستاویز یا دلیل کہ اُسکے رُو سے بیان اسکا درست معلوم ہو پیش نہین کیا
اس صورت مین ہم ثالثون کے اتفاق سے یہہ تجویز قرار پائی کہ مدعی کا دعوی بابت
منافع مالگذاری کی مدعا علیہ پر واجب ہے اسواسطے یہہ فیصلنامہ موافق حکم حضور
کے لکھکر ارسال کیا جاتا ہے آئندہ جو حضور کی رائے ہو فقط واضح ہو کہ کبھی مقدمہ طرفین
کی رضامندی سے عدالت سے ثالثون کو سپرد ہوتا ہے اور کبھی فریقین بلا ذریعہ عدالت
کے اپنے قضیہ کو تصفیہ کیواسطے ثالثون پر سپرد کرتے ہین تو اسکے فیصلنامہ مین کسی حاکم کے
حضور مین فیصلہ بھیجنے کا ذکر نہین ہوتا ہے فقط

## وصیت نامہ

اگر کوئی شخص اپنی زندگی مین اپنے وارث یا کسی دوسرے شخص کو اسطرح حکم دے
کہ بعد میرے اس کام کو یون کیجیو یا اس مال کو یون دیجیو تو اسکو وصیت کہتے ہین
اور جو اسکا کاغذ لکھا جائے تو اسکو وصیت نامہ کہتے ہین

## مثال اسکی

جو ظاہر ہے کہ حیات مستعار کو کچھہ اعتبار نہین ہے اور ہر عاقل کو دور بینی اور عاقبت
اندیشی سے پختگی ان مطالب کی جسکا سرانجام پذیر ہونا بعد اپنی فوت کے دنیا و آخرت
کی مصالح کے لئے منظور ہو اسی حال مین واجبات سے ہے جبتک زبان اور قلم
اسکے اختیار مین ہے اسواسطے بندۂ ضعیف علی محمد خان ولد فرزند علیخان ساکن محلہ

کٹرۂ ارادت خان من محلات شہر فیروزآباد اپنے ہوش اور حواس مین رضا اور رغبت سے بدون زور آور زبردستی کرنے کسی شخص کے یہہ وصیت کرتا ہی کہ منجملہ دیہات معافی اور مالگذاری مملوکہ اور مقبوضہ میرے کی چک طولی اراضی معافی واقع سواد موضع فرخ نگر متعلقہ پرگنہ رسول آباد جمع ایک سو نوے روپئے سالانہ کو بین واسطے اخراجات ضروری مسجد واقع محلۂ ارادت خان کی جو تعمیر کی ہوئی راقم کی ہی اور جسکے اخراجات کی کفالت میری زندگی تک مجھہ سے تعلق رکھتی ہی مقرر کیا بعد میرے محاصل اراضی مذکور کا شیخ قادر بخش کے اہتمام سے جو میری جانب سے متولی مسجد مذکور کے مقرر ہین اور میرے معتمد الیہ ہین مسجد مذکور کے مصارف ضروری سے متعلق رہیگا اور اسمین میرے وارثونکو کسی طرحکے تعرض کا اختیار نہین ہی میرے وارثون کو لازم ہوگا کہ محاصل چک مذکور اوپر وقت معین کے وصول کرکے متولی مذکور یا بعد اسکے جو متولی کہ بہ رضامندی میرے ورثا کے مقرر ہوگا پہنچا دیا کرین اور اگر اسباب مین اُن کی جانب سے کچھہ اغماض اور انحراف ہو تو متولی یا نمازیون کی نالش پر حاکم وقت کی طرف سے اعانت حاکمانہ اسمین لازم ہوگی اور اس صورت مین متولی کی تقرر مین اہل محلہ کو اور اہل محلہ کے اختلاف کی صورت حاکم وقت کو اختیار ہوگا اور منجملہ محاصل مذکور کے دس روپئے مشاہرہ حق متولی کا ہوگا اور مابقی ضروریات مسجد کی صرف مین آئیگا اسواسطے یہہ چند کلمہ بطریق وصیت نامہ کے لکھے گئے اور نقل اسکی بھی رجسٹری مین داخل کراکے حوالے متولی حال مسجد کے کی گئی کہ عندالحاجت کام آوے المرقوم

**تقسیم نامہ** اگر دو یا کئی شریک شرکت کا مال آپ یا قاضی اور حاکم کے حکم سے بانٹ لین اور کاغذ اسکا لکھا جائے تو اسکو تقسیم نامہ اور قسمت نامہ کہتے ہین **مثال اسکی** ہم کہ

سید دلدار حسین اور سید مظفر حسین دونون بیٹے سید اشرف حسین زمیندار ان
اور ساکنان موضع اشرف نگر پرگنہ سکندرا ضلع مظفر نگر کے ہین جو مواضع ریوتی
اور گھردوہرپورا اور اشرف نگر اور شیرپورہ واقع پرگنہ مذکور معہ مکانات
اور باغات وغیرہ جو ان مواضع مین واقع ہین ملکیت موروثی ہم دونون
بھائیون کی ہے اور اب مصلحت وقت دیکھکر آپکی رضامندی سے یہہ بات
قرار پائی کہ دیہات مذکورہ معہ مکانات اور باغات کے نصف نصف آپسمین تقابلہ
ہوجائین اور آئندہ کو کوئی خرخشہ اور نزاع باقی نرہے اسواسطے کل جائداد
مذکورہ بعد مساوی کرنے اسکی مالیت کے اوپر دو تفریق کی اسطرح پر تقسیم
کی گئی کہ کل موضع ریوتی اور شیرپورہ معہ مکان اور باغ وغیرہ جو اسمین واقع ہے
اور نصف موضع اشرف نگر جو مشتمل اوپر دو تھوک ہے اور حد فاصل ان دونون
تھوک مین باقی سرکاری واقع ہے تھوک پورب مجھہ دلدار حسین کے حصہ مین اور
موضع گھردوہرپور معہ مکان اور باغ وغیرہ جو اسمین واقع ہے اور تھوک پچھم
موضع اشرف نگر مجھہ مظفر حسین کے حصہ مین در آئی اور حویلی مسکونہ قدیم واقع
اشرف نگر جو تھوک پچھم مین واقع ہے بلا تعرض مجھہ دلدار حسین کی کہ مین نے سکونت
اپنی موضع ریوتی مین اختیار کی مجھہ مظفر حسین کے قبضے مین رہی اور مطابق اس
تقسیم کے کلکٹری مین سوال دیکے نام ہر ایک کا ہم مین سے حسب تقسیم مذکورہ بالا کے
جداگانہ خانۂ ملکیت مین داخل کرا دیا جائے اور مالگذاری موضع اشرف نگر کی
سرکار مین ایکجائے ادا کیجایگی اور ایک ایک فرد اس تقسیم نامہ کی جو اوپر دو کاغذ
جداگانہ کے مرتب ہوکر ہم دونون کے پاس رہینگے اور ہم مین سے کسیکو یا ہمارے
وارثون کو خلاف شرائط مندرجہ اس تقسیم نامہ کے اختیار تعرض کا ہمدیگر نہ ہوگا
اسواسطے یہہ چند کلمہ بطریق تقسیم نامہ کے لکھدئے کہ حاجت کے وقت کام آوین

المرقوم سنہ فلان    واضح ہو کہ ان دستاویزات کے نمونہ مین صرف طرز تحریر
دستاویزات ضروری کا ظاہر کیا گیا ہی لیکن شرائط ہر قسم دستاویزات
کی اور بیان انواع مطالب کا اسمین موقوف اوپر صورت معاملات خاص
کے ہی اور حصر اسکا ممکن نہین ہی بتدیون کی تعلیم کیواسطے اسقدر دستاویز
کا کافی ہی کہ ان مثالون کو دیکھہ کر ہر قسم کی دستاویزین ہر طرحکا مطلب لکھہ
سکتا ہی کچہری کے کام کرنیوالون کو ان دستاویزونکی تحریر سے وقفیت
ہونا بہت ضرور ہی اور یہہ بھی واضح ہو کہ ان دستاویزون کی مثالونسے
یہہ بات ہرگز نہ سمجھی جائے کہ کتاب جو نواب معلی القاب دام اقبالہ کے
ارشاد کے موافق لکھی گئی تو یہہ دستاویزات بطور دستور العمل کے
ہونگے یعنے اگر کوئی دستاویز موافق اس کتاب کے نہ ہوگی تو صحیح متصور نہوگی
سوا ایسا نہین ہی بلکہ یہہ مثالین صرف واسطے دریافت کرنے طرز تحریر اردو کے
لکھدی گئین

## خاتمہ

الحمد للہ کہ
اس فقیر خاکسار نے جو ایک دست بیکرنگ و یکتا سراپا لطف و صفا گنجینہ فضل و
کمال آئینہ حسن و جمال صاحب علم و ہنر جوہر فخر ہر فرد بشر سرآمد منشیان جادو
نگار سرخیل سخنوران شیرین گفتار مخزن لیاقت و قابلیت معدن فصاحت
و بلاغت دبیر بینظیر مشیر صاحب تدبیر کریم ابن کریم محب و محبوب شہیدا نیم شیرازہ
کتاب رموز معانی گلدستہ بہار سخن و سخندانی بے عیب بے ریا و بے لوث و
پاک دل و صاف طینت صفا طبیعت جناب منشی غلام غوث صاحب زاد اللہ لطفہم
کی توسط سے حاکم جلیل القدر قدر افزائے اہل ہنر بحر ناپیدا کنار شوکت و شان
ابر گوہر بار ہمت و احسان جوہر مراد آئینہ مقصود واسطہ پیوند و اتحاد عدل
و جود صاحب سیف و قلم عزت چتر و علم بحر کرم ابر ہمم آفتاب حشم ہمایون شیم

فیاض عالم وزیر اعظم دستور مکرم عالی مرتبت والا منزلت ارسطو فطرت سکندر
صولت فریدون حشمت افلاطون حکمت جم جاہ خورشید کلاہ رعیت پناہ کیوان
بارگاہ جناب **نواب** مستطاب ہنر بل جمس طامس صاحب لفٹنٹ گورنر بہادر
دام اقبالہ کی فرمایش اپنے ذمے لی تھی سو اسکا انجام بخوبی ہوگیا اور حق تعالی نے
ہمکو اور ہمارے دوست کو سرخرو فرمایا ہرچند کہ یہہ نذر مختصر اس سرکار والا
اقتدار مین جیسے سلیمان کے تخت کے سامنے ایک چیونٹی کا پرا اور دریا کے مقابلہ
مین ایک قطرہ سے بھی کمتر ہی آفتاب کے روبرو مشعل جلانا ذرے کو چمکانا او
مہتاب کو کتان کا جامہ پہنانا یا آئینہ دکھانا اور ختن مین مشک نافہ لیجانا اور
بہشت مین ایک پھول کی پنکھڑی کا پہنچانا ہی لیکن اس لحاظ سے کہ سلیمان
نے چیونٹی کی دعوت قبول فرمائی اور دریا نے قطرے کی آبرو بڑھائی آفتاب
ذرے کو محروم نہین چھوڑ ... ماہ کتان سے منہہ نہین موڑتا ختن سے مشک
کی ناموری اور بہشت سے پھول کی جلوہ گری ہی امیدوار ہون کہ یہہ نذر
قبول اور کتاب کا ہدیہ مقبول ہو چارون باب اسکے اگر نظر عنایت سے
دیکھے جائینگے تو مضامین اسکے ہرشش جہت مین خوشی کی نوبت بجائینگے چارون
طرف اسکے دھوم ہوجائیگی اور قبولیت کی شہرت میری عزت کا رتبہ بڑھائیگی
اگرچہ چار باب کی یہہ ایک کتاب ہی لیکن حقیقت مین ہر باب علحدہ ایک
کتاب ہی یعنے چارون باب مین سے جس باب کی تعلیم منظور ہو تو اسی کتاب
کا ایک باب اور سب باتون کا سکھانا منظور ہو تو ساری کتاب پڑھادی
جائے اور بڑے فخر اور نازش کا مقام یہہ ہی کہ نواب مستطاب معلی القاب
دام اقبالہم کی حضور فیض گنجور سے جو یہہ کتاب واسطے دریافت کرنے صحت
اور سقیم اور حسن و قبح کے حاکم عالی خصال قدردان اہل کمال معدن اخلاق و

مروت مخزن اشفاق وفتوت آسمان شان جلالت و برتری کوہ شکوہ عدالت و سروری آبروے ابر ہمت وسخا آئینہ آئین صفوت وصفا گوہر درج جود و بخشش اختر برج دانش وبینش والا گوہر بلند اختر صاحب جوہر و ہنر بہرہ ور جناب ولیم میور صاحب بہادر اسکو بردام دولتہ کے پاس آئی تو حاکم ممدوح نے قدردانی کی راہ سے بہت پسند فرمائی ہر مقام کو نظر عنایت سے ملاحظہ فرمایا اور محنت کی داد دیکر تحسین اور آفرین سے مصنف کا رتبہ بڑھایا خدا ایسے حاکم منصف اور قدردان کو سلامت رکھے کہ اہل جوہر کی عزت بڑھاتے ہین اور شرفا کی پرورش فرماتے ہین بس اب کتاب کا خاتمہ دعائے خیر پر ختم کرتا ہون الٰہی جبتک آفتاب کے ہاتھ مین چتر اور علم آسمان مین خم ہے ممدوح عالی جاہ کے اقبال کا خیمہ بلند اور مستحکم اور دولت کی گردن آستان دولت نشان پر خم رہے

## تمت بالخیر قطعۂ تاریخ

دیکھا نہین جہان مین کوئی باغ بےخزان — عقبی مین ہو و لیکن یہ قول شنیدہ ہے

خرم ہین سن چمن کے نہالان و باغ مین — ہے سع زمین جہار پریشان بید ہے

کسکا ہے باغ جسکی صفت ہمہ تن ہین — دکھلائے کر سامع کہن و رجدید ہے

مالک ہے بسکہ طبع کی تاریخ دستان مین — سن ہجر یہ غیبی اک ... ہے

سرسبز آج اپنا جو باغ امید ہے — دنیا کے گلونکو عیش کی بلبل نوید ہے

تشبیہہ سن حدیقہ ہے نزدیک عارفان — باغ جہان کو دیجئے بعد ابعید ہے

تو ڑے ہزار پھول جو گلچین ہین باغ — پھر بانے ہر کلی کو کھلی جا چید ہے

وہ فخر مولوی جہان شاعر زمان — موسوم جو غلام امام شہید ہے

غورجب کا سنکے تو قابل ہو ہیچ — انشا بہار بیخزان اب جا وید ہے

۱۲۸۰



## خاتمۃ الطبع

الحمد للہ والمنہ کہ یہ کتاب انشا ربہار بیخزان باہتمام جناب قاضی فتح محمد و جناب قاضی عبدالکریم صاحب ساکن شہر جلندہر نے بصحت تام و دقت مالا کلام زبدۃ العلما والفضلا جناب مولوی نور محمد صاحب و جناب مولوی محمد احسان الٰہی صاحب کے ۲۵ ماہ محرم الحرام ۱۳۰۳ ہجری مطابق ۵ ماہ نومبر ۱۸۸۵ اٹھارہ سو پچاسی عیسوی کو مطبع فتح الکریم مین زیور طبع سے آراستہ کیا کتبہ شیخ عبدالقادر فا ابن مرحوم شیخ محی الدین عفی عنہ

# فہرست کتب مطبوعہ مجتبائی موجودہ بدکان مہتممان نسخہ ہذا

## کتب درسیہ اردو

خزانۃ العلوم عربی جلد اول معہ
ترجمہ اردو برائے تعلیم زبان عربی
ایضاً جلد دوم صرف ونحو وحکایات عربی
انشاء خرد افروز
گلستان اردو مجلد
صرف اردو برائے تعلیم اطفال
تعلیم نامہ جلد اول
جامع الحکایات
انشاء بہار بے خزاں
تضمین کریما
مصدر فیوض
صفوۃ المصادر
قواعد اردو حصہ اول
قواعد اردو حصہ دوم
ایضاً حصہ سوم
ایضاً حصہ چہارم
مبادی الحساب حصہ اول
ایضاً حصہ دوم
ایضاً حصہ سوم
ایضاً حصہ چہارم
تعلیم نامہ جلد دوم معہ صرف ونحو اردو خطوط
تشریح الحروف
حقائق الموجودات

## کتب لغات اردو

کریم اللغات مع مختصر اللغات مجلد
تیسیر القرآن لتخریج اللغات القرآن
معین الالفاظ

## کتب القصص و تواریخ اردو

قصص الانبیا اردو مجلد
تاریخ الاولیا جلد اول مجلد
ایضاً جلد دویم مجلد
مجموعہ قصہ ابو شحمہ معہ گلشن نامہ خاتون جنت
قصہ حضرت اسمعیل و حضرت سلیمان
الف لیلیٰ اردو ہر چہار جلد چہاپا کلینو مجلد
نورتن اردو مجلد
فسانہ عجائب مجلد
مجموعہ زلیخا و بکاؤلی و مثنوی میر حسن
بہار دانش منظوم
باغ و بہار یعنی قصہ چہار درویش
چہار درویش خوشخط
آرائش محفل یعنی قصہ حاتم مجلد
ایضاً قلم جلی و جلد پارچہ
طوطا کہانی مجلد
اخلاق ہندی مجلد
مجموعہ قصہ بخیل و پنج بیعقلان دیہان
بی بی و باندی وغیرہ
مجموعہ بارہ قصہ مجلد
قصہ شاہ روم
تاریخ روم و شام
داستان امیر حمزہ چہار جلد مجلد
ایضاً خط جلی و کاغذ کندہ مجلد
قصہ گل باصنوبر چہ کرد
قصہ شیرین و فرہاد
مجموعہ ہفت مثنویہای میر تقی دریائے
عشق اعجاز عشق وغیرہ
مثنوی گلزار نسیم یعنی بکاؤلی